ربوہ

دارالہجرۃ

کیپٹن ملک خادم حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۞

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

ربوہ

ربوہ کو ترا مرکزِ توحید بنا کر | اِک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں
ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دُعا گو | کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہ کو دعائیں

باجازت صیغہ تالیف و تصنیف نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ

مرتبہ کیپٹن ملک خادم حسین، ربوہ ۔ (جھنگ)

بار دوم — دسمبر ۱۹۶۲ء — تعداد ۷۰۰

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

ایک ارشاد

"یہ کبھی وہم نہ کرنا کہ ربوہ اُجڑ جائے گا۔ ربوہ کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے ربوہ کے چپہ چپہ پر اللہ اکبر کے نعرے لگے ہیں۔ ربوہ کے چپہ چپہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس زمین کو کبھی ضائع نہیں کرے گا جس پر نعرۂ تکبیر لگے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے یہ بستی قیامت تک خدا تعالیٰ کی محبوب بستی رہے گی اور قیامت تک اس پر برکتیں نازل ہوں گی۔ اسلئے یہ کبھی نہیں اُجڑے گی، کبھی تباہ نہ ہوگی۔

بلکہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں گھڑا کرتی رہیگی۔" انشاءاللہ تعالیٰ

الفضل نمبر ۴۳ سنہ ۱۹۵۷ء

خدا تعالیٰ سے خطاب

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پر معارف کلام)

آ۔ آ کہ تری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں — آ۔ آ کہ تجھے سینے سے ہم اپنے لگائیں

آپ آ کے محمدؐ کی عمارت کو بنائیں — ہم کفر کے آثار کو دنیا سے مٹائیں

میں جانتا ہوں آپ کے اندازِ تلطّف — مانوں گا نہ جب تک کہ مری مان نہ جائیں

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر — اسلام کے سر پر سے کریں دور بلائیں

ربوہ کو ترا مرکزِ توحید بنا کر — اِک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں

پھر ناف میں دنیا کی ترا گاڑ دیں نیزہ — پھر پرچمِ اسلام کو عالم میں اُڑائیں

جس شان سے آپ آئے تھے مکہ میں مری جان — اِک بار اُسی شان سے ربوہ میں بھی آئیں

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دُعا گو

کعبہ کی پہنچتی رہیں ربوہ کو دعائیں

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ——— نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنے خاص فضل سے مجھ ایسے حقیر انسان کو نظرثانی کے بعد ربوہ کا دوسرا ڈیشن شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ وسط ۱۹۶۰ء میں عزیزم محمد عمر صاحب مالاباری مولوی فاضل قادیان سے ربوہ آئے تو آپ نے خواہش ظاہر کی کہ مالاباری لوگوں کے لئے ربوہ کے حالات مختصر طور پر جمع کر دیئے جائیں تا کہ وہ ان کا اپنی زبان میں ترجمہ کر کے اپنے علاقہ میں بھیج سکیں۔ اس فرمائش کی تعمیل میں جب خاکسار نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات و رسائل کی ورق گردانی شروع کی تو لحظہ بلحظہ مضمون کی وسعت اور اہمیت کا احساس بڑھتا چلا گیا چنانچہ ہر جگہ سے کچھ پھول اور کلیاں اکٹھی کر کے انہیں ایک گلدستہ کی شکل میں احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیمُ ○

محتاج دُعا

خادم حسین

اعتراف و تشکّر

جن بزرگوں اور دوستوں نے اِس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار کی کسی نہ کسی رنگ میں امداد فرمائی ہے مَیں ان کا تہِ دل سے ممنون ہوں، بالخصوص مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری فاضل، مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ زود نویسی، مکرم پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے اور مکرم مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی فاضل میرے دلی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنے گرانقدر مشوروں سے اس کتاب کو ہر طرح وقیع بنانے میں میرا ہاتھ بٹایا جزاہم اللّٰہ احسن الجزاء۔

اِسی طرح خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ مشین مین کا بھی شکر گزار ہوں، جنہوں نے طباعت سے متعلق بعض مفید مشورے دیئے۔

خادم

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مرزا غلام احمد صاحب ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعۃ المبارک قادیان ضلع گورداسپور کے ایک مشہور مغل خاندان میں پیدا ہوئے۔ حضور کی تعلیم اس زمانہ کے شرفاء کے دستور کے مطابق گھر پر ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ کو قرآن کریم کے ساتھ عشق تھا اور آپ کے وقت کا زیادہ حصہ اس کے مطالعہ اور خدا تعالیٰ کی یاد میں گزرتا تھا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے شرف مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا اور ۱۸۹۱ء کے شروع میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا یعنی اس امر کا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ میں جس مسیح اور مہدی کی خبر دی تھی وہ آپ ہی ہیں۔

آپ کی بعثت سے قبل اسلام نہایت کمزور ہو چکا تھا اور مسلمانوں کے دلوں سے دین کی محبت اُٹھ چکی تھی اور وہ روز بروز قعرِ مذلت میں گرتے چلے جا رہے تھے۔ آپ نے اسلام کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ قرآن کریم کے علوم کا چشمہ پھر جاری کیا اور براہینِ قاطعہ کے ساتھ اسلام کی دیگر ادیان پر برتری ثابت کر کے دکھا دی۔ نیز آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے سلسلہ کی بنیاد ڈالی جو دن رات اسلام کی ترقی کے لئے کوشاں ہے اور جس کے ہاتھوں ان علوم اور دلائل کے ذریعہ جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر کھولے گئے اسلام کا دوبارہ غلبہ مقدر ہے۔

حضور اقدس کا وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بمقام لاہور ہوا اور قادیان میں مدفون ہوئے۔ عَلَیْہِ وَعَلٰی مُطَاعِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ +

حضور علیہ السلام کے بعض ارشادات

۱۔ عقائد

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ بلحاظ بیان مذکور حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتب جن کی سچائی قرآن مجید سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں۔"

(ایام الصلح)

۲۔ شرائطِ بیعت

اوّل:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اِس بات کا کرلیوے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا، اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا وِرد بنائے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت، عُسر اور یُسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ بہرحالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دُکھ قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرلے گا اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز تر سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا، اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دھم:۔ یہ کہ اِس عاجز سے عقدِ اخوّت محض للہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقدِ اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۸۸۹ء)

۳۔ تعلیم

اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُسی وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضورِ قلب سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کیساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواعِ رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کروگے تو اپنے ہاتھوں سے نہ کہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا سو تم اُس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو۔ اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عملِ نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا

جائیگا اور حسرت سے مریگا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چُن لیتا ہے جو اُس کو چُنتا ہے۔ وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے۔ جو اُسکو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کرکے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کرکے اُس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کریگا۔

عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جُدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جُدا ہے اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں اُس کی قبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اُس کے مرجانے کی خبر دی ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رُو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰ کے سلسلہ میں ابنِ مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اسکی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابنِ مریم کی عزت نہیں کرتا۔

اِن سب باتوں کے بعد میں پھر کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے

معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اسکو مت
کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دُعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو
شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری
جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں
ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ
میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت
میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے،
قماربازی سے، بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ
میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے
نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت
میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بداثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت
میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن
نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہدِ خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت
میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت
میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ
میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی
ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص فی الواقعہ مجھے مسیح موعود و مہدی معہود
نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت

کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں
کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں
ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمارباز، خائن، مرتشی، غاصب،
ظالم، دروغ گو، جعلساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر
تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا
وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں۔ تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور
روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا
کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔
کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو
ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں۔ اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔
.... وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رسوا کرے۔ کیونکہ
وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق
ہے وہ شخص جو اُن کا قصد کرے۔ کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُنکی حمایت
میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق
ہے جو ایک بیباک، گنہگار اور بدباطن اور شریر النفس کی فکر میں ہے۔ کیونکہ وہ خود
ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ اُس
نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لئے بڑے بڑے
کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا۔ (کشتی نوح)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک پیشگوئی

سنہ ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وحی الٰہی کی بناء پر مندرجہ ذیل پیشگوئی فرمائی:-

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا، اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے، اور ہر ایک قوم اِس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہانتک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا تعالیٰ سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ سو اے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ایک دن پورا ہو کر رہے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ممبرانِ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اتفاق رائے سے حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو بلاشبہ جماعت میں اپنے علم و عرفان اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز حیثیت رکھتے تھے خلیفہ منتخب کیا۔ اور جماعت کے تمام افراد نے جہاں جہاں بھی وہ تھے آپ کی بیعت کر کے اس انتخاب کی تصدیق کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نہ صرف ایک فاضلِ اجل اور عالم بے بدل تھے بلکہ ایک نہایت اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے۔ آپ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا، اور وہ لوگ بھی، جو جماعت میں شامل نہیں تھے آپ کو نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے امورِ سلسلہ کا انتظام و انصرام نہایت عزم و دانش سے فرمایا اور خلافتِ احمدیہ کی بنیادیں نمایاں طور پر مضبوط کر دیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شعر میں آپ کا یوں ذکر فرمایا ہے ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک یگانہ روزگار فرزند کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں آپ کو حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا اور ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی وفات کے بعد آپ مسند آرائے خلافت ہوئے۔

جس نازک پودے کی حفاظت اور آبیاری کا کام آپ کے سپرد ہوا وہ آپ کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ایک تناور درخت بن چکا ہے جس کی جڑیں نہایت گہری اور جس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں میں لہرا رہی ہیں۔ مصائب کی تُند ہوائیں اب بھی چلتی ہیں اور بعض اوقات آندھی کی سی شدت اختیار کر لیتی ہیں، مگر یہ مضبوط اور تناور درخت بفضلہٖ تعالیٰ ان تمام نامساعد حالات کا کامیابی سے مقابلہ کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے جہاں ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا ہے وہاں اپنے قُرب اور رضامندی کے عطر سے بھی ممسوح فرمایا ہے ؎

مقامِ او مبیں از راہِ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

"داغِ ہجرت"

"جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا
اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور
نیست و نابود کر دیا ہو، بلکہ وہ اُن کے لئے بڑے
بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائیگا

وہ خُدا

نہایت وفادار خدا ہے، اور وفاداروں کیلئے
اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دُنیا چاہتی
ہے کہ اُنکو کھا جائے۔ اور ہر ایک دشمن اُن پر
دانت پیستا ہے، مگر وہ جو اُن کا دوست ہے
ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے اُن کو بچاتا ہے۔ اور
ہر ایک میدان میں اُن کو فتح بخشتا ہے
کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا
دامن نہ چھوڑے"

(کشتی نوح)

"داغِ ہجرت"

۱۸۸۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی جس میں قادیان کے بعض آریہ سماجی بھی پنڈت لیکھرام کی شہ پر شامل ہوگئے۔ ان دنوں حضرت اقدسؑ نے قادیان سے کسی دور کے شہر کیطرف ہجرت کرنے کا قصد فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ شحنہ حق (ص۱) میں اپنے اس ارادہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:—

"ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ نہ صرف نبی بلکہ بجز اپنے وطن کے کوئی راستباز بھی کسی جگہ ذلت نہیں اٹھاتا۔ اور اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً۔ یعنی جو شخص اطاعت الٰہی میں اپنے وطن کو چھوڑے تو خداتعالیٰ کی زمین میں ایسے آرامگاہ پائیگا جن میں بلا حرج دینی خدمت بجا لا سکے۔ سو اے ہم وطنو! ہم تمہیں عنقریب الوداع کہنے والے ہیں"

اس کے بعد ۱۸ ستمبر ۱۸۹۴ء کو حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الہام نازل ہوا۔
"داغِ ہجرت" (تشحیذ الاذہان ماہ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۱۵)

قادیان کا منظر

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ جب "مقدمہ دیوار کی وجہ سے جماعتی کاموں میں روک پڑنے لگی۔ مہمانوں کو مختلف قسم کی تکالیف کا سامنا ہوا، فرائضِ دینی کی ادائیگی میں مشکلات حائل ہوئیں۔ مقدمہ لمبا ہوتا گیا تو سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے احباب کے مشورہ سے تجویز فرمایا کہ ہمارا ایک وفد ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملے۔ جو وفد روانہ ہوا وہ بہت ہی جلد واپس آگیا۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی وفد بنگلہ (ہرچووال) سے کافی دور تھا تو صاحب بہادر نے بڑبڑانا شروع کر دیا کہ:۔

"تم لوگ ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو، ہم تم کو خوب جانتے ہیں۔ تمہیں سیدھا کر دیا جائیگا۔ ابھی چلے جاؤ ورنہ گرفتار کر لئے جاؤ گے"۔

الغرض وفد کے بیانات سننے کے بعد لمحہ بھر کے لئے حضور پر نور کسی گہری سوچ میں خاموش رہے۔ پھر حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"مولوی صاحب! اس صورت میں تو ہمارا کام رک جائے گا۔ کیونکہ جب ہمارے لئے امن ہی نہیں ہو گا تو کام کیسے چلے گا۔ جہلا تو یا تحقیق کرنے والوں کے واسطے آرام، سہولت اور آزادی نہ رہی تو ہمارے پاس آئیگا کون؟ کیونکہ ڈپٹی کمشنر کا ایسا رویہ ہمارے مخالفوں کو اور بھی دلیر بنا دے گا۔ پہلے ہی وہ ہمارے مہمانوں کو بات چیت پر تنگ کرتے اور ٹوکتے رہتے ہیں۔ یہ تو اخلاق ہے ہمارے دوستوں کا کہ وہ مخالفوں کی بدخلقیوں اور سختیوں کو برداشت کر لیتے ہیں۔"
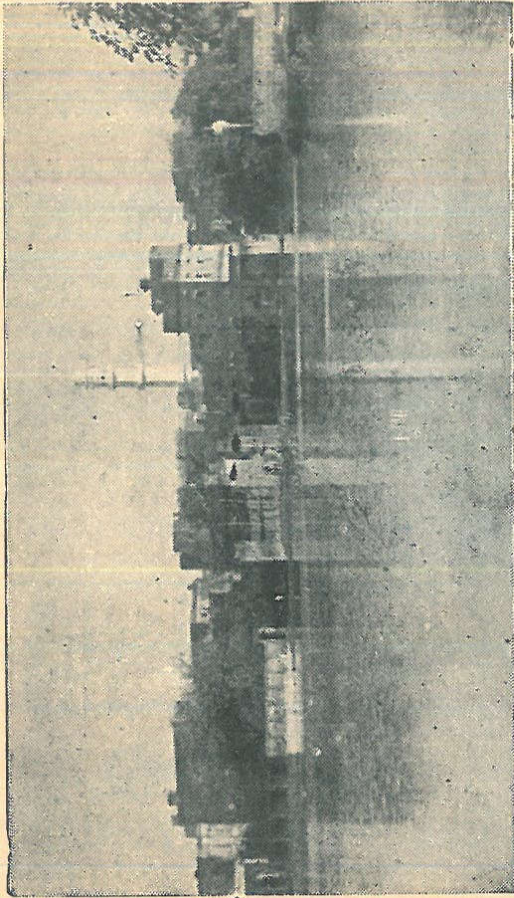
اس سلسلہ میں حضورؑ نے ایک دلسوز اور رقت آمیز لہجہ میں فرمایا :۔

" مولوی صاحب ! 'داغِ ہجرت' کا الہام بھی تو ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لئے ہجرت مقدر ہے "

حضور اقدس ؑ کے ان کلمات طیبات کو سُن کر حضرت حکیم الاُمّت مولانا نورالدین صاحب رضؓ نے عرض کیا کہ حضور ! بھیرہ میں ہمارے مکانات موجود ہیں، وہاں ہر طرح آرام اور سہولت رہیگی۔ اسیطرح چوہدری حاکم علی صاحب رضؓ چک پنیار ضلع سرگودہا نے بھی اپنے وطن کی پیشکش کی اور وہاں کی سہولتوں کا ذکر کیا اسی طرح کسی تیسرے مخلص دوست[1] نے بھی پیشکش کی مگر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کسی قدر سکوت کے بعد فرمایا :۔

" اچھا جب اِذن ہو گا "[2]

---

[1] حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ نے سیالکوٹ جانے کی دعوت دی۔ محترم شیخ رحمت اللہ صاحب نے لاہور جانے کے لئے عرض کی۔ حضور علیہ السلام نے سب کی باتیں سُن کر فرمایا۔ " اچھا وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا۔ جہاں اللہ لے جائیگا وہیں جائینگے۔ " (حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۶۶)

[2] الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۵۲ء

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب رضؓ قادیانی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد

"انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے۔ لیکن بعض رؤیا و نبی کے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں فتح ہو گئے"

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۳، ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء)

سنہ ۱۹۴۷ء برصغیر ہند و پاکستان کی تاریخ میں قیامت کبریٰ کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس سال انتقال اقتدار کی وجہ سے کروڑوں افراد کا مبادلہ ہوا اور فتنہ و فساد کی آگ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف پھیل گئی۔ بالخصوص مشرقی پنجاب کے نہتے مسلمانوں پر ایسے انسانیت سوز مظالم توڑے گئے جن کے تصور سے بھی روح کانپ اٹھتی ہے۔ رفتہ رفتہ قتل و غارت کے شعلوں نے جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کے نواح کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب دیکھا کہ مشرقی پنجاب میں رہ کر اشاعت اسلام کا کام جاری رکھنا ناممکن ہے تو آپ قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "داغ ہجرت" پورا ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قادیان سے ہجرت

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان سے ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مطالعہ سے (جب) مجھ پر یہ امر منکشف ہوا کہ ہمارے لئے ایک ہجرت مقدر ہے اور ہجرت ہوتی ہی لیڈر کے ساتھ ہے (تو) یہ فیصلہ کیا گیا کہ مجھے قادیان چھوڑ دینا چاہیئے۔ ۲۸ اگست ۱۹۴۷ء کو کیپٹن عطاء اللہ ظہور احمد صاحب جو میجر جنرل نذیر احمد صاحب کے بھائی ہیں، مجھے ملنے آئے۔ کیپٹن عطاء اللہ صاحب کے متعلق پہلے سے میرا خیال تھا کہ وہ اپنے بھائیوں سے زیادہ مخلص ہیں، اور میں سمجھتا تھا کہ اگر خدمت کا موقعہ مل سکتا ہے تو اپنے بھائیوں میں سے یہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے کہا کہ میں آج ہی واپس جا کر گاڑیوں کے لئے کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو ہم کیپٹن عطاء اللہ ظہور احمد صاحب کی گاڑیوں میں قادیان سے لاہور پہنچے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نواب محمد دین صاحب سے
نئے مرکز کے بارے میں گفتگو فرما رہے ہیں

یہاں پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا
کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں
بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے۔ یعنی ہمیں اس
بات کی اشد ضرورت ہے، کہ فوراً ایک مرکز بنایا جائے۔ اس
کے لئے ۲ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ایک میٹنگ بلائی گئی۔ جس طرح میرے
قادیان سے نکلنے کا کام کیپٹن عطاء اللہ صاحب
کے ہاتھ سے سرانجام پایا تھا اسی طرح ایک نئے
مرکز کا کام ایک دوسرے آدمی کے سپرد کیا گیا جو پیچھے
آیا اور کئی لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ میری مراد نواب
محمد دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں
کہ ہمارے

جدید مرکز

کے قیام کا سہرا یقیناً نواب محمد دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے
سر پر ہے۔ اور یہ عزت اور رتبہ انہی کا حق ہے جب تک یہ
جماعت قائم رہے گی لوگ ان کے لئے دُعا بھی کریں گے اور
یقیناً اس مقام سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نواب صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ
کا نام بھی قیامت تک قائم رہے گا۔" [1]

---

[1] ماخوذ از خطبہ جمعہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۹ء - منقول از الفضل ۳۱/۷/۴۹

نیا مرکز

ربوہ کے ابتدائی مناظر

حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب ناظر اعلی

جدید مرکز کیلئے جگہ کا انتخاب

سنہ ۱۹۴۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے رویا میں دیکھا تھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور آپ وہاں سے نکلکر پہاڑی ٹیلوں میں سلسلہ مرکز کیلئے کوئی جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے بعد لاہور آکر جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جدید مرکز کے متعلق مشورہ لینا شروع کیا تو چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ سیشن جج نے عرض کی کہ میں نے اخبار میں آپ کی رویاء پڑھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے اس پار ایک ایسا قطعہ زمین ہے جو اس خواب کے مطابق ہے چنانچہ سنہ ۱۹۴۷ء کے اواخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نواب محمد دین صاحب راجہ علی محمد صاحب افسر مال چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر اور منشی محمد دین صاحب مختار عام کی معیت میں وہاں تشریف لے گئے اور اس رقبہ کو دیکھنے کے بعد فرمایا کہ

"جو جائے پناہ میں نے خواب میں دیکھی تھی یہ پہاڑیاں اور ظاہری علامات اس کے مطابق ہیں مگر یہ جگہ ویسی سر سبز نہیں۔ ممکن ہے ہماری کوششوں سے یہ جگہ سر سبز ہو جائے"

چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظوری کے بعد حضرت نواب محمد دین صاحب نے یہ جگہ خریدنے کیلئے صوبائی حکومت سے بات چیت شروع کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل

سے تصفیہ ہو جانے کے بعد جلد ہی اس کا قبضہ مل گیا ۔
ریونیو ریکارڈ میں یہ جگہ چک ڈھگیاں کے نام سے موسوم ہے

نئے مرکز کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے قادیان سے آنیکے بعد سب سے پہلے لاہور میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان قائم فرمائی اور حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کو اس کا ناظر اعلےٰ مقرر فرمایا۔ اس انجمن کا اجلاس روزانہ رتن باغ میں ہوا کرتا تھا چنانچہ ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ایک میٹنگ میں نئے مرکز کے لئے ماوی۔ ذکری۔ دار الہجرت اور مدینۃ المسیح وغیرہ کئی نام پیش کئے گئے آخر میں مولانا جلال الدین صاحب شمس نے آیت اُوینھما الی ربوۃ ذات قرار و معین پڑھی جس پر حضور ایدہ اللہ نے ربوہ کا نام منظور فرمایا اور ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس کا اعلان کر دیا گیا۔

ربوہ کا نقشہ

ربوہ کا رقبہ ۱۰۳۴ ایکڑ ہے۔ اس کا نقشہ سابق صوبہ پنجاب کے پراونشل ٹاؤن پلینر مسٹر حبیب جے ٹے سومجی نے یکم فروری ۱۹۴۹ء عیسوی کو تیار کیا اور اس پر پراونشل ٹاؤن پلینر صاحب چیف انجینئر صاحب سابق صوبہ پنجاب پی ڈبلیو ڈی بی اینڈ آر برانچ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب چیف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے دستخط

مولانا جلال الدین صاحب شمس

مولانا جلال الدین صاحب شمس

سے تصفیہ ہو جانے کے بعد جلد ہی اس کا قبضہ مل گیا ۔
ریونیو ریکارڈ میں یہ جگہ چک ڈھگیاں کے نام سے موسوم ہے،

نئے مرکز کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے قادیان سے آنیکے بعد سب سے پہلے لاہور میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان قائم فرمائی اور حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کو اس کا ناظر اعلےٰ مقرر فرمایا ۔ اس انجمن کا اجلاس روزانہ رتن باغ میں ہوا کرتا تھا چنانچہ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۸ء کو ایک میٹنگ میں نئے مرکز کے لئے ماوی ۔ ذکری ۔ دار الہجرت اور مدینۃ المسیح وغیرہ کئی نام پیش کئے گئے آخر میں مولانا جلال الدین صاحب شمس نے آیت اٰوینھما الی ربوۃ ذات قرار و معین پڑھی جس پر حضور ایدہ اللہ نے ربوہ کا نام منظور فرمایا اور ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس کا اعلان کر دیا گیا ۔

ربوہ کا نقشہ

ربوہ کا رقبہ ۱۰۳۴ ایکڑ ہے ۔ اس کا نقشہ سابق صوبہ پنجاب کے پراونشل ٹاؤن پلینر مسٹر حبیب جے ٹے سومجی نے یکم فروری ۱۹۴۹ء عیسوی کو تیار کیا اور اس پر پراونشل ٹاؤن پلینر صاحب چیف انجینئر صاحب سابق صوبہ پنجاب پی ڈبلیو ڈی بی اینڈ آر برانچ اور حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب چیف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے دستخط

گئے اور صوبائی حکومت نے اس کی باقاعدہ منظوری دے دی اس نقشہ میں نصف زمین کے قریب کھلے پارکوں۔ گرین بیلٹس اور سڑکوں کے لئے چھوڑی گئی ہے۔ پلاٹس میں دس مرلہ سے لیکر ۴ کنال تک کا رقبہ ہے اور پلاٹس کی تعداد تین ہزار سے کچھ زائد ہے۔ ادارہ جات یعنی دفاتر۔ کالج اور سکول وغیرہ اس کے علاوہ ہیں۔

ربوہ کی زمین کا اونچے سے اونچا کنٹور یعنی سطح سمندر سے بلندی ۶۱۳ فٹ اور کم سے کم ۵۹۰ فٹ ہے اور یہاں کا درجہ حرارت زیادہ سے زیادہ ۱۱۷ تک پہنچ جاتا ہے۔

ربوہ
کو آباد کرنے کے سلسلہ میں پہلا قدم

۱۹۴۷ء کے اواخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالٰے کے ارشاد کے ماتحت سب سے پہلے تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ میں کھولا گیا اس کے بعد جامعہ احمدیہ بھی چنیوٹ آگیا لیکن بعض مشکلات کی وجہ سے فروری ۱۹۴۸ء میں اسے احمد نگر منتقل ہونا پڑا۔ یہاں کے حالات اگرچہ مہاجرین کے لئے بہت حوصلہ شکن تھے مگر احمد نگر میں مولانا ابو العطاء صاحب کی موجودگی کی وجہ سے مقامی لوگوں پر بہت اچھا اثر تھا۔ اسی طرح

نقشہ ربوہ دارالہجرت
کوٹ امیر شاہ
پہاڑیاں
قبرستان
قدیم شہداء
بہشتی مقبرہ
دارالفضل
دفاتر
سکول
کھلی جگہ
جامعہ احمدیہ
تعلیم الاسلام ہائی سکول
تعلیم الاسلام ڈگری کالج
فضل عمر ریسرچ
دارالعلوم
جلسہ گاہ سالانہ
موضع چھنی
علامات
ریلوے لائن
پہاڑیاں
طالب دعا کیپٹن ملک خادم حسین
DRAWN BY
Rashid Bhatti
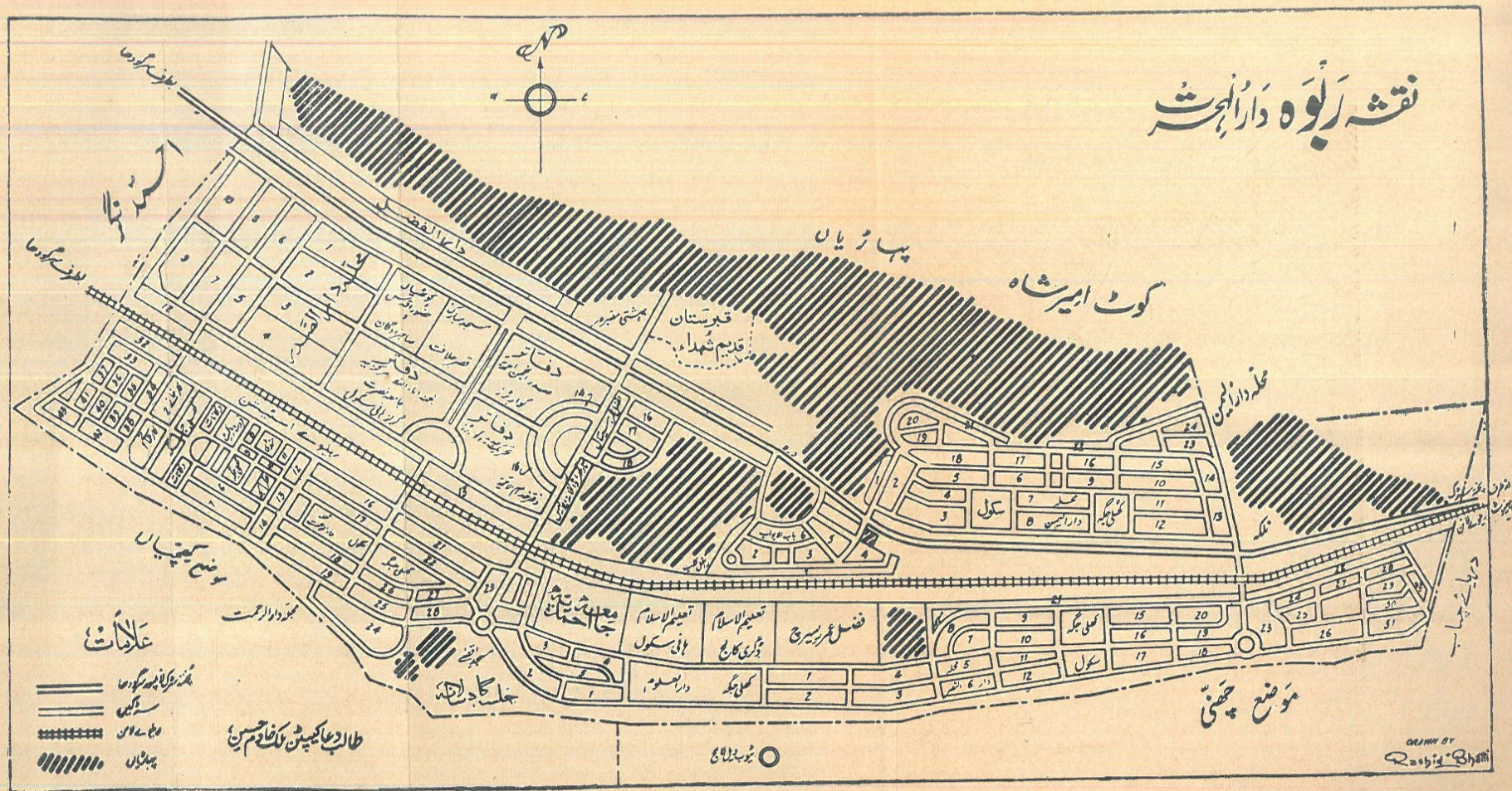
چنیوٹ میں سید محمود اللہ شاہ صاحب کے اخلاق فاضلہ کا بہت چرچا تھا اور اس علاقہ کے بچے کثرت سے ہمارے سکول میں داخل ہونا شروع ہو گئے تھے۔

ابتدائی آبادی کے سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب کبھی ربوہ آتے تو تعلیم الاسلام ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ میں بھی بعض دفعہ تشریف لاکر کارکنوں اور طلباء کو تسلی دیتے کہ ربوہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آباد ہو جائیگا اور مشکلات کا یہ دور جلد ہی ختم ہو جائیگا۔ چنانچہ ایکدفعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "احمد نگر ربوہ کے نزدیک ہونے کی وجہ سے گویا ربوہ کا ایک محلہ ہی ہے اور آپ لوگ ربوہ کی آبادی کے لئے ہراول کے طور پر ہیں۔

ان دنوں احمد نگر کے بعض لوگ بہت اصرار سے کہا کرتے تھے کہ ربوہ کی سرزمین پر کوئی آبادی نہیں ہو سکتی اور نہ پانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ بہت دفعہ کوشش ہو چکی ہے مگر بے نتیجہ۔ آپ سے پہلے ایک کروڑپتی ہندو بہادر چند نامی ہزاروں روپیہ خرچ کرکے بھی پانی کے حصول میں ناکام رہا اور اسی صدمہ سے اسکے دل کی حرکت بند ہو گئی اور وہ مر گیا۔ جب انہیں بتایا جاتا کہ ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رویا و کشوف کی بنا پر یہ جگہ منتخب فرمائی ہے اسلئے اب وقت آگیا ہے کہ یہ جگہ آباد ہو اور انشاء اللہ یہ جگہ ضرور آباد ہوگی تو وہ لوگ یہ باتیں سنکر بہت حیران ہوتے تھے۔

ربوہ میں پہلی رات

مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے حال پرنسپل تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں تحریر فرماتے ہیں :۔

۱۹ ستمبر ۱۹۴۸ء کو شام کے سات بجے کے قریب ہمارا ٹرک جس میں چھولداریاں، خیمہ جات اور سائبان وغیرہ لدے ہوئے تھے، اس سرزمین میں پہنچ گیا جسے اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مرکز بنایا تھا۔

اس ٹرک میں ڈرائیور اور دو مزدوروں کے علاوہ میں اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب فاضل تھے۔ چناب کے پل کے نگران سپاہی اور کچھ راہگیر جو شام کے بعد اس سڑک سے خال خال ہی گزرتے ہیں حیران ہو کر ہمیں دیکھ رہے تھے کہ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نہایت ہی اطمینان اور سکون کے ساتھ ٹرک میں سے اپنا سامان اتارنے میں مصروف رہے۔ جب تمام سامان اتارا جا چکا تو ڈرائیور اور مزدور رخصت کر دیئے گئے۔ اُس وقت میلوں تک علاقہ بالکل ویران اور سنسان حالت میں ہمارے سامنے تھا۔ دائیں طرف بڑی سڑک تھی جس پر رات کو ٹریفک (TRAFFIC) کلیتہً بند ہو جاتا تھا اور بائیں طرف ریلوے لائن تھی جو پہاڑیوں کے بیچ میں سے چکر کاٹتی ہوئی ایک طرف چنیوٹ اور دوسری طرف سرگودھا کو چلی جاتی ہے مگر رات کو کوئی گاڑی یہاں سے نہیں گزرتی تھی۔

میں نے سامان اُس جگہ اتارا جو میرے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائی تھی اگلے دن حضور مع خدام تشریف لانے والے تھے، اس لئے ہم نے

خیمے حضور کی آمد سے پہلے نصب کرنے تھے۔ مگر اس جنگل میں پہلی رات کا تصور کچھ خوف اور کچھ لذت پیدا کر رہا تھا۔ خوف تو اس بات کا تھا کہ اس علاقہ میں سانپ، بچھو، گیدڑ اور بعض اوقات بھیڑیا بھی پایا جاتا ہے مگر اس سے بہت زیادہ شیریں وہ کیفیت تھی جو اس خیال سے پیدا ہو رہی تھی کہ یہی وادی غیر ذی زرع ایک دن ہجوم خلائق کا مرکز بننے والی ہے چنانچہ ہم دونوں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے کہ اس نے محض اپنے خاص فضل سے ہمیں سب سے پہلے آباد کاروں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ....

..... اور ہم نے فیصلہ کیا کہ اس زمین پر سب سے پہلا خیمہ بغیر مزدوروں کی مدد کے اپنے ہاتھ سے لگایا جائے۔ چنانچہ میں نے اور مولوی محمد صدیق صاحب نے ایک چھولداری کو درست کیا۔ اور بغیر کسی کی مدد کے اس میدان کے وسط میں چھولداری اپنے ہاتھ سے لگائی۔ اس کے بعد ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔

یہ خیمہ ربوہ کی سرزمین پر پہلا خیمہ تھا جس کے نصب کئے جانے کی سعادت قادیان کے دو بیٹے والوں کو نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ۔

(الفضل ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۸ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جماعتِ احمدیہ کے مرکزِ پاکستان کا افتتاح

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ایم۔اے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں :-

" الحمد للہ کہ کافی تلاش کے بعد چنیوٹ ضلع جھنگ کے قریب دریائے چناب کے پار ایک ایسا رقبہ مل گیا جو بالکل بنجر اور غیر آباد تھا، اور صدیوں سے بنجر اور غیر آباد چلا آتا تھا بلکہ وہ بالکل ناقابل آبادی اور ناقابل زراعت سمجھا جاتا تھا چنانچہ یہ رقبہ جو ۱۰۳۴ ایکڑ پر مشتمل ہے گورنمنٹ سے خرید لیا گیا اور گو اس قطعہ کی صورت اور ہیئت جس کا طول بہت زیادہ اور عرض نسبتاً کم اور اس کے اندر سے گزرتے والی ریلوے لائن اور پختہ سڑک اور پہاڑی ٹیلوں کی وجہ سے یہ قطعہ کئی حصوں میں تقسیم شدہ بھی ہے۔ وہ اچھی آبادی کے زیادہ مناسب نہیں۔ مگر بہرحال جو چیز مل سکی وہ خدا تعالیٰ کے شکر کے ساتھ قبول کر لی گئی اور اب اس میں قادیان سے آئے ہوئے پناہ گیروں اور صدر انجمن احمدیہ کے اداروں کے واسطے بستی آباد کرنیکی تجویز کی جا رہی ہے۔

یہ رقبہ چنیوٹ سے قریباً ۵ میل پرے واقع ہے اور جائے وقوع کے لحاظ سے لائلپور اور سرگودہا کے عین وسط میں ہے۔ یعنی اس سے قریباً ۲۸ میل جنوب مشرق میں لائلپور کا شہر آباد ہے۔ اور قریباً ۲۸ میل شمال مغرب میں سرگودہا شہر ہے۔
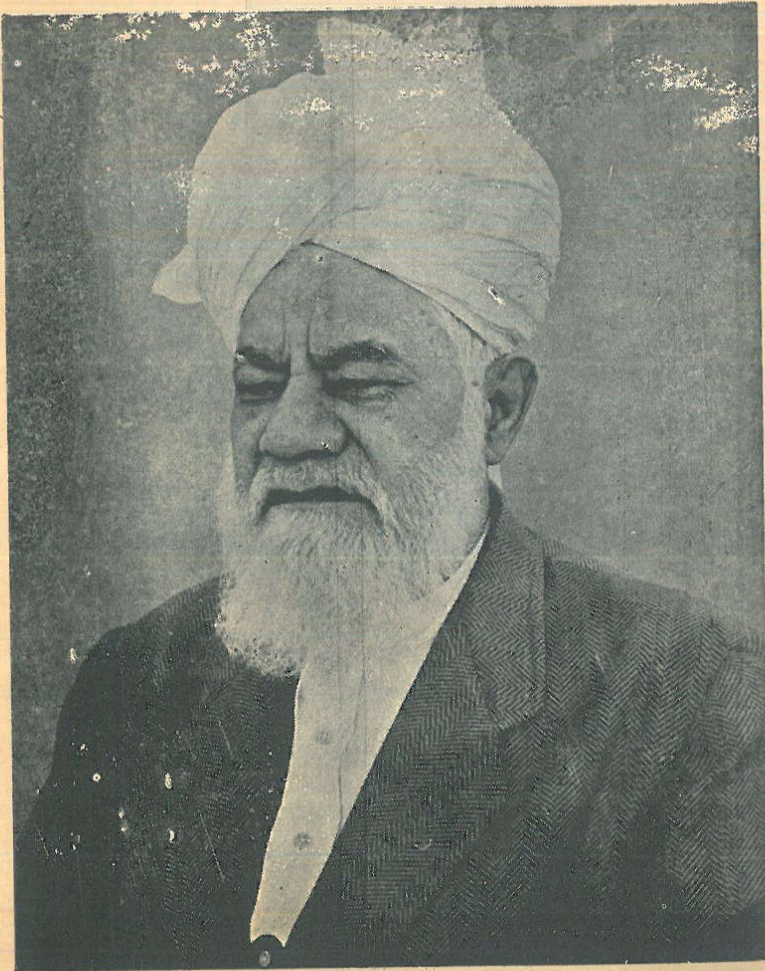
اس رقبہ کی زمین بظاہر ادنیٰ درجہ کی ہے۔ جو کچھ شور کا مادہ بھی رکھتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ چاہے تو اس بنجر اور غیر ذی زرع رقبہ میں بھی مکہ کی پاک زمین کے طفیل جس کے دین کی خدمت کیلئے جماعت احمدیہ اپنی ساری توجہ وقف رکھتی ہے، غیر معمولی برکت عطا کر سکتا ہے۔ وَنَرْجُوا مِنْهُ خَيْرًا۔

اس آبادی کا اصل افتتاح اس وقت ہوگا جبکہ اس آبادی کی سب سے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائیگا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مناسب خیال کیا کہ پہلے قدم کے طور پر اس رقبہ میں جا کر ایک نماز ادا کی جائے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی جائے کہ وہ اس نئی قائم ہونے والی آبادی کو اپنے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں سے نوازے، اور اس میں آباد ہونے والے لوگوں کو اسلام کی خدمت کی توفیق عطا کرے، اور قیامت تک عطا کرتا چلا جائے۔

چنانچہ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو یعنی بروز پیر (دو شنبہ) یہ ابتدائی افتتاح وقوع میں آگیا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہاں جا کر ایک بڑے مجمع کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ اس موقعہ پر ایک وسیع شامیانہ اور کچھ خیمے نصب کر دیئے گئے، اور چنیوٹ اور احمد نگر اور لالیاں اور سرگودھا کے علاوہ کئی دوست لاہور سے بھی اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کے لئے پہنچ گئے تھے۔ نماز ظہر ڈیڑھ بجے شروع ہوئی۔ جس میں تقریباً اڑھائی صد احباب شریک تھے۔

اس کے بعد شریک ہونے والے احباب کی فہرست تیار کی گئی اور پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت درجہ مؤثر اور درد سے بھری ہوئی تقریر کے بعد حاضرین کے ساتھ لمبی دعا کی۔ اس دعا کے بعد برکت کے خیال سے پانچ بکرے

چوہدری محمد صدیق صاحب فاضل — میاں محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سیکرٹری — مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے

ذبح کئے گئے۔ جن میں ایک اس رقبہ کے وسط میں ذبح کیا گیا اور چار چار کونوں میں ذبح کئے گئے۔[۱] وسط والا بکرا خود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسنون دعاؤں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ اس کے بعد تھوڑے سے وقفہ سے اسی مقام پر جہاں شامیانے کے نیچے نماز ظہر ادا کی گئی تھی عصر کی نماز پڑھی گئی۔ جس میں کچھ اوپر پانچ سو احباب نے شرکت کی۔ اور بعض مستورات بھی جو اس وقت تک وہاں پہنچ چکی تھیں پردہ کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز میں شامل ہوئیں نماز کے بعد کھانا کھایا گیا جس کیلئے چنیوٹ کے دوستوں نے انتظام کیا تھا اور پھر ۴ بج کر ۴۰ منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

لاہور سے حضور کی روانگی ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر ہوئی تھی اور لاہور میں واپسی آٹھ بج کر ۵ منٹ پر ہوئی۔ مرکز پاکستان پہنچنے کا وقت ایک بجکر ۲۰ منٹ تھا۔ سفر کے لئے جو موٹروں میں کیا گیا لائلپور کا رستہ اختیار کیا گیا کیونکہ شیخوپورہ کے رستہ کا کچھ حصہ زیر آب تھا۔ عصر کی نماز سے قبل تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس موقعہ پر ۶۰۰ کے قریب مرد و زن کے اجتماع کے علاوہ ایک موٹر لاری تھی اور ۵ کاریں اور ۲۴ تانگے اور ۱۳ سائیکل تھے اور ایک وسیع شامیانے کے علاوہ ۶ خیمے نصب کئے گئے تھے۔

---

[۱] مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب انور بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ رنگ کا بکرا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ کی سرزمین کے وسط میں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس جگہ کے چاروں طرف ایک ایک بکرا ذبح کیا جائے۔ چنانچہ حسب ذیل احباب نے ایک ایک بکرا ذبح کیا:۔
۱۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد رضی اللہ عنہ ایم اے۔ ۲۔ حضرت چوہدری برکت علی خان صاحب رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی رضی اللہ عنہ
۴۔ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب (انچارج خلافت لائبریری)

اس غیر معمولی تقریب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس برکت سے نوازا کہ قربانیوں کے بعد اور عصر کی نماز سے پہلے ایک نوجوان نے جو ترکستان سے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور اس طرح یہ خوش قسمت نوجوان (محمد افضل ترکی) نئے مرکز کا پہلا پھل قرار پا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر یہ بھی اعلان فرمایا کہ نئے مرکز کا نام رَبْوَہ (RABWAH) تجویز کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بلند مقام یا پہاڑی مقام کے ہیں۔ یہ نام اس نیک فال کے طور پر تجویز کیا گیا کہ خدا تعالیٰ اس مرکز کو حق و صداقت اور روحانیت کی بلندیوں تک پہنچنے کا ذریعہ بنائے اور وہ خدائی نور کا ایک ایسا بلند مینار ثابت ہو جسے دیکھ کر لوگ اپنے خدا کی طرف راہ پائیں۔ اس کے علاوہ ظاہری لحاظ سے بھی یہ جگہ ایک ربوہ کا حکم رکھتی ہے کیونکہ وہ ارد گرد کے علاقہ سے اونچی ہے اور اس کے ساتھ بعض چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں۔ گویا ایک پہلو میں چناب کا دریا ہے جو پانی ذریعہ حیات کا منظر پیش کرتا ہے، اور دوسرے پہلو میں بعض پہاڑیاں ہیں جو بلندی کی علامت کی مظہر دار ہیں۔ ان پہاڑیوں کی ایک شاخ رقبہ کے اندر بھی گھسی ہوئی ہے۔

اس خیال سے کہ قادیان کے دوست بھی اس دعا میں شریک ہو جائیں میں نے انہیں فون اور تار کے ذریعہ نماز اور دعا کے وقت کی اطلاع کر دی تھی اور میں یقین کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ بھی اپنی جگہ انتظام کر کے دعا میں شریک ہوئے ہونگے۔“[۱][۲]

[۱] قادیان کے احباب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس بابرکت موقعہ پر حسب ارشاد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب [illegible] (مرتب) [۲] الفضل ۲۱ [illegible] ۱۹۴۸ء

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور کے مقدس ہاتھوں سے
جماعتِ احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ کا افتتاح

۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ (پیر) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ میں نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں اور التجاؤں کے ساتھ ایک روحانیت سے لبریز تقریر فرمائی جو درج ذیل کیجاتی ہے۔ یہ تقریر ٹھیک ۲½ بجے شروع ہوئی، اور ۳۵ منٹ جاری رہی۔ حضور نے فرمایا:۔

ابراہیمی دعائیں

"میں اس موقعہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں جو مکہ مکرمہ کو بساتے وقت آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور کی تھیں قرآن کریم سے پڑھوں گا مگر تلاوت قرآن کریم کے طور پر نہیں بلکہ دعا کے طور پر اُن الفاظ کو دہراؤں گا۔ اور چونکہ یہ دعائیں ہم سب مل کر کریں گے اس لئے میں ان الفاظ میں کسیقدر تبدیلی کردوں گا مثلاً وہ دعائیں جو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے مانگی تھیں وہ تثنیہ کے صیغہ میں آئی ہیں کیونکہ اس وقت صرف حضرت ابراہیمؑ

اور حضرت اسمٰعیلؑ ہی دعا کر رہے تھے، مگر ہم یہاں بہت سے ہیں۔ اس لئے میں تثنیہ کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال کروں گا۔ بہرحال وہ دعائیں میں اب پڑھوں گا۔ دوست ان دعاؤں میں میرے ساتھ شامل ہو کر آمین کہتے جائیں۔ یا جن کو یہ قرآن کریم کی دعائیں آتی ہوں وہ میرے ساتھ ان دعاؤں کو پڑھتے جائیں"

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں دعائیں مانگیں یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ ہر دعا حضور نے تین دفعہ دُہرائی :۔

رَبَّنَا اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ (۳ بار) اے ہمارے رب تو اس جگہ کو ایک امن والا شہر بنا دے، اور جو اس میں رہنے والے ہوں انکو اپنے پاس سے پاکیزہ رزق عطا فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ (۳ بار) اے ہمارے رب! ہم اس جگہ پر اس لئے بسنا چاہتے ہیں کہ ہم مل کر تیرے دین کی خدمت کریں۔ اے ہمارے رب! تو ہماری اس قربانی اور اس ارادہ کو قبول فرما۔ اے ہمارے رب! تو بہت دعائیں سننے والا اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؕ (۳ بار) اے ہمارے رب! تو ہم سب کو اپنا فرمانبردار اور سچا مسلمان بنا دے اور ہماری اولادوں کو بھی نہ صرف مسلمان بنا بلکہ ایک مضبوط اُمتِ مسلمہ بنا دے جو اس دنیا میں تیرے دین کی خادم کہلاتی رہے۔ اے ہمارے رب جو ہمارے کرنے کے کام ہیں وہ ہم کو خود بتلاتا رہ، اور جو ہم سے غلطیاں

ہو جائیں ان سے عفو کرتا رہ۔ تو بہت ہی فضل کرنے والا اور مہربان ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رِجَالًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُوْنَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكُّوْنَهُمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (تین بار)

اے ہمارے رب! تو ان میں سے ایسے آدمی پیدا کرتے رہیو جو تیری آیتیں انکو پڑھ پڑھ کر سناتے رہیں اور جو انکو تیری کتاب سکھائیں اور تیرے پاک کلام کے اغراض و مقاصد بتاتے رہیں اور ان کے نفوس میں پاکیزگی اور طہارت پیدا کرتے رہیں۔ تو ہی غالب حکمت والا خدا ہے۔"

اس کے بعد فرمایا :-

"یہ وہ دعائیں ہیں جو حضرت ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ بساتے وقت کیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو قبول فرما کر ایک ایسی بنیاد رکھ دی جو ہمیشہ کے لئے نیکی اور تقوٰی کو قائم رکھنے والی ثابت ہوئی۔ مکہ مکرمہ مکہ مکرمہ ہی ہے، اور ابراہیمؑ ابراہیمؑ ہی ہے مگر وہ شخص بیوقوف ہے جو اس بات کا خیال کر کے کہ مجھے وہ درجہ حاصل نہیں جو حضرت ابراہیمؑ کو حاصل تھا، یا میری جگہ کو وہ درجہ حاصل نہیں جو مکہ مکرمہ کو حاصل تھا۔ خدا تعالیٰ سے بھیک مانگنے سے دریغ کرے۔ جب خدا تعالیٰ کسی عظیم الشان نعمت کا دروازہ کھولتا ہے تو اس کی رحمت اور بخشش جوش میں آئی ہوتی ہے۔ اور دانا انسان وہی ہوتا ہے جو اپنا برتن بھی آگے کر دے۔ کیونکہ پھر اس کا برتن خالی نہیں رہتا۔ اسیطرح جب کوئی شخص کسی بزرگ کی نقل کرتا ہے تو چاہے وہ اس کے درجہ تک نہ پہنچا ہوا ہو جب بھی وہ اس کی نقل کرنے کی

کوشش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی کمزوری کو دیکھ کر اس سے زیادہ بخشش کا سلوک کرتا ہے۔

پس کسی کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ خانہ کعبہ کے ذریعہ تو خدا تعالیٰ کیطرف سے دین کی ایک آخری بنیاد قائم کی گئی تھی، اس سے ہمارے گھروں کو کیا واسطہ ہے اسی کا واسطہ دے کر مانگنا ہی تو خدا تعالیٰ کی رحمت کو بڑھاتا ہے۔ سو ہمیں بھی اس کام کی یاد کے طور پر اور اس بستی کی یاد کے طور پر جس جگہ خدا کے ایک نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی انتظار میں دعائیں کی گئیں، اپنے نئے مرکز کو بساتے وقت جو اُسی طرح ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں بسایا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں، شاید ان لوگوں کی طفیل جو مکہ مکرمہ کے قائم کرنے والے اور مکہ مکرمہ کی پیشگوئیوں کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ ہم پر بھی اپنا فضل نازل فرمائے اور ہمیں بھی ان نعمتوں سے حصہ دے جو اس نے پہلوں کو دیں۔ آخر نیت تو ہماری بھی وہی ہے جو انکی تھی۔"

علمِ اسلامی کو بلند کرنے کا مقام

سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا :-

"اس وادیٔ غیر ذی زرع کو ہم نے اس ارادہ اور نیت کے ساتھ چُنا ہے کہ جبتک یہ عارضی مقام ہمارے پاس رہے گا ہم اسلام کا جھنڈا اس مقام پر بلند رکھیں گے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور جب خدا تعالیٰ ہمارا قادیان ہمیں واپس دیدے گا، یہ مرکز صرف اس علاقہ کے لوگوں کے لئے رہ جائیگا یہ مقام اُجڑیگا نہیں،

کیونکہ جہاں خدا تعالیٰ کا نام ایک دفعہ لے لیا جائے وہ مقام برباد نہیں ہوا کرتا۔ پھر یہ اس علاقہ کے لوگوں کے لئے مرکز بنجائیگا اور ساری دنیا کا مرکز پھر قادیان بنجائے گا، جو حقیقی اور دائمی مرکز ہے۔ پس ہم یہاں آئے ہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا نام اونچا کریں۔

یہ زمین ہم نے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان اس لئے خریدی ہے کہ میری رؤیا اس زمین کے متعلق تھی۔ یہ رؤیا ۱۸ دسمبر ۱۹۴۱ء میں میں نے دیکھی تھی اور ۲۱ دسمبر ۱۹۴۱ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔

میں نے اس رؤیا میں دیکھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں۔ مگر مقابلہ کے بعد دشمن غالب آگیا اور ہمیں وہ مقام چھوڑنا پڑا۔ باہر نکل کر ہم حیران ہیں کہ کس جگہ جائیں اور کہاں جا کر اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں ایک جگہ بتاتا ہوں، آپ پہاڑی پر چلیں وہاں اٹلی کے ایک پادری نے گرجا بنایا ہوا ہے اور ساتھ ہی اسنے بعض عمارتیں بھی بنائی ہوئی ہیں جن میں وہ کرایہ پر مسافروں کو دے دیتا ہے وہ مقام سب سے بہتر رہیگا۔ میں ابھی متردد ہی تھا کہ اس جگہ رہائش اختیار کیجائے یا نہ کیجائے۔ کہ ایک شخص نے کہا کہ آپکو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ یہاں مسجد بھی ہے۔ اس نے سمجھا کہ کہیں میں رہائش سے اس لئے انکار کر دوں کہ یہاں مسجد نہیں۔ چنانچہ میں نے کہا اچھا مجھے مسجد دکھاؤ۔ اسنے مسجد دکھائی جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی۔ چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بھی بچھی ہوئی تھیں، اور امام کی جگہ ایک صاف قالینی مصلیٰ بچھا ہوا تھا۔ اس پر میں خوش ہوا، اور میں نے کہا لو اللہ تعالیٰ نے مسجد بھی

دیدی، اب ہم اسی جگہ رہیں گے۔ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ باہر سے آئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ بڑی تباہی ہے، اور جالندھر کا خاص طور پر نام لیا کہ وہاں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہم نیلے گنبد میں داخل ہونے لگے تھے مگر ہمیں وہاں بھی داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اس وقت تو ہم لاہور کا ہی نیلا گنبد سمجھتے تھے، مگر بعد میں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ نیلے گنبد سے مراد آسمان تھا اور مطلب یہ تھا کہ کھلے آسمان کے نیچے بھی مسلمانوں کو امن نہیں ملیگا۔ ......

اس رؤیاء کے مطابق یہ جگہ مرکز کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ جب میں قادیان سے آیا تو اس وقت یہاں اتفاقاً چوہدری عزیز احمد صاحب احمدی سب جج حال ایڈوکیٹ لاہور لگے ہوئے تھے۔ میں شیخوپورہ کے متعلق مشورہ کر رہا تھا کہ چوہدری عزیز احمد صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا۔ میں نے اخبار میں آپکی اس رنگ کی خواب پڑھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ ضلع جھنگ کے قریب دریائے چناب کے پار ایک ایسا ٹکڑہ زمین ہے جو اس خواب کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ میں یہاں آیا اور میں نے کہا ٹھیک ہے خواب میں جو میں نے مقام دیکھا تھا اس کے ارد گرد بھی پہاڑی ٹیلے تھے۔ ......

اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے مطابق ہمیں ایک نیا مرکز دے دیا۔ یہاں جس قسم کی مخالفت تھی، اس کے لحاظ سے مرکز کا ملنا بھی اللہ تع کی تائید اور اس کی نصرت کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ ......

غرض اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہم قادیان سے باہر آئے ہیں اور اسی کے منشاء کے ماتحت یہاں ایک نیا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ ہر چیز میں روکیں حائل ہو سکتی

ہیں ۔ کسی لحاظ سے ممکن ہے ہمارے اس ارادہ میں بھی کوئی روک حائل ہو جائے۔ لیکن ہمارا ارادہ اور ہماری نیت یہی ہے کہ ہم بھی ایک مرکز بنا کر اسلام کے غلبہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں ہمارا حامی و مددگار ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو صاف کرے اور ہمارے ارادوں کو پاک کرے۔ اور ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے رہنے والوں میں دین کا اتنا جوش پیدا کر دے، دین کی اتنی محبت پیدا کر دے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا عشق پیدا کر دے کہ وہ پاگلوں کی طرح دنیا میں نکل جائیں اور اس وقت تک گھر نہ لوٹیں جب تک کہ دنیا کے کونے کونے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم نہ کر دیں۔[1]

بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعا

آؤ اب ہم ہاتھ اٹھا کر آہستگی سے بھی اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ وہ ہمارے ارادوں میں برکت ڈالے، اور ہمیں اس مقدس کام کو دیانتداری سے سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ اس رقبہ کے چاروں کونوں پر قربانیاں کی جائیں گی اور ایک قربانی اس رقبہ کے وسط میں کی جائے گی۔

یہ قربانیاں اس علامت کے طور پر ہونگی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام

[1] اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان دعائیہ الفاظ کو شرفِ قبولیت بخشا اور ربوہ سے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے مختلف ممالک میں اس وقت تک بیسیوں احباب جا چکے ہیں اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاری اور روز افزوں ہے۔

خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے اور خدا تعالیٰ نے انکی قربانی قبول فرما کر بکرے کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح ہم بھی اس زمین کے چاروں گوشوں پر اور ایک زمین کے سنٹر میں اس نیت اور اس ارادہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ اس راہ میں قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین"[1]

تقریر جلسہ سالانہ منعقدہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء

جماعت احمدیہ کے نئے مرکز میں مخلصینِ احمدیت کا پہلا شاندار اجتماع

۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء دنیائے احمدیت میں ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے یہ وہ دن ہے جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے نئے مرکز ربوہ کا اپنی پرخلوص اور درد بھری دعاؤں کے ساتھ افتتاح فرمایا اور اس سرزمین کو اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے مرکز بنانے کا اعلان فرمایا۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ایمان افروز تقریر فرمائی، وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔ یہ تقریر ۹ بج کر ۱۸ منٹ پر شروع ہوئی۔

---

[1] ماہنامہ خالد جنوری ۱۹۶۱ء

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔ جس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا خصوصیت کے ساتھ تین بار تکرار فرمایا اسکے بعد حضور نے فرمایا :-

"یہ جلسہ تقریروں کا جلسہ نہیں - یہ جلسہ اپنے اندر ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے جو مہینوں یا سالوں یا صدیوں تک نہیں جائیگی بلکہ بنی نوع انسان کی اس دنیا پر جو زندگی ہے اس کے خاتمہ تک جائیگی - اس میں شامل ہونیوالے لوگ ایک جلسہ میں شامل نہیں ہورہے بلکہ وہ ایک نئی دنیا اور ایک نئی زمین اور ایک نئے آسمان کے بنانے میں شامل ہورہے ہیں پس اس جلسہ کو تقریروں کا جلسہ مت سمجھو، تقریریں ہوں یا نہوں مختلف مضامین پر لیکچر سننے کا موقعہ ملے یا نہ ملے - اس کا کوئی سوال نہیں - جو اصل مقصد ہے اسے ہمیں ہر چیز پر فوقیت دینی چاہیئے۔

مَیں اب قرآن کریم کی کچھ آیتیں پڑھوں گا، اور آہستہ آہستہ کئی دفعہ دُہراؤنگا جب میں وہ آیتیں پڑھوں تو جماعت کے پڑھے ہوئے اور اَن پڑھ دوست، کیا مرد اور کیا عورتیں ساتھ ساتھ ان آیتوں کو دُہراتے چلے جائیں۔"

اس کے بعد حضور نے نہایت رقّت آمیز لہجہ میں قرآن کریم کی وہ دعائیں بلند آواز سے پڑھنی شروع کیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وادیٔ مکہ میں چھوڑتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور کی تھیں، جماعت کے دوست کیا مرد کیا عورتیں سب کے سب حضور کے ساتھ ساتھ ان دعاؤں کو دُہراتے چلے گئے۔

اسکے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ

"آج سے تقریباً ۴۵ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے کو حکم ہُوا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ذبح کردے۔

یہ رؤیاء اپنے اندر دو حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک حکمت تو یہ تھی کہ اس وقت سے پہلے انسانی قربانی کو جائز سمجھا جاتا تھا، اور خصوصیت کے ساتھ لوگ اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے یا اپنے بتوں کو خوش کرنے کے لئے قربان کردیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیئت نے فیصلہ کیا کہ اب بنی نوع انسان کو اس مہیب اور بھیانک فعل سے باز رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ انسانی اب اتنی ترقی کرچکا ہے کہ وہ حقیقت اور مجاز میں فرق کرنے کا اہل ہوگیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندہ کو جس کا نام ابراہیمؑ تھا یہ رؤیاء دکھائی ......

دوسری حکمت یہ تھی کہ خداوند تعالیٰ انسان سے اب حقیقی قربانی کا مطالبہ کرنا چاہتا تھا جو مطالبہ اس سے پہلے انسان سے نہیں ہُوا تھا۔

بہرحال جب انسان اس قابل ہُوا کہ اس پر الہام نازل ہو، کسی نہ کسی صورت میں لوگ خدا تعالیٰ کی عبادتیں کیا ہی کرتے تھے، لیکن ابھی ایسا زمانہ انسان پر نہیں آیا تھا کہ کچھ لوگ اپنی زندگیوں کو کُلّی طور پر خدا تعالیٰ کے لئے وقف کردیں۔ نماز تو لوگ پڑھتے تھے، روزہ بھی لوگ رکھتے تھے، ذکر الٰہی بھی لوگ کرتے تھے، کیونکہ ان چیزوں کے بغیر روحانیت زندہ نہیں رہ سکتی.......

..... مگر اس قربانی اور اُن قربانیوں میں کیا فرق تھا؟ فرق یہ تھا کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر تو نمازیں ادا کرتا تھا، اور کوئی ایسا شخص بھی ہوتا تھا جس کو خدا تعالیٰ چن لیتا تھا اور اُسے مقرر کرتا تھا کہ تم اپنی زندگی میں میری طرف سے مامور کی حیثیت رکھتے ہو۔ تم بنی نوع انسان کو مخاطب کرو اور انہیں میری طرف لانے کی کوشش کرو۔ یہ لوگ انبیاء ہوتے تھے۔ مگر ان کے علاوہ ایسے گروہ نہیں ہوتے تھے جو اپنی زندگیوں کو کسی مخصوص مقام سے وابستہ کر دیں، اور دن رات ذکرِ الٰہی کے شغل کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ جہاں وہ اس غیر حقیقی قربانی کو منسوخ کر دے جو چھری کے ذریعہ سے بیٹوں کو قتل کر کے ادا کی جاتی تھی، وہاں اس حقیقی قربانی کی بنیاد ڈالی دے کہ دنیا کو چھوڑ کر انسان اپنی زندگی محض خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا کرے ......

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ دین حقہ کے لئے ایسے قربانی کرنے والے پیدا کرے جو اپنی جان کو مار کر اس دنیا کی جد و جہد سے بھاگنا نہیں چاہتے بلکہ دنیا میں زندہ رہ کر، دنیا کی کشمکشوں سے گزر کر، دنیا کی مصیبتوں کو جھیل کر، دنیا کی تکالیف کو برداشت کر کے اپنی مردانگی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا بندہ دنیا کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے ڈرا نہیں کرتا۔ یہی وہ حقیقی قربانی ہے جو شاندار ہوتی ہے ......

پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اس قربانی کی بنیاد ڈالے، جو زندہ رہ کر اور دنیا کی کشمکشوں کا مقابلہ کر کے اور دنیا کی

مصیبتوں کو برداشت کر کے انسان پیش کر سکتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے وہ رؤیاء دکھائی جس میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو جو یقیناً اسمٰعیلؑ تھے، ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ اس وقت لوگ اپنے بیٹوں کو خدا تعالیٰ کے نام پر ذبح کرتے تھے، حضرت ابراہیمؑ نے سمجھا کہ الٰہی منشاء یہ ہے کہ میں بھی اپنے بیٹے کو خدا تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دوں۔

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو جن کی عمر اس وقت تاریخ ۵ سات سال معلوم ہوتی ہے بتایا کہ میں نے ایسی رؤیاء دیکھی ہے۔ اسماعیلؑ جو اپنے باپ کی نیک تربیت کے ماتحت دین کو سمجھتا تھا، اور جس میں یہ حس تھی کہ خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنی چاہیئے، اسنے فوراً حضرت ابراہیمؑ کی اس بات کو قبول کر لیا، اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کریں ......

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو جنگل میں لے گئے، انکی آنکھوں پر پٹی باندھی، انہیں زمین پر لٹا دیا اور پھر چھری نکال کر چاہا کہ اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق اپنے بیٹے کو خدا تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ تو یہ بتانا چاہتا تھا کہ انسانی قربانی ناجائز ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے چھری نکال اور ذبح کرنا چاہا تو فرشتہ نازل ہوا اور اسنے خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا۔ یَآ اِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا۔ اے ابراہیمؑ! تو نے عملاً اپنے بچے کو ذبح کرنے کے ارادہ سے لٹا کر اور چھری نکال کر اپنے خواب کو پورا کر دیا ہے ......

ابراہیمی رؤیاء کی تعبیر

درحقیقت اس رؤیاء میں بتایا گیا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ خدا تعالیٰ کے

حکم کے ماتحت ایک وادی غیر ذی زرع میں اپنے بیٹے کو چھوڑ آئیں گے اور اس لئے چھوڑیں گے لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ تاکہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ دوسری جگہ ذکر آتا ہے کہ انکو بیت اللہ کے پاس اس لئے رکھا گیا تھا تاکہ وہ زائرین اور طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کے لئے اس گھر کو آباد رکھیں۔ چنانچہ جب یہ قربانی جاتی رہی تو پھر حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ بتایا کہ وہ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ اور اس کی والدہؑ کو بیت اللہ کی جگہ چھوڑ آئیں۔

بخاری میں روایت آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوا تو انہوں نے اپنا بچہ اٹھا لیا۔ ممکن ہے انہوں نے کسی سواری کا بھی انتظام کر لیا ہو۔ روایات میں آتا ہے بعض جگہ حضرت ہاجرہؓ اپنے بچہ کو اٹھا لیتیں اور بعض جگہ حضرت ابراہیمؑ اسے اٹھا لیتے۔ اس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور بچہ کو ساتھ لے کر فلسطین سے مکہ کا رُخ کیا۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ فلسطین سے مکہ کوئی دو ہزار میل کے قریب ہوگا۔ سفر کرتے کرتے وہ خانہ کعبہ میں پہنچے، اس وقت صرف ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک ٹوکری کھجوروں کی انکے پاس تھی۔ انہوں نے اپنی بیوی اور بچے کو وہاں بٹھایا اور کھجوروں کی ٹوکری اور پانی کا مشکیزہ ان کے پاس رکھ دیا۔ مکہ میں اس وقت کوئی پانی کا چشمہ یا نہر نہیں تھی، کوئی نالہ بھی پاس سے نہیں گزرتا تھا۔ اور زمین کے لحاظ سے کوئی سرسبزی اور شادابی بھی اس میں نہیں پائی جاتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو وہاں رکھا اپنی بیوی کو چھوڑا اور کہا میں ایک کام کے لئے جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ

وہاں سے چل پڑے۔ لیکن اسّی سال میں پیدا ہونے والے اکلوتے بچے کی محبت خواہ کوئی نبی بھی ہو اس کے دل سے ٹھنڈی نہیں ہو سکتی۔ اب ابراہیمؑ ۹۰ سال کی عمر کو پہنچ رہے تھے اور اس عمر میں ان کا اپنے بیٹے اور اس بیٹے کی شریف اور نیک ماں کو چھوڑ کر واپس چلے جانا کوئی آسان امر نہیں تھا۔ ۵۰۔۱۰۰ گز گئے تھے کہ انہوں نے اپنی بیوی اور بچے کو مُڑ کر دیکھا تو انکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر ۵۰۔۱۰۰ گز گئے تھے کہ محبت نے جوش مارا اور انہوں نے پھر ایک بار انکو دیکھا۔ پھر کچھ دور گئے تو محبت نے پھر جوش مارا تو انہوں نے مڑ کر ان پر نظر ڈالی۔ وہ اس طرح کرتے چلے گئے یہانتک کہ وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے ان کا نظر آنا مشکل ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے اس طرف منہ کیا جدھر ان کے بیوی بچے تھے، جن کو چھوڑ کر وہ ہمیشہ کے لئے جا رہے تھے۔ اور جن کے زندہ رہنے کا بظاہر کوئی امکان نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ طور پر انہوں نے دعا کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعائیں

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ ؕ

اے ہمارے رب! انہوں نے رَبَّنَا کہا ہے رَبِّيْ نہیں کہا۔ کیونکہ اس قربانی میں وہ اپنی بیوی کو بھی شامل کرتے ہیں۔ مگر اس کے بعد وہ اِنِّيْ کہتے ہیں، اِنَّا نہیں کہتے۔ کیونکہ یہ فعل انکی بیوی کی طرف سے نہیں تھا۔ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ، اے ہمارے رب! میں نے اپنی ذُرّیت کا ایک حصہ اس وادی میں لاکر چھوڑ دیا ہے۔ ایک حصہ انہوں نے اس لئے

کہا کہ اُس وقت تک حضرت اسحٰقؑ بھی پیدا ہو چکے تھے۔ جب انہوں نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنا چاہا تھا اس وقت تک حضرت اسحٰقؑ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ لیکن جب انہوں نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ میں لاکر چھوڑا ہے۔ اس وقت حضرت اسحٰقؑ پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے وہ فرماتے ہیں رَبَّنَآ اِنِّيٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ ، الٰہی! مَیں نے اپنی اولاد کا ایک حصہ اس وادی میں لاکر چھوڑ دیا۔ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہوتی، جیسے ربوہ میں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ سرکاری کاغذات میں لکھا ہؤا ہے کہ اس رقبہ میں نہ زراعت ہوتی ہے اور نہ اس وقت کی تحقیقات کے مطابق ہو سکتی ہے۔

-(UNCULTIVATABLE & UNAGRICULTURAL)

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ تیرے پاکیزہ گھر کے پاس۔

اُس وقت تک خانہ کعبہ نہیں بنا تھا لیکن اس آیت سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں وہاں کوئی پرانا معبد تھا۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھتے وہ اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جو معبد بننے والا ہے اس کے نزدیک میں نے اپنی اولاد کو رکھ دیا ہے

تیسرے معنی اس کے یہ کئے جاتے ہیں کہ بیت اللہ درحقیقت تقوٰی کا مقام ہے پس عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ کے یہ معنی ہیں کہ میں انہیں ایک ایسے مقام کے پاس چھوڑ رہا ہوں جہاں شیطانی خیالات کا دخل نہیں ہوتا۔ یعنی دین کی خدمت کے لئے مَیں یہاں انہیں چھوڑ رہا ہوں۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اے میرے رب! میں اس لئے انکو یہاں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ تیری عبادت کو اس جنگل میں قائم کریں۔

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ پس اے میرے رب! تُو ان لوگوں کے دلوں میں خود انکی محبت ڈال اور انہیں اس طرف جھکا دے، چونکہ یہ خالص تیری عبادت کے لئے وقف ہوں گے اور تیرے دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہوں گے، اس لئے اے میرے رب! تو لوگوں کے ایک طبقہ کے دلوں کو انکی طرف جھکا دے اور اُنکے دلوں میں انکی عقیدت اور احترام پیدا کر دے تا کہ وہ باہر کی دنیا میں رہ کر کمائیں اور اپنی کمائی کا ایک حصہ ان کے کھانے کے لئے بھجوا دیا کریں، اور اے میرے رب! جب میں اپنی اولاد کو دین کی خدمت کے لئے یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اب مَیں تیرا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ مَیں نے بندہ ہو کر وہ کام کیا ہے جو قربانی اور ایثار کے لحاظ سے اپنے انتہائی کمال کو پہنچا ہؤا ہے۔ اب مَیں تیری خدائی کو بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ میں نے اپنی بیوی اور بچہ کو یہاں لاکر چھوڑا ہے۔ اب اے خدا تم! اگر تُو خدا ہے تو یہاں ان کے لئے لوگوں کو کھینچ لا اور اُن کے قلوب اس طرف مائل کر دے۔

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ مگر اے خدا مَیں یہ مانگتا ہوں کہ یہ جگہ جہاں گھاس کی ایک پتی بھی پیدا نہیں ہوتی، اس جگہ دنیا بھر کے میوے آئیں اور یہ اُن میووں کو بیٹھ کر کھائیں۔ مَیں تیری خدائی کا ثبوت تب مانوں گا جب یہ مکہ میں بیٹھ کر چین اور جاپان اور یورپ اور امریکہ کے میوے کھائیں۔

خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اسنے کہا۔ اے ابراہیمؑ! تُو نے اپنی اولاد کو اس وادی غیر ذی زرع میں لاکر بسایا ہے۔ میں بھی

وادی غیر ذی زرع میں جہاں گھاس کی ایک پتی بھی نہیں اگتی، بڑے ایسا ہی کر کے دکھاؤں گا۔

میں نے حج کے موقعہ پر خود اس کا تجربہ کیا ہے۔ میں نے مکہ مکرمہ میں ہندوستان کے گنے دیکھے ہیں۔ طائف کے انگور کھائے ہیں، اعلیٰ درجہ کے انار کھائے ہیں۔ انگوروں اور اناروں کے متعلق میں شہادت دے سکتا ہوں کہ ایسے اعلیٰ درجہ کے انگور اور انار میں نے اور کہیں نہیں کھائے۔

لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ تاکہ میری اولاد ایمان پر قائم رہے اور اسے یقین ہو کہ کیسی زبردست طاقتوں کا مالک وہ خدا ہے جس کی خدمت کے لئے وہ یہاں بیٹھے ہیں۔ بظاہر ایک چیلنج معلوم ہوتا ہے کہ دیکھ میں نے کتنی قربانی کی، اب تو بھی اپنی خدائی کا ثبوت دے۔ مگر میری یہ غرض نہیں کہ تو میرے فعل کی وجہ سے انہیں پھل کھلا۔ بلکہ میری غرض یہ ہے کہ تیرے فعل سے بنی نوع انسان کے اندر ایمان پیدا ہو۔ گویا اس میں بھی اصل غرض تیرے نام کی بلندی ہے اپنے نام کی بلندی نہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ = پھر حضرت ابراہیمؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بچہ چھوٹا ہے بیوی جوان ہے۔ یہ میری دوسری بیوی ہے میری بڑی بیوی جو میری پھوپھی زاد بہن ہے، میرے گھر میں موجود ہے اور اس سے نسل بھی ہو رہی ہے۔ اور ہاجرہ رضؓ یہ بھی جانتی ہے کہ وہ میری چہیتی بیوی ہے، اور یہ بھی جانتی ہے کہ اس سے اولاد ہو گئی ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ یہ ظالم اس بیوی کی خاطر مجھے یہاں چھوڑے جا رہا ہے، اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر گئے اور انہوں نے کہا رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۔

اے میرے رب! میں نے تیرے نام کی عزت کے لئے اپنے اوپر یہ دھبہ قبول کیا ہے۔ اے خدا! اس بیوی کو اس لئے میں یہاں چھوڑ رہا ہوں کہ تو نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور اے خدا یہ بچہ مجھے بہت عزیز ہے۔ اسحٰقؑ سے ذلیل سمجھ کر میں اسے یہاں نہیں چھوڑ رہا ہوں، بلکہ اے خدا! باوجود اس کے کہ یہ مجھے بہت پیارا ہے۔ میں اس لئے اسے یہاں چھوڑ رہا ہوں کہ تو نے اسے یہاں چھوڑنے کو کہا ہے۔ اے میرے رب میں اپنے دل کا درد کس کو بتاؤں سوائے تیری ذات کے جسے سب کچھ علم ہے۔

وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۔ یہ خدائی کلام ہے، ابراہیمؑ کا نہیں۔ فرماتا ہے خداتعالیٰ کو پتہ ہے کہ زمین اور آسمان میں کیا کچھ ہے۔ اس کے علم سے کوئی بات مخفی نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ ابراہیمؑ کا یہ فعل ایک بیج کی طرح زمین میں ڈالا جا رہا ہے جس سے ایک دن بہت بڑی قوم پیدا ہوگی، اور وہ جانتا ہے کہ آسمان پر اس بیج بونے کے نتیجہ میں کیا عظیم الشان انعام مقدر ہے۔

حضرت ہاجرہ رضؓ کی ایمانی قوتؔ

جب حضرت ابراہیمؑ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تو حضرت ہاجرہ رضؓ کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ یہ جدائی کسی عارضی کام کے لئے معلوم نہیں ہوتی بلکہ دائمی جدائی معلوم ہوتی ہے۔ وہ دوڑتی ہوئی آپ کے پیچھے گئیں اور انہوں نے کہا ابراہیمؑ! ابراہیمؑ!! تم ہمیں ایک جنگل میں چھوڑے جا رہے ہو۔ دیکھو تمہارا بیٹا بھوکا مر جائیگا ابراہیمؑ! تمہاری بیوی یہاں موجود ہے اور اس کا بھی تم پر حق ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ نے انکی طرف نہیں دیکھا، کیونکہ انکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ وہ ڈرتے تھے کہ اگر میں نے

جواب دیا تو بیتاب ہو جاؤں گا اور رقّت مجھ پر غالب آجائیگی اور یہ اس شان کے خلاف ہوگا جس کا یہ قربانی تقاضا کرتی ہے۔ ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ہاجرہ رضؓ نے کہا تو پھر بھی ابراہیمؑ نے زبان سے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر میں ہاجرہ رضؓ نے بڑھ کر دامن پکڑ لیا اور کہا تم کس چیز پر ہمیں چھوڑے جا رہے ہو۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے اپنا منہ موڑا اور آسمان کی طرف انگلی اٹھا دی، بولے نہیں کیونکہ جانتے تھے کہ اگر میں بولا تو رقّت مجھ پر غالب آجائیگی۔ انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا دی جس کا مطلب یہ تھا کہ ہاں خدا تعالیٰ پر اور خدا تعالیٰ کے کہنے پر یہ کام کر رہا ہوں۔

ہاجرہ رضؓ ایک عورت ہی سہی، وہ ایک مصری خاتون ہی سہی جس کا ابراہیمی خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا، مگر وہ ابراہیمی تربیت حاصل کر چکی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کا نام سن چکی تھی، وہ الٰہی قدرتوں کا مشاہدہ کر چکی تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا کہ محض خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس کی تعمیل میں میں تمہیں یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ تو ہاجرہ رضؓ فوراً پیچھے ہٹ گئیں۔ اور انہوں نے کہا،

اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا!

تب خدا تعالیٰ ہم کو ضائع نہیں کریگا۔ بیشک جہاں جانا ہے چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ آگے چلے گئے۔ اور وہ بے وطن اور مسکین ہاجرہ رضؓ، اسمٰعیلؑ کی ماں پھر اپنے خاوند کا منہ نہ دیکھ سکی۔ جب حضرت اسمٰعیل جوان ہوئے تو اس کے بعد حضرت ابراہیم آئے۔ لیکن اس وقت حضرت ہاجرہ رضؓ فوت ہو چکی تھیں۔ تب خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جس کو ہم بیت اللہ

کہتے ہیں، اور جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَھِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (البقرہ ع ۱۵)۔

اور جبکہ ہم نے وہ گھر جو ابراہیمؑ نے بنایا اس کو لوگوں کے لئے بار بار آنے کا مقام بنا دیا۔ زیارت گاہ بنا دیا، ثواب کی جگہ بنا دیا۔ وَاَمْنًا اور امن کا مقام بنا دیا۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی یعنی اے لوگو جو خانہ کعبہ کے شیدائی بنتے ہو، جو بیت اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہو، اپنے موہنوں سے تو خانہ کعبہ کے احترام کا اظہار کرتے ہو لیکن تم ایک خربوزے کو تو گھر میں لانے کی کوشش کرتے ہو، تم تاج محل کو دیکھتے ہو تو اس کی تصویر لینے کی کوشش کرتے ہو، مگر خانہ کعبہ کے ظل کو اپنے ملک اور اپنے علاقہ میں لانے کی کوشش نہیں کرتے۔

خانہ کعبہ کے اظلال قائم کرنیکی ہدایت

خانہ کعبہ کیا ہے؟ ایک گھر ہے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ساری دنیا کے انسان خانہ کعبہ میں نہیں جا سکتے۔ پس جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ابراہیمؑ کی نقلیں دنیا میں پیدا کرے۔ اسی طرح وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تم خانہ کعبہ کی نقلیں بناؤ جس میں تم اور تمہاری اولادیں اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کر کے بیٹھ جائیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک خانہ کعبہ کے ظل دنیا کے گوشہ گوشہ میں قائم نہ کر دیئے جائیں، اس وقت تک دین کبھی نہیں پھیل سکتا۔

پس فرماتا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ اے بنی نوع انسان! ہم
تم کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تم بھی ابراہیمی مقام پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرو،
یعنی ایسے مرکز بناؤ جو دین کی اشاعت کا کام دیں۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ
وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ؕ اب بتاتا ہے کہ وہ مقام ابراہیمؑ کیا چیز ہے؟
وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ اور ہم نے ابراہیمؑ کو بڑی پکی نصیحت کی۔ عَهِدَ بِهٖ
کے معنی ہوتے ہیں، اس نے فلاں کے ساتھ عہد کیا۔ جب عَهِدَ کے ساتھ اِلٰی کا صلہ
آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں پکی نصیحت کرنا یا وصیت کرنا۔ پس فرماتا ہے عَهِدْنَآ
اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو بار بار نصیحت کی اور بار بار اس
بات کی طرف توجہ دلائی ہے اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک بناؤ، اور
ہر قسم کے عیبوں اور خرابیوں سے اس کو بچاؤ لِلطَّآئِفِيْنَ طواف کرنے والوں کے
لئے وَالْعٰكِفِيْنَ اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی زندگی وقف کر کے یہیں بیٹھ رہیں۔
طَآئِفِيْنَ وہ لوگ ہیں جو کبھی کبھی آئیں، اور عَاكِفِيْنَ وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی
اس گھر کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور ان لوگوں کے
لئے جو خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے کھڑے رہتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری میں اپنی
ساری زندگی بسر کرتے ہیں یا ان لوگوں کے لئے جو رکوع اور سجود کرتے ہیں۔ یہ چیز
ہے جو مقام ابراہیم ہے اور جس کو قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔
ہماری نصیحت یہی ہے کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں خانہ کعبہ کی نقلیں بننی
چاہئیں، اور دنیا کے کونے کونے میں اس کے ظل قائم کرنے چاہئیں۔ اس کے

بغیر دین حق کی کامل اشاعت کبھی نہیں ہو سکتی۔

ربوہ کیلئے پُرسوز دعائیں

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
"میں ایک دفعہ اس دعا کو پڑھ جاؤں گا اس کے بعد پھر دوبارہ پڑھوں گا۔
تمام عورتیں اور مرد میری اتباع کریں۔"

اس ارشاد کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں تلاوت فرمائی
اور جس طرح بعض دعاؤں کا بار بار تکرار فرمایا، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ
ادعیہ درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ
وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ
وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ
اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ۔
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

" یہاں مُسلِمَین سے گو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ مراد ہیں مگر دعا مانگتے ہوئے مُسلِمَین سے ہر شخص میاں بیوی بھی مراد لے سکتا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ

اے ہمارے رب اِجْعَلْ ھٰذَا بنادے اس کو۔ جس وقت حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی ہے اس وقت مکہ کوئی شہر نہیں تھا صرف چند جھونپڑیاں تھیں جو ایک بے آب و گیاہ وادی میں نظر آتی تھیں پس حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ یہ زمین جو ویران پڑی ہے اسے بنا دے! کیا بنا دے؟ بَلَدًا ایک شہر بنا دے۔ عام طور پر جو لوگ عربی نہیں جانتے وہ اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ اس شہر کو امن والا بنا دے۔ حالانکہ اگر حضرت ابراہیمؑ کا یہی منشار ہوتا تو آپ ھٰذَا بَلَدًا کہنے کی بجائے ھٰذَا الْبَلَدَ فرماتے، بلکہ آپ ھٰذَا الْبَلَدَ نہیں کہتے بلکہ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا کہتے ہیں پس یہ شہر کے بنانے کی دعا ہے شہر کو کچھ اور بنانے کی دعا نہیں۔

رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا اے میرے رب بنا دے اس ویران زمین کو بَلَدًا ایک شہر اٰمِنًا۔ مگر شہروں کے ساتھ فتنہ و فساد کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ جب لوگ مل کر رہتے ہیں تو لڑائیاں بھی ہوتی ہیں، جھگڑے بھی ہوتے ہیں، فسادات بھی ہوتے ہیں۔ سارے خدشات شہروں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس لئے میں

تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو اسے امن والا بنائیو۔ نہ کوئی اس پر حملہ کرے۔

وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ اور اس کے رہنے والوں کو ثمرات دیجیو۔ تو دنیا کے کناروں سے ان کے لئے ہر قسم کے پھل لا اور انہیں متمتع فرما۔

مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ پہلے ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی کہ میری اولاد میں سے بھی نبی بنائیو۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ نیک ہوں گے تو ہم انکو اپنے انعامات سے حصہ دیں گے ورنہ نہیں۔ نبی۔ امامت عطا ہوتا ہے۔ اس دوسری دعا کے وقت حضرت ابراہیمؑ نے اسی امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یا اللہ! جو نیک ہوں صرف انکو رزق دیجیو!

قَالَ وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّہٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رزق کے معاملہ میں ہمارا اور حکم ہے، اور نبوت اور امامت کے بارہ میں اور حکم ہے۔ نبوت اور امامت صرف نیک لوگوں کو ملتی ہے مگر رزق ہر ایک کو ملتا ہے۔ پس جو کافر ہوگا دنیا کی روزی ہم اس کو بھی دیں گے۔ چنانچہ سینکڑوں سال تک مکہ کے لوگ مشرک رہے مگر ابراہیمی رزق انکو بھی پہنچتا رہا۔ ہاں تیری نسل ہونے کی وجہ سے وہ اخروی عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ مر جائیں گے تو جہنم میں ڈالے جائیں گے، اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

پھر فرماتا ہے، یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ مل کر بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر رہے تھے کہ خدایا! تیرا گھر تو برکت والا ہی ہوگا، کون ہے جو اُسے برکت سے محروم کر سکے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہماری نسل میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو نمازیں پڑھنے والے اور

تیری یاد میں اپنی زندگی بسر کرنے والے ہوں تا اس گھر کی برکت سے انہیں بھی فائدہ پہنچے مگر اگلی اولادوں کو ٹھیک کرنا، آئندہ نسلوں کو درست کرنا اور اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اے ہمارے رب! ہم نے خالص تیرے ایمان اور محبت کے لئے یہ گھر بنایا ہے۔ تو اپنے فضل سے اسے قبول کر لے، اور اسکو ہمیشہ اپنے ذکر اور برکت کی جگہ بنا دے۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ تو ہماری دردمند دعاؤں کو سننے والا اور ہمارے حالات کو خوب جاننے والا ہے۔ تو اگر فیصلہ کر دے کہ یہ گھر ہمیشہ تیرے ذکر کے لئے مخصوص رہے گا تو اسے کون بدل سکتا ہے۔

پس آیت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بیت اللہ بنانے کے درحقیقت دو حصے ہیں۔ ایک حصہ بندہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس مکان کو ہم بیت اللہ کہتے ہیں وہ اینٹوں، چونے اور گارے سے بنتا ہے اور یہ کام خدا نہیں کرتا بلکہ انسان کرتا ہے۔ مگر کیا انسان کے بنانے سے کوئی مکان بیت اللہ بن سکتا ہے۔ انسان تو صرف ڈھانچہ بناتا ہے، روح اس میں خدا تعالیٰ ڈالتا ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں ڈھانچہ تو میں نے اور اسمٰعیلؑ نے بنا دیا ہے مگر ہمارے بنانے سے کیا بنتا ہے، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے خدا تو ہمارے اس تحفہ کو قبول کر اور اسے اپنے پاس سے قبولیت عطا فرما۔

پس حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کہتے ہیں کہ اے خدا! ہم نے تو تیرا گھر بنایا ہے۔ مگر یہ محض ہمارے بنانے سے قیامت تک قائم نہیں رہ سکتا

یہ اس وقت تک رہ سکتا ہے جب تک تو رکھیگا۔ اس لئے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے خدا! ہم نے جو گھر بنایا ہے اسے تو قبول فرما، اور تو سچ مچ اس میں آ پڑ اور جب خدا تعالیٰ کسی جگہ بس جائے تو وہ کیسے اجڑ سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو کہ سینکڑوں سال تک مکہ بے آباد رہا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ وہاں تھا اس لئے اس کی عزت قائم رہی۔

حضرت ابراہیمؑ یہی دعا مانگتے ہوئے فرماتے ہیں رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ اے خدا! اس گھر کی آبادی تیرے بندوں سے وابستہ ہے۔ مگر محض لوگوں کی آبادی کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے نیک ہوں۔ پس ہم جو بیت اللہ کو بنانے والے ہیں اور جو دو افراد ہیں۔ ہماری پہلی دعا تو یہ ہے کہ تو خود ہمیں نیک بنا۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور پھر ہماری اولاد میں سے ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے جو تیرا مطیع اور فرمانبردار ہو۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا پھر چاہے انسان کے دل میں کتنا ہی اخلاص ہو اگر اسے طریق معلوم نہ ہو کہ کس طرح کسی گھر کو آباد رکھنا ہے تو پھر بھی وہ غلطی کر جاتا ہے، اس لئے وہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا نہ صرف ہمارے دلوں میں ایمان قائم رکھ بلکہ وقتاً فوقتاً ہمیں یہ بھی بتاتے رہیو کہ ہم نے کس طرح اسے آباد رکھنا ہے اور ہم کونسا وہ طریقِ عبادت اختیار کریں جس سے تو خوش ہو اور یہ گھر آباد رہ سکے۔ وَتُبْ عَلَيْنَا مگر اسی اخلاص کے باوجود، اس الہام کے باوجود جو یہ بتاتا ہے کہ کس طرح اس گھر کو آباد رکھنا ہے، اے خدا ہم بندے ہیں اور ہم نے غلطیاں کرنی ہیں تو تواب اور رحیم ہے۔ تواب اور رحیم نام اس لئے لائے گئے

ہیں کہ بندہ خواہ کتنی بھی نیک نیّتی کے ساتھ کام کرے وہ غلطی کرجاتا ہے ایسی حالت میں تو اَبرِیّت اس کے کام آجاتی ہے۔ اور اگر اچھا کام کرے تو رحیمیّت اس کے کام آجاتی ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ اے ہمارے رب تو ان لوگوں میں جو یہاں رہیں گے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔ مِّنْهُمْ اور اے ہمارے رب! رسول کے آنے سے یہ ضرورت تو پوری ہو جائیگی کہ خانہ کعبہ سے جس طرح تعلق رکھنا ہے اس کا پتہ لگ جائیگا اور وہ سچے اور مخلص مومن بنجائیں گے مگر اے ہمارے رب ہم نے جو اپنی اولاد کو یہاں آکر بسایا ہے اس میں کچھ خود غرضی بھی ہے۔ ہماری یہ بھی غرض ہے کہ تیرا نام بلند ہو، اور ہماری یہ بھی غرض ہے کہ ہماری اولاد کے ذریعہ تیرا نام بلند ہو۔ اس میں ہماری یہ غرض بھی شامل ہے کہ آنیوالا رسول انہی میں سے ہو باہر سے نہ ہو۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے۔ تیرے نشانات اور معجزات کے ذریعہ ان کے ایمانوں کو بلند کرے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور تیری شریعت جس کے بغیر باطن پاکیزہ نہیں ہوسکتا اور جو انسان کو مکمل نمونہ بنا دیتی ہے نازل ہو اور وہ لوگوں کو سکھائے۔ پس يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اے خدا تو انکو موسیٰؑ کی طرح شریعت ہی نہ دیجیو، نوحؑ کی طرح صحف ہی نہ دیجیو، داودؑ کی طرح احکام ہی نہ دیجیو، ساتھ ہی انکی وجہ بھی بتا دیجیو۔ ان احکام کی حکمت بھی واضح کیجیو۔ تاکہ نہ صرف ان کے جسم تیرے حکم کے تابع ہوں بلکہ ان کے دماغ اور دل بھی تیرے حکم کے تابع ہوں۔ اور وہ سمجھیں کہ جو کچھ کہا گیا ہے فلسفہ اور فوائد کے

ماتحت کہا گیا ہے۔ وَيُزَكِّيهِمْ اور انکو پاک کرے۔ دماغ کو ہی پاک نہ کرے بلکہ حکمت سکھا کر ان کے قلوب کو بھی محبّت الٰہی سے بھر دے، یہاں تک کہ وہ اپنے آپکو خدا تعالیٰ میں جذب کر دیں، الٰہی صفات انمیں پیدا ہو جائیں اور وہ چلتے ہوئے انسان نظر نہ آئیں بلکہ خدا نمائی کا ایک نمونہ دکھائی دیں۔ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ اے ہمارے رب! ہم نے جو چیز مانگی ہے بظاہر یہ ناممکن نظر آتی ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ تجھ میں طاقت ہے۔ تُو تو عزیز خدا ہے، تُو غالب خدا تو ہے اور تیری شان یہ ہے ۝

جس بات کو کہے کہ کرونگا یہ میں ضرور ٭ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تو ایسا کر سکتا ہے، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ چونکہ تُو عزیز خدا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ایسا رسول آئے۔ پس ایک طرف حضرت ابراہیمؑ نے عزیز کہہ کر خدا کی غیرت کو جوش دلایا ہے اور کہا ہے کہ ہمارا مطالبہ غیر معقول نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تُو ایسا کر سکتا ہے مگر ساتھ ہی ایسا کہہ کر بتا دیا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر پہلے تو نے ایسا نبی نہیں بھیجا تو صرف اس لئے کہ ایسا نبی بھیجنا مناسب نہیں تھا۔

یہ کیسی کامل دعا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ کے بلند ترین مدارج کو واضح کرنے والی ہے۔

ہمارا مقصد اس جلسہ میں تقریریں کرنا نہیں ہے بلکہ دعائیں کرکے اس مقام کو بابرکت بنانا ہے۔ میں نے دعائیں سکھا دی ہیں۔ یوں انسان کے ذہن میں دعائیں نہیں آتیں مگر نبیوں کے ذہن میں جو دعائیں آتی ہیں وہ کامل ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے

نبی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے دل میں ایسے وقت میں جو خیالات آئے اور جو
کچھ اُن مقدس مقامات کے فرائض اور ذمہ داریاں ہیں اور کامیابی کے حصول کے لئے
اللہ تعالیٰ کے جن فضلوں کی ضرورت ہے، ان تمام چیزوں کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے۔ اب
آپ سب لوگ میرے ساتھ شامل ہو کر دعا کریں۔ یہ زمین ابھی ہمیں ملی نہیں، لیکن
ہم تفاؤل کے طور پر اسے اپنا مرکز بناتے ہیں، اور دعاؤں کے ساتھ ہم اپنا مذہبی
مقام قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارا فرض ہو گا کہ ہم اس مقام کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں
رکھنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ دینِ اسلام کی خدمت اور خدا تعالیٰ کے نام کی بلندی کے
لئے اسے استعمال کرنے کی کوشش کریں۔

پس آؤ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف
لے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے خدا! میں ابراہیمؑ کی طرح تجھ سے دعا
کرتا ہوں کہ تُو مدینہ کو بھی اسی طرح برکتیں دے جس طرح تو نے مکہ کو برکتیں دی ہیں۔
اس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہونے کی حیثیت سے ہمارا
بھی خدا تعالیٰ پر حق ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو اس کا یہ حق یاد دلاتے ہوئے اس سے کہیں
کہ اے خدا جس طرح تو نے مکہ اور مدینہ اور قادیان کو برکتیں دیں اسی طرح تُو ہمارے
اس نئے مرکز کو بھی مقدس بنا اور اسے اپنی برکتوں سے مالا مال فرما۔ یہاں پر آنیوالے
یہاں پر بسنے والے، یہاں پر مرنے والے اور یہاں پر جینے والے سارے کے سارے
خدا تعالیٰ کے عاشق اور اس کے نام کو بلند کرنے والے ہوں، اور یہ مقام اسلام کی
اشاعت کے لئے اور احمدیت کی ترقی کے لئے، روحانیت کے غلبہ کے لئے، خدا
تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اونچا

کرنے کے لئے اور اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے بہت اہم اور اونچا اور
صدر مقام ثابت ہو۔

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم منشاءِ ابراہیمی، منشاءِ محمدی اور منشائے
مسیح موعودؑ کے مطابق اس مقام کو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے ایک بہت بڑا
مرکز بنائیں۔"

اس کے بعد حضور نے ان ہزارہا مخلصین کے ساتھ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس
مقدس اجتماع میں شریک ہونے کی توفیق بخشی تھی اللہ تعالیٰ کے حضور ایک لمبی دعا کی اور
پھر فرمایا کہ اب میں سجدہ میں گر کر دعا کرتا ہوں کیونکہ سجدہ دعا کے لئے ایک خاص مقام
ہوتا ہے۔ اگر جگہ نہ ہو تو لوگ ایک دوسرے کی پیٹھوں پر سجدہ کر سکتے ہیں"

یہ الفاظ کہتے ہوئے حضور بے ساختہ سجدہ میں گر گئے، اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ہی ہزاروں مخلصین جو اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے دور و نزدیک
سے تشریف لائے ہوئے تھے وہ بھی سربسجود ہو گئے اور رب العرش سے اس مقام
کے بابرکت ہونے کے متعلق آنسوؤں کی جھڑی اور آہ و بکا کے شور کے ساتھ دعائیں
کی گئیں۔[1]

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

---

[1] الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کا سفر

تاریخ احمدیت کا ایک یادگاری دن

(از قلم قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

یوں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کئی دفعہ ربوہ تشریف لے جا چکے ہیں، اور گزشتہ جلسہ سالانہ بھی ربوہ میں منعقد ہوا تھا جبکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مع اہل و عیال کئی دن تک ربوہ میں قیام فرمایا تھا۔ لیکن یہ سب سفر عارضی رنگ رکھتے تھے اور ابھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مستقل سکونت رتن باغ (لاہور) میں ہی تھی۔ لیکن جو سفر ۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کو۔ بروز دوشنبہ اختیار کیا گیا وہ ربوہ کی مستقل رہائش کی غرض سے تھا۔ گویا دوسرے الفاظ میں یہ ہماری قادیان سے ہجرت کی تکمیل کا دن تھا۔ جبکہ خلیفۂ وقت اور امام جماعت قادیان سے باہر آنے کے بعد اپنی عارضی رہائش گاہ سے منتقل ہو کر جماعت احمدیہ کے قائم مقام مرکز ربوہ میں رہائش رکھنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ پس یہ دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک یادگاری دن تھا۔

تفصیلِ سفر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۰ بج کر ۵۰ منٹ پر یعنی قریباً ۱۱ بجے رتن باغ (لاہور) سے بذریعہ موٹر روانہ ہوئے چنیوٹ

ملک عمر علی صاحب بی اے (رئیس ملتان) شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

کی موٹر میں حضرت ام المومنین (رضی اللہ عنہا) اور حضرت سیدہ ام ناصر احمد (رض)
اور شاید ایک دو بچیاں ساتھ تھیں۔ اور حضور کے پیچھے دوسری موٹر میں
حضرت صاحب کی بعض دوسری صاحبزادیاں اور ایک بہو اور بعض بچے
اور میاں محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سیکرٹری سوار تھے۔ تیسری موٹر
میں سیدہ بشرٰی بیگم مہر آپا صاحبہ اور محترمہ ام وسیم احمدؒ صاحبہ اور بعض
دوسرے بچے تھے۔ خاکسار مرزا بشیر احمدؓ اور میرے اہل وعیال اور عزیزہ
آمنہ بیگم سیال اور محترمی چوہدری عبدالحمید صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیئر اور
میاں غلام محمدؐ صاحب اختر اے۔پی۔او چوتھی موٹر میں سوار تھے۔

رتن باغ سے روانہ ہونے سے پہلے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
نے ہدایت فرمائی تھی کہ سب لوگ رتن باغ سے روانہ ہوتے اور ربوہ کی سرزمین
میں داخل ہوتے ہوئے یہ قرآنی دعا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی ہجرت
کے وقت سکھلائی گئی تھی پڑھتے جائیں یعنی

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ
صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝

چنانچہ اسی دعا کے ورد کے ساتھ قافلہ روانہ ہوا اور رستہ میں بھی یہ دعا برابر
جاری رہی۔ چونکہ روانگی میں دیر ہو گئی تھی اس لئے موٹریں کافی تیز رفتاری
کے ساتھ گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ محترمی شیخ بشیر احمدؐ صاحب امیر جماعت احمدیہ
لاہور کی موٹر جو لاہور سے پہلے روانہ ہوئی تھی، اور اس میں محترمی مولوی عبدالرحیم
صاحب درد بھی بیٹھے ہوئے تھے، وہ ہمیں رستہ میں ہی ربوہ کے قریب چناب کے

صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
چیف میڈیکل آفیسر

مولوی عبدالرحمن صاحب انور
پرائیویٹ سکرٹری

پُل پر مل گئی تھی ۔ یہ گویا اس سفر کی پانچویں موٹر تھی ۔ اس کے علاوہ چھٹی موٹر بھی تھی جس میں محترمی ملک عمر علی صاحب رئیس ملتان اور ہمارے بعض عزیز دوست بیٹھے تھے لیکن وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ربوہ میں داخل ہوتے کے کچھ عرصہ بعد پہنچی ۔

چناب کا پُل گزرنے کے بعد ربوہ کی سرزمین کا آغاز ہوتا ہے ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی موٹر سے اُتر آئے اور دوسرے سب ساتھی بھی اپنی اپنی موٹروں سے اُتر آئے ۔ البتہ مستورات موٹروں کے اندر بیٹھی رہیں ۔ اس جگہ اتر کر بعض دوستوں نے اعلان کی غرض سے اور اہل ربوہ تک اطلاع پہنچانے کے خیال سے ریوالور اور رائفل کے کچھ کارتوس ہوا میں چلائے ۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رفقاء میں اعلان فرمایا کہ میں یہاں قبلہ رخ ہو کر مسنون دعا کرتا ہوں اور ہمارے دوست بھی اس دعا کو دُہراتے جائیں ، اور مستورات بھی اپنی اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یہ دعا دُہرائیں ۔ اس کے بعد حضور نے ہاتھ اونچے کر کے یہ دعا کرنی شروع کی :

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ
صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ہ
وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ

یعنی اے میرے رب ! مجھے اس بستی میں اپنی بہترین برکتوں کے ساتھ داخل کر ، اور پھر میرے آقا ! مجھے اس بستی سے نکال کر اپنی اصلی قیام گاہ کی طرف اپنی بہترین برکتوں کے ساتھ لے جا ۔ اور اے مومنو ! تم خدا تعالیٰ کی برکتوں کو دیکھ کر اس آواز کو بلند کرو کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا ۔ اور باطل کے لئے تو بھاگنا ہی مقدر ہو چکا ہے ۔

یہ دعا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چناب کا پل گزر کر اور قبلہ رخ ہو کر ربوہ کی زمین کے کنارے پر کھڑے ہو کر کئی دفعہ سوز اور رقت کے ساتھ دُہرائی ۔ اور اس کے بعد موٹروں میں بیٹھ کر آگے روانہ ہوئے ۔ کیونکہ ربوہ کی موجودہ بستی چناب کے پل سے قریباً دو میل آگے ہے ۔ اس عرصہ میں سب دوست اوپر کی دعا کو مسلسل دُہراتے چلے گئے ۔

جب ربوہ کی بستی کے سامنے موٹریں پہنچیں تو اس وقت ربوہ اور اس کے گردونواح کے سینکڑوں دوست ایک شامیانہ کے نیچے حضرت صاحب کے استقبال کے لئے جمع تھے ۔ اس وقت جبکہ عین ڈیڑھ بجے کا وقت تھا ، سب سے آگے ؛ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی موٹر تھی ۔ اس کے بعد ہماری موٹر تھی ، اس کے بعد غالباً سیدہ بشریٰ بیگم مہر آپا صاحبہ کی موٹر تھی ، اس کے بعد حضرت صاحب کی صاحبزادیوں کی موٹر تھی ، اس کے بعد غالباً محترمی شیخ بشیر احمد صاحب کی موٹر تھی ۔

جب حضرت صاحب اپنی موٹر سے اترے تو ربوہ کے چند نمائندہ دوست جن میں محترمی مرزا عزیز احمد صاحب ایم ۔ اے ناظر اعلیٰ اور محترمی سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و امیر مقامی اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور عزیز ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور بعض ناظر صاحبان اور تحریک جدید کے وکلاء صاحبان اور محترمی مولوی ابو العطاء صاحب وغیرہ شامل تھے آگے آئے ۔ اور حضور کے ساتھ مصافحہ کر کے حضور کو اس شامیانہ کی طرف لے گئے جو چند گز مغرب کی طرف نصب شدہ تھا اور جس میں دوسرے سب دوست انتظار

کر رہے تھے۔ حضرت صاحب اس وقت بھی رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ والی دعا دُہرا رہے تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت فرماتے تھے کہ میرے ساتھ یہ دعا دُہراتے جاؤ۔ شامیانہ کے نیچے پہنچ کر حضرت صاحب نے وضو کیا اور پھر سب دوستوں کے ساتھ قبلہ رُخ ہو کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ یہ گویا ورودِ ربوہ کا سب سے پہلا کام تھا۔ نماز اور سنتوں سے فارغ ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ مَیں امید رکھتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی سُنّت کو سامنے رکھ کر آپ لوگ راستہ تک آگے آ کر استقبال کریں گے تا کہ ہم سب متحدہ دعاؤں کے ساتھ ربوہ کی سرزمین میں داخل ہوتے، مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے اب مَیں اِس کمی کو پورا کرنے کے لئے پھر اس دعا کو دُہراتا ہوں اور سب دوست بلند آواز سے میرے پیچھے اس دعا کو دُہراتے جائیں۔ چنانچہ حضور نے شاید تین دفعہ یا پانچ دفعہ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ اور قُلْ جَآءَ الْحَقُّ والی دعا دُہرائی اور سب دوستوں نے آپکی اتباع کی۔

اس کے بعد حضرت صاحب نے مختصر طور پر اس دعا کی تشریح فرمائی کہ یہ دعا وہ ہے جو مدینہ کی ہجرت کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھائی گئی تھی، اور اس میں اَدْخِلْنِیْ (مجھے داخل کر) کے الفاظ کو اَخْرِجْنِیْ (مجھے نکال) کے الفاظ پر اس لئے مقدم کیا گیا ہے تا کہ اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ مدینہ میں داخل ہو کر رُک جانا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی غرض و غایت نہیں ہے بلکہ یہ صرف ایک درمیانی واسطہ ہے اور اس کے بعد پھر مدینہ سے نکل کر مکہ کو واپس حاصل کرنا اصلی مقصد ہے۔ اور پھر اسی کے ساتھ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ والی دعا کو شامل

کیا گیا تا کہ اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ مومن کی ہجرت اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے ہوتی ہے۔ نیز اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت خدا تعالیٰ کے فضل سے مقبول ہوئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی حق کے قائم ہونے اور باطل کے بھاگنے کے لئے دروازہ کھول دیا ہے۔

اور پھر اسی تمثیل کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان کا ذکر کیا کہ ہم بھی قادیان سے نکالے جا کر ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں۔ مگر ہمارا یہ کام نہیں کہ اپنی ہجرت گاہ میں ہی دھرنا مار کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ اپنے اصل اور دائمی مرکز کو واپس حاصل کرنا ہمارا اوّل فرض ہے۔

اِس تقریر کے بعد جس میں ایک طرف موٹروں میں بیٹھے بیٹھے مستورات بھی شریک ہوئی تھیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوہ کی عارضی فرودگاہ میں تشریف لے گئے جو ریلوے سٹیشن کے قریب تعمیر کی گئی ہے۔ مَیں نے اس فرودگاہ کو عارضی فرودگاہ اس لئے کہا ہے کہ اب تک جتنی عمارتیں ربوہ میں بنی ہیں وہ دراصل سب کی سب عارضی ہیں۔ اور اس کے بعد پلاٹ بندی ہونے پر مستقل تقسیم ہو گی اور لوگ اپنے اپنے مکان بنوائیں گے۔

حضرت صاحب کے مکان میں ربوہ کی مستورات استقبال کی غرض سے جمع تھیں جن کی قیادت ہماری ممانی سیدہ اُمِّ داؤد صاحبہ فرما رہی تھیں۔ اس کے بعد حضرت صاحب اور دوسرے عزیزوں نے اور اہل قافلہ نے کھانا کھایا جو صدر انجمن احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ کی طرف سے پیش کیا تھا۔ شام کا کھانا اہل ربوہ کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس یادگاری سفر کے پیش نظر احباب ربوہ نے پانچ بکروں کے ذبح کرنے کا انتظام کیا تھا۔ کیونکہ خاص موقعوں پر یہ بھی ایک مسنون طریق ہے۔

بکروں کے ذبح کرنے کے علاوہ ربوہ کی جماعت نے اس موقعہ پر غریبوں کو کھانا کھلانے کا بھی انتظام کیا تھا۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کو دعا اور ردِّ بلا کی غرض سے کھانا کھلایا گیا۔ اسیطرح اہل ربوہ نے غرباء میں کچھ نقد رقم بھی تقسیم کرنے کا انتظام کیا تھا کہ یہ بھی ایسے موقعوں پر برکت کا ایک روحانی ذریعہ ہے۔[1]

---

[1] الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۴۹ء

سنگِ بنیاد مسجد مبارک

تاریخِ احمدیت کا ایک اور سنہری ورق

۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء بروز دوشنبہ مطابق ۹ ذوالحج ۱۳۶۸ ہجری جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نہایت ہی اہمیت رکھنے والا دن ہے کیونکہ اس روز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ابراہیمی و اسماعیلی دعاؤں کے ساتھ اس بابرکت مسجد کا ربوہ میں سنگِ بنیاد رکھا جو قصرِ خلافت کے ساتھ ہوگی اور جو درحقیقت مسجد مبارک کا ظل اور اس کا مثیل ہوگی۔ اس تقریب پر دنیا کے ہر گوشہ کے احباب کو دعاؤں میں شریک کرنے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے پاکستان و ہندوستان کی جماعتوں اور لنڈن مشن کو بذریعہ تار اطلاعات دی گئیں اور الفضل میں بھی اعلان شائع کروا دیا گیا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو لاہور سے ۹ بجکر ۴۰ منٹ پر بذریعہ کار روانہ ہوئے اور ۱۲ بجکر ۵۴ منٹ پر ربوہ پہنچے۔ حضور کے ہمراہ خاندان کی بیگمات کے علاوہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور مکرم میاں محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سیکرٹری بھی تھے۔

چونکہ الفضل میں اس مسجد کے سنگ بنیاد رکھے جانے کی خبر شائع ہو چکی تھی اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے بذریعہ تار بھی جماعتوں کو اطلاعات

بھجوائی جاچکی تھیں اس لئے باہر کی جماعتوں کے بہت سے مخلص افراد اس تاریخی تقریب میں شمولیت اور دعا کی غرض سے ربوہ پہنچ گئے تھے۔ جماعت احمدیہ ربوہ کے تمام مردوں اور بچوں کے علاوہ مقامی خواتین بھی دعا کی غرض سے موجود تھیں۔ بنیاد رکھے جانے کا وقت بعد نماز عصر مقرر تھا، اور چونکہ یہ ایک مقدس تقریب تھی جس میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی بنیاد رکھی جانے والی تھی اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت نظارت علیا نے وہ دعائیں جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے وقت فرمائی تھیں دستی پریس پر طبع کروادی تھیں تاکہ لوگ ان دعاؤں کو یاد رکھیں اور بنیاد کے رکھے جانے کے وقت اور اس سے قبل بآواز بلند دہراتے رہیں۔

عصر کی نماز سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل ہدایات موصول ہوئیں جو مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس قائم مقام ناظر اعلیٰ نے پڑھ کر سنائیں :-

"دعا کے وقت اینٹوں اور گارے تک تین صفیں ہونگی :-

۱۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک صف۔

۲۔ دوسری صف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نرینہ افراد کی۔

۳۔ تیسری صف واقفین زندگی کی۔

یہ تینوں متوازی ہونگی اور اینٹ گارا اس کی جگہ سے پکڑ کر وہاں پہنچائیں گی جہاں میں کھڑا ہوں گا۔ ایک ایک تغاری گارے یا چونہ کی اور تین تین اینٹ ہر ایک صف کے لوگ مجھ تک پہنچائیں گے۔ اس وقت چند حفاظ ادعیہ رفع بیت اللہ

بلند آواز سے دہراتے جائیں گے اور ساتھ ہی سب حاضرین دعائیں دہرائیں گے۔ اس کے بعد نماز مغرب ہوگی پھر دعا۔ عصر کی نماز بنیاد رکھنے سے پہلے ہوگی اور اس کے بعد بنیاد شروع ہوگی۔ والسلام (دستخط) خاکسار مرزا محمود احمد"

(خلیفۃ المسیح الثانی)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مزید یہ اعلان ہوا کہ اوپر کی صفوں کے علاوہ چوتھی صف امراء جماعت ہائے احمدیہ (جو اس موقعہ پر آئے ہیں) اور ناظران سلسلہ کی ہوگی اور پانچویں صف مہاجرین قادیان کی ہوگی۔ باقی دوست ایک طرف کھڑے ہو کر دعا میں مشغول رہیں۔

اس کے بعد حضور نے اس مقام پر پہنچ کر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین اور صحابیات و مہاجرات قادیان کی دو مزید صفوں کا حکم دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز عصر اسی جگہ پڑھائی جہاں بنیاد رکھی جانے والی تھی اور جہاں سے دھوپ سے بچاؤ کے لئے خیمہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ جب حضور نماز عصر سے فارغ ہوئے تو اس کے معاً بعد تمام دوست اوپر کی بیان کردہ ترتیب کے مطابق اپنی اپنی صفوں میں پہنچ گئے اور پھر دست بدست حضور کی خدمت میں اینٹیں اور سیمنٹ کی تغاریاں پہنچائی گئیں۔

تین اینٹیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نرینہ افراد نے، تین اینٹیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے، تین اینٹیں واقفین زندگی نے، تین اینٹیں امراء جماعت ہائے احمدیہ اور ناظران سلسلہ نے، تین اینٹیں مہاجرین قادیان نے، تین اینٹیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیگمات نے اور تین اینٹیں

صحابیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و مہاجرات نے پیش کیں۔ اسی طرح ہر دفعہ سیمنٹ کی تغاری دست بدست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تک پہنچائی جاتی رہی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیگمات اور صحابیات سے حضور بنفسِ نفیس آگے بڑھ کر تغاری لیتے اور بنیادوں تک لاکر استعمال فرماتے رہے۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بنیادی اینٹوں میں اوپر کی تعداد کے علاوہ دو اینٹیں مسجد مبارک قادیان کی اینٹوں میں سے بھی لگائی گئیں جو قادیان سے صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ہجرت کے وقت لیتے آئے تھے۔ گویا کُل ۲۳ اینٹیں بنیاد میں لگائی گئیں۔ اِس دوران میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بار بار بلند آواز سے دعائیں فرما رہے تھے، اور تمام مجمع رقّت اور سوز کے ساتھ ان دعاؤں کو دہراتا جا رہا تھا۔ حضور کی آواز میں اس وقت ایک خاص قسم کا درد اور سوز پایا جاتا تھا۔

جب تمام اینٹیں رکھی جا چکیں تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہو کر خشوع و خضوع اور انتہائی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پھر یہ دعائیں کیں:-

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۝ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۝ اِنَّكَ

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ایک ایک دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار دہرائی اور حضور کے ساتھ ہی تمام مجمع بھی ان دعاؤں کو دہرا تا رہا۔ مجمع پر ایک رقّت کا عالم طاری تھا، اور سینکڑوں آنکھیں پُر آب تھیں۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ اب مَیں خاموشی سے دعا کروں گا۔ دوست بھی میرے ساتھ شریک ہوں۔ چنانچہ حضور نے ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا فرمائی۔ اور دوسرے دوست بھی دعا میں مشغول ہو گئے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ منبر پر کھڑے ہوئے۔ حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور اس کے بعد فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام تھا۔ آپ کے ہم و غم نے اسمٰعیلؑ کا درخت لگایا۔ اس میں یہ پیشگوئی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا انکی روح کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ ہوگا۔ ایسا تکلیف دہ کہ آپکی روح تڑپ تڑپ کر اور زاری کر کر کے خدا تعالیٰ کے حضور جھکے گی اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اسمٰعیلی درخت لگائیگا۔ اسمٰعیلؑ کا درخت کیا ہے؟ اسمٰعیلؑ کا درخت خانہ کعبہ ہے۔ اس الہام میں یہ پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں احمدیوں کو قادیان سے ایک حد تک ہاتھ دھونا پڑیگا، اور انکے ہاتھ دھونے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک نئے مقدس مقام کی بنیاد رکھے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی مقام کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اور چونکہ یہ ایک مرکزی مقام ہے اور ساری دنیا کے لوگوں سے اس کا تعلق ہے، اس لئے ساری دنیا کے لوگوں کو بھی اس کی تعمیر میں حصہ دینا چاہیئے۔

حضرت قاضی ضیاالدین صاحب بھٹی

پس میں اس موقعہ پر تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی توفیق کے مطابق اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں .... یہ مرکزی مسجد ہوگی۔ اس کی وجہ سے اس میں لائیپور کی جماعت نے ۳۳۷ روپے ۸ آنے اس غرض کے لئے پیش کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ وعدے اور کچھ نقد روپیہ بھی اکٹھا ہوا۔ میں نے اپنی طرف سے ۲۱ روپے دیئے اور ۵۰۰ کا وعدہ کیا ہے۔"

اس کے بعد حضور نے وہیں مغرب کی نماز پڑھائی جس کی آخری رکعت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پھر وہ دعائیں دہرائیں جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی تھیں اور اس طرح یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

..... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۶۶ صحابہ کرام نے اس تقریب میں حصہ لیا جن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی شامل تھے۔ واقفین تحریک جدید جو اس تقریب میں شریک ہوئے انکی تعداد ۸۸ تھی۔

..... مجموعی طور پر عورتوں کی تعداد جو اس موقعہ پر جمع تھی اس کا اندازہ دو ہزار کے قریب ہے۔

(الفضل ۸ اکتوبر ۱۹۴۹ء)

(نوٹ) مسجد مبارک کی تعمیر کا کام حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی ابن حضرت قاضی ضیاالدین صاحب بھٹیؓ (جو ۳۱۳ صحابہ میں سے

(جو ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے) کے سپرد تھا، اور مسجد کی موقعہ پر نشاندہی قبلہ رخ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر نے تیار کی۔ ربوہ سے قبلہ کا رخ ۹ ڈگری ۳۷ منٹ جانب جنوب ہے۔ * انصار اللہ مرکزیہ کا ہال اور مسجد کا فرش خواجہ عبیداللہ صاحب ریٹائرڈ ایس، ڈی، او کی زیر نگرانی مکمل ہوا۔ آپ کو سلسلہ کی تعمیرات میں کئی جگہ کام کرنے کا موقع ملا اور نہایت اخلاص سے بلا اجرت نگرانی فرماتے رہے۔

ربوہ کی آبادی

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی اورسیر

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی مبلغ انگلستان

حضرت نواب محمد دین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔

"اگر تم ایماندار ہو
تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ
کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے
تمہارے بزرگ گزر گئے، اور بیشمار
روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں

وہ وقت تم نے پا لیا

اب اس کی قدر کرنا
یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ
اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

(فتح اسلام)

ربوہ کا تاریخی پس منظر

محلِ وقوع کے لحاظ سے ربوہ دریائے چناب کے مغربی کنارے پر واقع ہے جہاں شرقاً غرباً پھیلی ہوئی پہاڑیوں کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے۔ کچھ پہاڑیاں آبادی کے درمیان واقع ہیں اور باقی ربوہ کے شمال میں ایک قدرتی فصیل بناتی ہوئی دریا کے اُس پار چنیوٹ کی طرف چلی جاتی ہیں۔ دریا دو تنگ دروں سے گزرتا ہے۔ ان دروں پر دو نہایت مضبوط دوہرے پُل بنے ہوئے ہیں۔ نیچے سے ریل گزرتی ہے اور اوپر سے چھکڑے اور لاریاں۔ یہ دونوں پل ایک احمدی انجینئر خان بہادر نعمت اللہ خاں صاحب مرحوم[1] کی زیرِ نگرانی ۱۹۳۰ء میں مکمل ہوئے۔

ربوہ سے ۲ میل شمال مغرب کی طرف سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ احمد نگر ہے۔ یہ قصبہ آج سے سینکڑوں سال قبل اس علاقہ کے ایک سردار احمد خان نے آباد کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں اس قصبہ کی حیثیت ایک گونہ صوبائی دار الحکومت کی تھی۔

دریائے چناب پرانے وقتوں میں یہاں کے نزدیک بہتا تھا جو کسی

---

[1] حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خان بہادر صاحب کے متعلق ان کا جنازہ پڑھاتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی دیر سے جماعت میں شامل ہوئے اور بہتوں سے آگے نکل گئے۔ اور حضور کے ارشاد کے تحت خان بہادر صاحب کو ان کے غیر معمولی اخلاص اور خدمتِ دین کی وجہ سے بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ نعمت اللہ صاحب برج انسپکٹر

نامعلوم وجہ سے اپنی گذرگاہ تبدیل کر کے پہاڑیوں کے درمیان بہنے لگ گیا۔

سرزمینِ ربوہ کے ملحقہ کھنڈرات سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمود غزنوی کے حملوں سے بہت پہلے یہاں کوئی شہر آباد تھا جس پر کسی زمانہ میں مغرب کی طرف سے پانی چڑھ آیا، اور دریا کے دوسرے دھارے نے پہاڑیوں کے مشرق کی جانب سے ہو کر اس شہر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ لوگ سراسیمگی کے عالم میں اس جزیرہ سے نکل گئے اور شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔

اس امر کا سراغ لگانا قریب قریب ناممکن ہے کہ کس راجہ کے عہد میں یہاں کوئی فوجی چھاؤنی قائم تھی یا کون لوگ آباد تھے یا کس زمانہ میں یہ شہر برباد ہؤا۔ البتہ اس آبادی کا تعلق چنیوٹ کے ساتھ ضرور معلوم ہوتا ہے جو لاہور ملتان اور بھیرہ کی طرح بہت ہی پرانا شہر ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس شہر کی قدامت کا جو عوام میں انہیری کے نام سے مشہور ہے، کسی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے۔

جب مغرب کی طرف سے دریائے چناب نے اپنی گذرگاہ تبدیل کر کے پہاڑیوں کے درمیان بہنا شروع کر دیا تو اس کے بعد بھی شہر انہیری بدستور ویران رہا اور اس جگہ کوئی آبادی نہ ہو سکی۔ لیکن تاریخی لحاظ سے اس مقام کو ایک اور خصوصیت حاصل ہو گئی۔ یعنی یہ جگہ مشرق و مغرب کی طرف سے آنے جانے والے قافلوں کے لئے آسان ترین گذرگاہ بن گئی۔ پہاڑیوں کی وجہ سے سیلاب کے دنوں میں بھی یہاں کشتی رانی کا سلسلہ جاری رہ سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دریا کے کسی دوسرے حصہ میں اتنا محفوظ اور آرام دہ پتن نہیں پایا جاتا، اس لئے چنیوٹ والے پتن کو لوگ شاہی پتن کہتے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۲۷ء تک

جاری رہا۔

نظری خاکہ
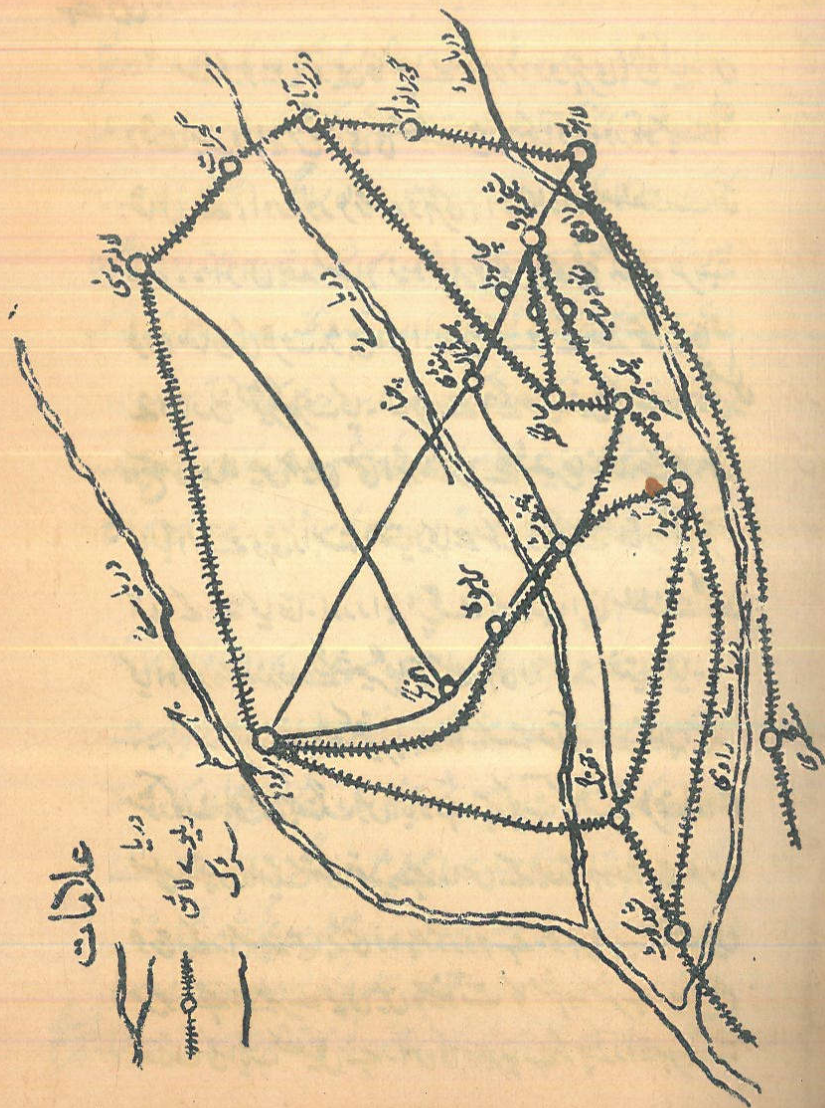
ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ایم۔اے۔پی ایچ ڈی، رائل پاکستان نیوی اپنے کتابچہ موسومہ بہ "محمد بن قاسم پاکستان میں" کے ایک مقام پر لکھتے ہیں:-

"۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے الور (نزد روہڑی) فتح کیا۔ اس وقت ہندو راجہ چچ نامی کی مملکت میں مکران اور بلوچستان شامل تھے، اور الور (نزد روہڑی) اس کا دارالسلطنت تھا ..... ازاں بعد سکہ (نزد شجاع پور) کو فتح کر کے عرب فوج ملتان کی طرف بڑھی اور اسے فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے اپنا رخ کشمیر کی طرف کیا۔ ملتان سے آگے عرب فوج کی فتوحات کی تفصیل چچ نامہ میں نہیں ملتی، مگر ملتان سے کشمیر جانا ثابت ہے اس لئے غالباً اس نے وہی راستہ اختیار کیا جو سکندر اعظم نے ملتان کی طرف آنے کے لئے کیا تھا۔ اور راجہ چچ نے بھی جب اپنی سلطنت کا دورہ کیا اور وہ سندھ سے کشمیر گیا تو اسنے یہی راستہ اختیار کیا۔

..... عرب فوج کا کشمیر جانے کا راستہ ملتان سے تلمبہ، پھر شورکوٹ جو ضلع جھنگ میں آباد ہے، پھر کوٹ کمالیہ کی طرف تھا جو ضلع لائلپور کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ اس کے بعد مشہور جگہ جو عرب فوج کے راستہ میں پڑی وہ چندرود ہے جو ہر عرب نقشہ میں موجود ہے جو میرے خیال میں چنیوٹ کا مشہور شہر ہے۔ یہ ضلع جھنگ کی ایک تحصیل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چندرود ہر عرب نقشہ

میں دریائے سندھ رود کے دائیں کنارے پر درج ہے اور سندھ رود دریائے چناب کا دوسرا نام ہے۔

چندرود یا چنیوٹ دریائے چناب کے کنارے ایک بہت قدیم شہر ہے۔ جس وقت عرب فوج نے اس شہر پر حملہ کیا تو ایک ہندو راجہ یہاں حکمران تھا۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سکندر اعظم نے سانگلہ پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا۔ ۶۳۰ء میں ہیون سانگ (چینی سیاح) سانگلہ پہنچا تو شہر بالکل تباہ ہو چکا تھا۔ اور اس شہر کی شہرت چندرود نے چھین لی تھی جسے آجکل چنیوٹ کہتے ہیں۔ اور یہ جگہ سانگلہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔ عرب فوج کے تقریباً سو سپاہی چنیوٹ کو فتح کرنے میں کام آئے۔ اُن شہیدوں کا قبرستان ابتک چنیوٹ کے باہر موجود ہے۔" (یہ ربوہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے۔ خادم)۔

چندرود یا چنیوٹ ریاست عسیفان کا دارالخلافہ تھا جس کے متعلق بلاذری نے اپنی کتاب فتوح البلدان میں نہایت دلچسپ کہانی لکھی ہے۔ اس شہر چنیوٹ سے کشمیر جانے کا راستہ بالکل سیدھا تھا جو پنج مہات یا جہلم میں سے گزرتا تھا۔ اس لئے عرب جرنیل محمد بن قاسم چنیوٹ سے جہلم اور پھر کشمیر گیا۔"

(محمد بن قاسم پاکستان میں صفحہ ۲۰ تا ۲۲)

غرض یہ حالات تھے جن کی بناء پر چنیوٹ کا مقام شاہی پتن بن گیا۔ ہر قسم کے

مسافر اور قافلے بالعموم اسی پتن پر سے گزرا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مغرب کی طرف سے حملہ آور ہونے والی فوجیں بھی یہیں سے دریا کو عبور کرتی تھیں۔ دریا کے مغربی کنارے پر جو پہاڑیوں کے دامن میں شہیدوں کا گورستان موجود ہے اس کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں محمود غزنوی کے سپاہیوں کی بھی قبریں ہیں جو اس مقام پر کنارے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو یقیناً سلطان محمود غزنوی کی فوج نے اس گذرگاہ سے دریا کو عبور کرنے کی کوشش کی ہوگی اور ہندو افواج سے جنگ کے نتیجہ میں سلطان محمود کو فتح حاصل ہوئی ہوگی ورنہ شکست کی صورت میں یہاں شہید دفن نہیں کئے جا سکتے تھے۔

اِن تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سرزمین کے ساتھ دینِ حق کا کوئی روحانی تعلق ضرور ہے۔ کیونکہ اسلام کا بہادر جرنیل محمدؐ بن قاسم اس علاقہ میں آیا، پھر غازی سلطان محمود نے اسی مقام پر صولتِ اسلام کا پرچم لہرایا۔ ان دونوں مجاہدوں کے بہت سے رفقائے عمل شہید ہو کر یہاں دفن ہوئے۔

اب پھر محمود نامی ایک روحانی جرنیل نے یہاں پہنچ کر کفر و ظلمت کے مقابلہ میں اسلام کی روحانی فوجوں کو صف آراء کر دیا ہے، اور اس کے رفقائے عمل کی قبریں بھی شہدائے قدیم کے مرقدوں سے بالکل قریب غربی جانب بن رہی ہیں۔ اذانیں گونج رہی ہیں، نمازیں پڑھی جا رہی ہیں۔ تاریخ بصیرت افروز طریقہ سے اپنے آپکو دہرا رہی ہے۔ اور یہ نظارہ اربابِ نظر کے لئے موجب حیرت بن رہا ہے۔ (ماخوذ)

سنگِ بُنیاد ادارہ جات

۲۹ مئی ۱۹۵۰ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۶ بجے صبح کے قریب اپنی کوٹھی کی بنیاد رکھی، اور تین اینٹیں اپنے دستِ مبارک سے لگائیں۔ اس موقعہ پر ربوہ کے اکثر دوست موجود تھے۔ بنیادی اینٹیں رکھنے کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا فرمائی۔

۳۱ مئی ۱۹۵۰ء ۱۔ سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔ حضور نے اس موقع پر تین اینٹیں اپنے دستِ مبارک سے لگائیں۔ ان میں سے ایک اینٹ مسجد مبارک کی انہی اینٹوں میں سے تھی جو مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمدؐ صاحب قادیان سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔ حضور جب بنیادی اینٹیں رکھ چکے تو اس کے بعد حضور کے ارشاد پر ایک اینٹ حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحبؓ نے صحابہ کرام کی نمائندگی میں رکھی۔ ایک اینٹ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے بحیثیت قائم مقام ناظر اعلیٰ رکھی۔ ایک اینٹ مکرم سید محمود اللہ شاہ صاحب نے بحیثیت ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول رکھی۔ ایک اینٹ مسٹر عبدالشکور کُنزے جرمن نومسلم نے رکھی۔ ایک اینٹ مسٹر رشید احمدؐ صاحب امریکن نومسلم نے رکھی۔ ایک اینٹ سید عبدالحمید صاحب آفندی مصری نے رکھی۔ ایک اینٹ سید ابراہیم عباس سوڈانی نے رکھی۔ ایک اینٹ مکرم محمدؐ افضل خاں صاحب ترکستانی نے رکھی۔ ایک اینٹ مکرم شیر محمدؐ صاحب

دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

دفاتر تحریک جدید ربوہ

آف نیروبی نے رکھی - ایک اینٹ مکرم مولوی محمدؐ صدیق صاحب مبلغ ویسٹ افریقہ نے رکھی - ان تمام دوستوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اپنے اپنے علاقہ کی جماعت ہائے احمدیہ کی نمائندگی میں یہ اینٹیں رکھیں اور پھر حضور نے مجمع سمیت دعا کرائی -

ب - تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد رکھنے کے بعد حضور نے قصرِ خلافت کی بنیاد رکھی - یہاں بھی حضور نے اپنے دستِ مبارک سے تین اینٹیں رکھیں جن میں سے ایک مسجد مبارک قادیان کی اینٹ تھی جو مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ساتھ لائے تھے اس کے بعد مذکورہ بالا دوستوں نے ایک ایک اینٹ رکھی - پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجمع سمیت دعا فرمائی -

ج - یہاں سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے دفاتر تحریک جدید کی بنیاد رکھی اور اپنے دستِ مبارک سے تین اینٹیں لگائیں - جن میں سے ایک اینٹ مسجد مبارک قادیان کی تھی - اس کے بعد مذکورہ بالا دوستوں نے ایک ایک اینٹ رکھی - علاوہ ازیں محترم مولوی غلام نبی صاحب مصری نے بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور بزرگ انسان ہیں اس موقع پر ایک اینٹ رکھی - پھر حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی -

د - اس کے بعد حضور نے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی اور تین اینٹیں اپنے دستِ مبارک سے لگائیں جن میں سے ایک اینٹ مسجد مبارک قادیان کی تھی - پھر مذکورہ بالا دوستوں نے ایک ایک اینٹ رکھی - علاوہ ازیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر مولوی رحمت اللہ خان صاحب افغان ابن خان میر خان صاحب نے بھی ایک اینٹ افغانستان کے احمدیوں کی طرف سے رکھی - پھر حضور نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی -
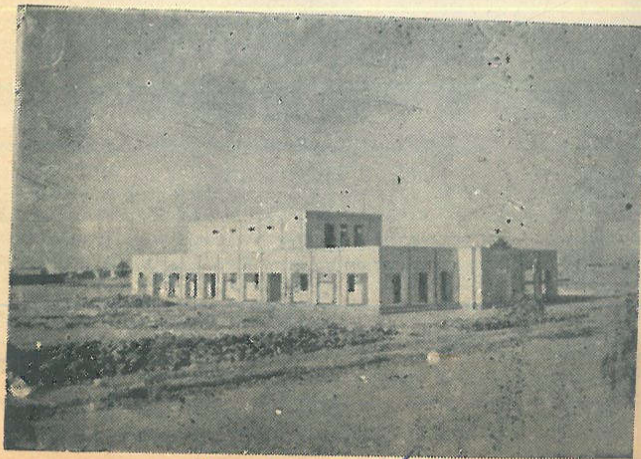
۵۔ آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی اور تین اینٹیں اپنے ہاتھ سے لگائیں۔ اس کے بعد حضور کے ارشاد کے مطابق مذکورہ بالا تمام دوستوں نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ نیز ایک دوست مکرم محمد حسین صاحب ریٹی نے بھی ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضور نے مجمع سمیت دعا فرمائی۔ (الفضل ۱۷ر جولائی ۱۹۵۰ء)

دفتر صدر انجمن احمدیہ میں توسیع

۲ر اگست ۱۹۶۱ء بروز چہار شنبہ صبح ۸½ بجے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے ایک نئے ونگ کے سنگِ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی۔ اس تقریب میں محترم صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ، صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ، حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی، حضرت مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم، محترم حافظ عبد السلام صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید، محترم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اور محترم میاں عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال نے بنیادی اینٹیں رکھیں۔ بعد ازاں محترم قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی نے دعا کرائی۔ (الفضل ۴ر اگست ۱۹۶۱ء)

شیخ محمد دین صاحب مختار عام

جنھوں نے پارٹیشن کے بعد سلسلہ کی کئی قابل قدر خدمات سرانجام دیں

محلہ جات اور دیگر کوائف

محلہ جات

پرانا نام	مستقل نام	جائے وقوع
ا	دار الیمن	چنیوٹ سے آتے ہوئے پختہ سڑک کی دائیں طرف۔
ب	باب الابواب	چنیوٹ سے آتے ہوئے پختہ سڑک اور ریلوے لائن کے درمیان محلہ دار الیمن کے برابر۔
ج	دار النصر	محلہ دار الیمن اور باب الابواب کے برابر ریلوے لائن کے جنوب مغرب میں۔
د	دار البرکات	جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بالمقابل جانب جنوب۔
ط	دار الفضل	پکی سڑک اور پہاڑیوں کے درمیان حضور ایدہ اللہ کی کوٹھیوں کے بالمقابل۔
س	دار الرحمت	ریلوے سٹیشن کے جنوب مغرب میں مومنیع کھچیاں کے برابر۔ اب اس محلہ کے چار حصے ہیں ۱۔ شرقی، ۲۔ وسطی، ۳۔ غربی، ۴۔ فیکٹری ایریا۔
ص	دار الصدر	حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کوٹھیوں کے قریب پختہ سڑک اور ریلوے لائن کے درمیان۔ اب اس محلہ کے چار حصے ہیں، ۱۔ شرقی، ۲۔ جنوبی،

۳- غربی ا، ۴- غربی ب۔

قطعات کی الاٹمنٹ کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس کا کام یہ تھا کہ :-

کارکنان کی عارضی رہائش اور دفاتر کے لئے کچے کوارٹرز اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید تیار کروائے۔ اس عارضی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا جن کو بلاک ا، ب اور ج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پروگرام یہ تھا کہ ہر حلقہ کی علیحدہ علیحدہ مسجد ہو۔ یہ عمارات سب کی سب کچی اینٹوں سے بنائی جائیں جنہیں مستقل عمارات کی تعمیر پر گرا دیا جائیگا۔ چنانچہ آجکل وہ سب کچی عمارتیں گرائی جا چکی ہیں۔

محلہ جات کی تنظیم

قواعد صدر انجمن احمدیہ کے مطابق افراد جماعت کی روحانی و اخلاقی تربیت کے واسطے تین سال کے لئے ہر محلہ میں مقامی عہدیداران کا انتخاب ہوتا ہے اور حسب ذیل عہدیداران چنے جاتے ہیں :-

صدر۔ سیکرٹری مال۔ سیکرٹری امور عامہ۔ سیکرٹری تعلیم سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ امام الصلوٰۃ اور دوسرے سیکرٹری صاحبان حسب ضرورت۔

سب صدر صاحبان مل کر ایک صدر صاحب کو صدر صاحب عمومی اور ایک کو جنرل سیکرٹری منتخب کرتے ہیں۔ انکی آخری منظوری مکرم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ دیتے ہیں۔ ۱۹۵۶ء سے چوہدری محمد صدیق صاحب ایم۔ اے بی۔ اے۔ ڈی ایل ایس سی۔ صدر عمومی ہیں۔

ربوہ کی سڑکیں

۱۔ شارع مبارک۔ بسوں کے اڈہ سے مسجد مبارک کے سامنے ریلوے سٹیشن تک یہ ڈبل سڑک جاتی ہے۔ دونوں سڑکوں کے درمیان گراسی پلاٹ ہے۔ دراصل اس سڑک کی چوڑائی ۱۸۰ فٹ ہے، اور یہ ۶۰ فٹ گراسی پلاٹ بھی سڑک ہی کا حصہ ہے۔

۲۔ شارع محطہ (ربوہ سٹیشن) ریلوے سٹیشن کے ساتھ ساتھ دارالصدر کی جنوبی حد کے ساتھ گزرتی ہے۔ اس کی چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔

۴۔ شارع روضہ (بہشتی مقبرہ) بہشتی مقبرہ سے شروع ہو کر فضل عمر ہسپتال کے ساتھ ریلوے لائن کو کراس کرتی ہوئی عیدگاہ، جلسہ گاہ، جامعہ مسجد تک جاتی ہے۔ اس کی چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔

۵۔ شارع تجارت۔ شارع روضہ سے شروع ہو کر شرقاً غرباً غلہ منڈی کے قریب سے گزرتی ہے۔ محلہ دارالرحمت شرقی کی شمالی حد کے ساتھ ساتھ ہوتی ہوئی فیکٹری ایریا میں ربوہ کی جنوب مغربی آخری حد پر شارع بعید سے جا ملتی ہے۔ اس کی چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔

۶۔ شارع بعید۔ شارع روضہ کی جنوبی حد پر جلسہ گاہ کے نزدیک گول چوک سے جانب غرب محلہ دارالرحمت کی جنوبی حد کے ساتھ ساتھ شارع تجارت کے جنوب غربی کونے سے جا ملتی ہے۔ یہ سڑک بھی ۶۰ فٹ چوڑی ہے۔

۷۔ شارع جامعہ۔ شارع روضہ کے جلسہ گاہ کے نزدیک گول چوک جانب شرق جامعہ احمدیہ، تعلیم الاسلام ہائی سکول، تعلیم الاسلام کالج اور فضل عمر ریسرچ کی جنوبی طرف سے گزرتی ہوئی محلہ دارالنصر کے بیچوں بیچ جا کر دریائے چناب کے قریب

شارع مُبداء کے آخری جنوبی گول چوک پر جا ملتی ہے۔ یہ سڑک ۵۰ فٹ چوڑی ہے۔

۸۔ شارع مصلیٰ (عید گاہ) یہ سڑک شارع روضہ کے آخری جنوبی چوک متصل جلسہ گاہ سے جانب شرق محلہ دار البرکات اور محلہ دار النصر کی آخری جنوبی حد سے گزرتی ہوئی دریائے چناب کے غربی کنارے تک جاتی ہے۔ یہ ۶۰ فٹ چوڑی ہے۔

۹۔ شارع مُبداء (ابتداء) شارع جامعہ کے شرقی آخری گول چوک سے شروع ہو کر ریلوے لائن اور پختہ سڑک کو کراس کرتے ہوئے محلہ دار الیمن کی شرقی درمیانی حد تک پہنچتی ہے۔ پختہ سڑک تک ۶۰ فٹ چوڑی اور اس سے شمال کو ۵۰ فٹ چوڑی ہے۔

۱۰۔ شارع یُمن (برکت) محلہ دار الیمن کی شرقی درمیانی حد شارع مبداء کے اتصال سے شروع ہو کر محلہ کے بیچوں بیچ گزرتی ہوئی درّہ پہاڑی کے قریب پختہ سڑک سے مل جاتی ہے۔ اس کی چوڑائی ۵۰ فٹ ہے۔

۱۱۔ شارع صحت۔ ربوہ کی شمالی چونگی سے ایک فرلانگ ورے پکی سڑک سے جانب غرب محلہ دار الصدر کے بیچوں بیچ گزرتی ہوئی ریلوے لائن کو کراس کر کے شارع بعید سے فیکٹری ایریا کی چونگی کے قریب جاتی ہے۔ اس کی چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔

۱۲۔ شارع معبر (گزرگاہ) ریلوے سٹیشن کے جنوب مشرقی کونہ شارع تجارت سے ہو کر محلہ دار الرحمت کے گراسی پلاٹ کی جنوبی طرف سے گزرتی ہوئی شارع بعید سے مل جاتی ہے۔ اسکی چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔

۱۳۔ شارع رحمت۔ شارع روضہ، شارع جامعہ، شارع مصلیٰ، شارع بعید کے گول چوک سے ۵۰ فٹ چوڑائی میں شروع ہوتی ہے۔ محلہ دار الرحمت کے گراسی پلاٹ کی جانب غرب شمالی اور جنوبی دونوں اطراف سے ۳۰-۳۰ فٹ دو حصوں میں ہو کر گزرتی ہے۔ اس کے بعد فیکٹری ایریا میں شارع تجارت سے جا ملتی ہے۔ وہاں اس کی چوڑائی ۵۰ فٹ ہے۔

۱۴۔ شارع صدر۔ یہ سڑک گولبازار سے شروع ہو کر محلہ دار الصدر کے بیچوں بیچ ... تک چلی جاتی ہے۔ اسکی چوڑائی ... فٹ ہے ... دکانوں کے دائرے اسی سڑک پر ہیں ... اسکے علاوہ ربوہ کی تمام سڑکیں چالیس فٹ اور گلیاں ۲۰ فٹ چوڑی ہیں۔

ریلوے اسٹیشن

مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کی شام کو ربوہ کا عارضی ریلوے اسٹیشن مکمل ہو چکا تھا، اور پلیٹ فارم، بکنگ آفس اور سٹیشن کا تمام سٹاف یہاں پہنچ چکا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد صدر صاحب ربوہ کمیٹی کی طرف سے تمام سٹاف کے اعزاز میں چاء کی دعوت دی گئی۔ جس میں سٹیشن ماسٹر چوہدری محمد صدیق صاحب آف نارووال کا تعارف تمام افسران صیغہ جات سے کرایا گیا۔ انکے بعد ملک احمد رحمت اللہ صاحب۔ وضع کھوکھر تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ سٹیشن ماسٹر متعین ہوئے۔

یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے ہمارے نئے مرکز ربوہ کے لئے گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن چنیوٹ سے ۶ میل اور لالیاں سے ۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چناب ایکسپریس بھی یہاں ٹھہرتی ہے۔ محکمہ ریلوے نے سٹیشن کی پختہ عمارت اور سٹاف کے کوارٹرز مکمل

یادگاری مسجد

کر رہے ہیں۔ پلیٹ فارم بھی بن چکا ہے۔ اب ریلوے کی نئی پٹڑی مکمل ہونے پر ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء سے گاڑیاں پلیٹ فارم کھڑی ہوتی ہیں۔ اور اب پختہ ریلوے سٹیشن ہی زیر استعمال ہے۔ دو سال سے سٹیشن ماسٹر مکرم سید محمد منظور احمد شاہ ابن ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب ریٹائرڈ ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ اس سے قبل بھی آپ پانچ سال یہاں سٹیشن ماسٹر رہ چکے ہیں۔

بس اسٹینڈ

بس سٹینڈ لائلپور سے جانب شمال ۲۸ میل اور سرگودہا سے جانب جنوب ۲۸ میل پر واقع ہے۔ طارق بس کا یہاں مستقل اڈہ ہے۔ اس کے علاوہ کراؤن بس، یونائیٹڈ بس سروس، گورنمنٹ ٹرانسپورٹ، نصرت۔ ہمالیہ، چناب اور چنیوٹ بس سروسز کی تمام گاڑیاں یہاں ٹھہرتی ہیں۔

مساجد

مسجد مبارک (عارضی) جب کچے مکانات تیار ہوئے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ستمبر ۱۹۴۹ء میں مستقل طور پر ربوہ تشریف لائے تو ایک کچی مسجد تیار کی گئی جس میں حضور نمازیں پڑھایا کرتے تھے اور نماز جمعہ بھی وہیں ادا کی جاتی تھی۔ نئی مسجد مبارک تیار ہونے پر وہ مسجد محلہ والوں کے استعمال میں رہی۔ اسے بھی مسجد مبارک کہا جاتا تھا۔

مسجد مبارک

۱۔ محلہ دار الصدر

أ۔ مسجد مُبارک۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جب ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۹ء کو مستقل طور پر ربوہ تشریف لائے تو اس کے بعد سب سے پہلے ۳ر اکتوبر ۱۹۴۹ء کو حضور نے مسجد مبارک کی بنیاد ابراہیمی اور اسمٰعیلی دعاؤں کے ساتھ رکھی تاکہ اس غیر ذی زرع وادی سے اَللہُ اکبر کی پُرشکوہ آوازیں بلند ہوں۔ تفصیل سے اس تقریب کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

گو اصل جامع مسجد کے لئے ایک اور جگہ مقرر ہے مگر عملاً اس وقت یہی جامع مسجد ہے جہاں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اذان اور خطبہ کے لئے لاؤڈ سپیکر استعمال کیا جاتا ہے جس کے انچارج مکرم قاضی عزیز احمد صاحب ابن محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری ہیں۔ مستورات کے لئے باپردہ الگ جگہ مخصوص ہے۔

اس مسجد کے فرش کا خرچ مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف کراچی نے برداشت فرمایا۔ جَزَاہُ اللہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔

ب۔ مسجد محمود۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں مسجد کی دیوار پر "محمود" نام لکھا ہوا دیکھا تھا۔ اس لئے اس کا نام "مسجدِ محمود" رکھا گیا۔ مکرم جناب ملک صاحب خان صاحب نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر نے اپنے ایک خواب کی بنا پر اس مسجد کی تعمیر کے لئے ۱۰ ہزار روپیہ دیا۔ جَزَاہُ اللہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء
یہ مسجد دفاتر تحریک جدید کے مغرب میں واقع ہے اور مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کی نگرانی میں تعمیر ہوئی ہے۔
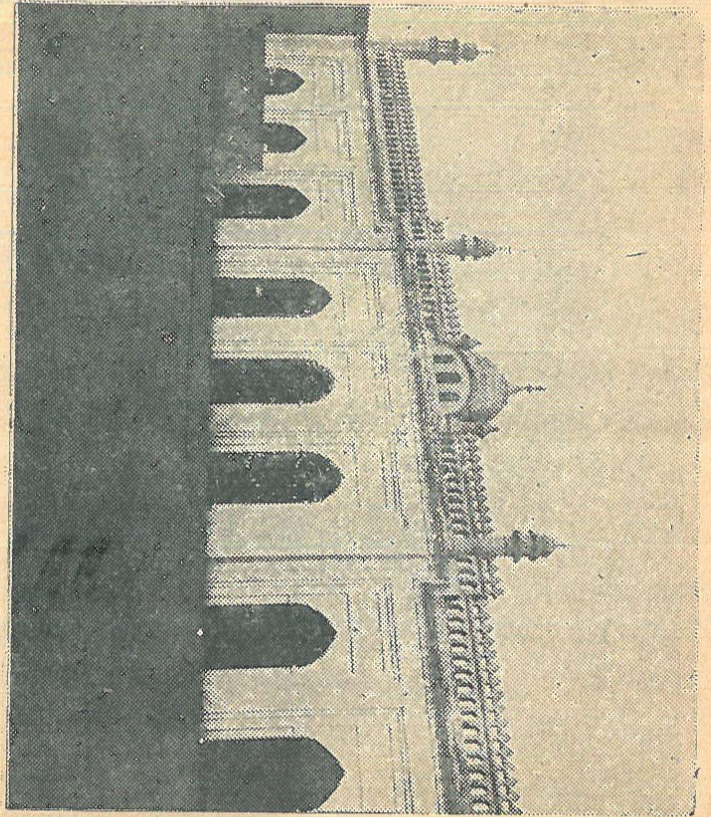
ج ۔ یادگاری مسجد ۔ یہ مسجد فضل عمر ہسپتال میں واقع ہے ۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ نئے مرکز کے افتتاح کے موقعہ پر پہلی نماز ادا فرمائی ۔ بعد میں مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کی زیر نگرانی اس جگہ یہ مسجد تیار ہوئی ۔

د ۔ مسجد گول بازار ۔ گول بازار کے گرین پلاٹ کے وسط میں واقع ہے ۔

ھ ، و ۔ محلہ دار الصدر غربی میں ایک مسجد شارع صدر پر نشیب زمین پر اور دوسری مسجد شارع صدر کے مشرقی جانب واقع ہے ۔

۲ ۔ محلہ دار الرحمت

ا ۔ غلہ منڈی کے قریب بڑی مسجد ہے جو اس وقت کے اعتبار سے مسجد مبارک کے بعد دوسرے نمبر پر ہے ۔ اس کے اخراجات کے لئے مکرم چوہدری برکت علی خان صاحب وکیل المال تحریک جدید نے اپنی شاندار کوششوں کے نتیجہ میں کثیر رقم جمع فرمائی ۔ جزاہُ اللہُ اَحسَنَ الجزاء ۔

ب ۔ محلہ کے گراسی پلاٹ میں دکانوں کے سامنے ایک مسجد ہے ۔

ج ۔ بلاک نمبر ۲۱ ، ۲۲ کی درمیانی پہاڑی کے نزدیک مسجد ہے جو مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب کی نگرانی میں تیار ہوئی ہے ۔ اور جس کا سنگِ بنیاد حضرت محترم مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے رکھا ہے ۔

۳ ۔ محلہ فیکٹری ایریا

یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کے ایک کمرہ کا خرچ مکرم سیٹھ اللہ جوایا صاحب آف آگرہ حال ملتان نے برداشت فرمایا ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔ اس مسجد کی تعمیر مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب اوورسیر اور مکرم غلام باری صاحب سیف فاضل کی کوششوں کا نتیجہ ہے ۔

اس کی توسیع مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب صدر محلہ کے زیر نگرانی مکمل ہوئی ہے ۔

۴ ۔ محلہ دار البرکات

مسجد نور ۔ یہ مسجد تعلیم الاسلام ہائی سکول کے رقبہ میں ہے جس کا بنیادی کام صوفی محمد ابراہیم صاحب اور چوہدری عبد الرحمٰن صاحب نے کیا ۔ موجودہ ہیڈ ماسٹر صاحب کی شبانہ روز کوششوں سے یہ وسیع مسجد مکمل ہو چکی ہے ۔ محلہ کی ایک مسجد جو ماسٹر ضیاء الدین صاحب کی زیر نگرانی تیار ہوئی ۔

۵ ۔ محلہ دار النصر

ا ۔ فضل عمر ریسرچ کی متصل پہاڑی کے قریب یہ مسجد ہے ۔ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری [illegible]

ب ۔ محلہ کے درمیان بلاک نمبر ۱۲ میں یہ مسجد واقع ہے جو مکرم بابو محمد بخش صاحب کی مساعی کا نتیجہ ہے ۔

۶ ۔ محلہ دار الیمن

ا ۔ ایک مسجد بلاک نمبر ۵ میں واقع ہے ۔

ب ۔ دوسری مسجد بلاک نمبر ۱ میں واقع ہے ۔

ج ۔ اس محلہ کی تیسری مسجد دکاناتِ محلہ اور کوارٹرز درویشان کے درمیان واقع ہے۔

۷۔ مسجد اقصیٰ

اصل جامع مسجد کی جگہ ربوہ کی غربی حد پر جہاں شارع روضہ ختم ہوتی ہے پہاڑی کے ساتھ جلسہ گاہ کے قریب مخصوص ہے ۔

کوارٹرز

کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید، صدر انجمن اور تحریک جدید کے جملہ کارکنان کے کوارٹرز صرفِ کثیر سے ہر دو ادارہ جات کے دفاتر کے متصل بنائے گئے ہیں۔ کوارٹرز برائے ناظران / وکلاء و افسران صیغہ جات ایک طرف اور دیگر کارکنان کے دوسری طرف ہیں۔ ان سب میں بجلی اور پانی کا انتظام ہے۔

معزز مہمانوں کے لئے تحریک جدید نے ایک شاندار گیسٹ ہاؤس اپنے کوارٹرز کے ساتھ بنوایا ہے ۔

کوارٹرز محلہ دارالیمن ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۸ کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمایا کہ میں نے ایک خواب کی بناء پر احباب میں غرباء کے مکانات کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ اب محلہ دارالیمن میں ۳۲ کوارٹرز اس وقت تک مکمل ہو چکے ہیں۔

ہر ایک کوارٹر ۱۰ مرلہ میں دو سکونتی کمروں، ایک باورچی خانہ، ایک غسل خانے اور لیٹرین پر مشتمل ہے ۔ ان کا انتظام حضور کی زیر نگرانی ناظر صاحب امور عامہ کے

سپرد رہا ہے۔ آجکل مکرم سید داؤد احمد صاحب بی۔ ایس سی پرنسپل جامعہ احمدیہ ان کے نگران ہیں ۔

کوارٹرز درویشان ۔ چونکہ کئی درویشوں کے رشتہ دار مکانوں کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھے۔ اور اس طرح بعض قومی بچے تعلیم و تربیت سے بھی محروم ہو رہے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے یہ تجویز کی گئی کہ ربوہ میں مستحق درویشوں کے رشتہ داروں کے لئے ۱۵ عارضی کوارٹرز تعمیر کرائے جائیں۔ چنانچہ محلہ دارالیمن (محلہ الف) میں ۱۵ کوارٹرز کی جگہ ریزرو کر لی گئی، جو محلہ مذکور کے درمیان واقع ہے۔ اب یہ کوارٹرز خدا تعالیٰ کے فضل سے امدادِ درویشان کے فنڈ سے مکمل ہو چکے ہیں اور ان میں درویشوں کے عزیز رہائش رکھتے ہیں۔ پانی بھی یہاں حسنِ اتفاق سے میٹھا نکل آیا ہے ۔

ان کوارٹرز کا انتظام مکرم حضرت قمر الانبیاء میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ایم۔ اے ناظر خدمت درویشان کے سپرد ہے ۔

پانی کی ابتدائی مشکلات

قریشی فضل حق صاحب حصولِ آب کی ابتدائی مشکلات کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ چونکہ ربوہ میں کوئی نلکہ نہیں تھا اور پانی دور دور سے لانا پڑتا تھا اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ ربوہ میں چنیوٹ والوں سے ایک نلکہ لگوایا جائے۔ لیکن جب ہم چنیوٹ کے نلکہ سازوں کے پاس گئے تو اُن لوگوں نے مایوسی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے اس جگہ کافی کوشش کی ہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ چونکہ خاکسار کو نلکوں کا تجربہ تھا لہٰذا یہ کام میرے سپرد کیا گیا اور میں نے مزدور لیکر کام شروع کر دیا جس جگہ بورنگ کیا گیا وہاں ۷۰ فٹ تک پانی نہ نکلا قریباً ایک ماہ کی کوشش کے بعد جب ہم نے دوسری جگہ بورنگ شروع کیا تو ۳۵ فٹ پر جاکر ہمارا پائپ پھنس گیا۔ کافی کوشش کی۔ لیکن پائپ نہ نکلا۔ آخر گڑھا کھدوایا گیا۔ اسی دوران میں حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز تھوڑی دیر کے لئے لاہور سے ربوہ تشریف لائے جونہی حضور کا قدم مبارک ربوہ کی سرزمین پر پڑا ہمارا پھنسا ہُوا پائپ نکل آیا اور پھر بورنگ شروع ہو گیا اور چند گھنٹوں میں پائپ پانی تک پہنچ گیا حضور ایدہ اللہ نماز ظہر پڑھا کر مجلس عرفان فرما رہے تھے کہ ہمارا نلکہ لگ گیا۔ میں دضو کر کے خیمہ کے اندر داخل ہُوا تو لوگوں نے کہا کہ مستری

فضل حق آ گئے ہیں حضور نے پوچھا پانی کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا حضور پانی نکل آیا ہے اس پر حاضرین نے بلند آواز سے الحمد للہ کہا اس کے بعد حضور مزید تفصیلات پوچھتے رہے میں نے عرض کیا کہ حضور کی آمد میرے لئے زندہ معجزہ ہے۔ کیونکہ ہم ایک ماہ سے لگاتار کوشش کر رہے تھے اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی لیکن حضور کی تشریف آوری کی برکت سے چند گھنٹوں میں نلکہ مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو فرمایا کہ یہاں سے ۵۰۰ قدم مغرب کی طرف اور ریلوے لائن سے ڈیڑھ سو فٹ پر ایک اور نلکہ لگائیں چنانچہ خاکسار نے حضور کی ہدایت کے مطابق بورنگ شروع کر دیا اور جلد ہی وہاں نلکہ لگ گیا۔ جب حضور ایدہ اللہ دوبارہ ربوہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد کے ماتحت نلکہ لگ گیا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے پانی اچھا نکلا ہے حضور نے پانی پی کر فرمایا کہ یہ مکمل میٹھا نہیں تم اس کے مغرب کی طرف نلکے لگاتے جاؤ چنانچہ مغرب کی طرف پانی میٹھا ہی نکلتا چلا گیا۔

شروع شروع میں جب ہم نلکہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے تو ارد گرد کے دیہاتی ہمیں کہتے کہ یہاں بڑے بڑے سرمایہ داروں نے کوشش کی ہے اور کامیابی نہیں ہوئی تمہیں کیسے کامیابی ہو سکتی ہے؟ لیکن جب حضور کی دعا سے نلکے لگ گئے تو یہی لوگ کہنے لگے کہ انکا پیر بہت طاقتور ہے۔ یہ پانی شہیدوں نے بند کیا ہُوا تھا۔ اِن کے پیر نے کھول دیا ہے۔

آب رسانی

ربوہ کے بے آب وگیاہ میدان میں جو اردگرد کی عام سطح زمین کی نسبت ۲۳ فٹ زیادہ بلند ہے پانی مہیا کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ جتنے بھی نلکے لگائے گئے تھے ان کا پانی بدذائقہ نکلا، اور جب ڈاکٹروں کو دکھلایا گیا تو انہوں نے اسے پینے کے ناقابل قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس پانی میں زہریلے اثرات ہیں اور اس کا استعمال انسانی صحت کے لئے مُضر ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے ربوہ کی بے آب وگیاہ آبادی کو مقامِ ابراہیمؑ کی ایک نئی تجلّی کے لئے چنا وہاں "چشمۂ رواں" کی شکل میں پانی مہیا کر کے ایک عظیم الشان نشان ظاہر فرمایا جسے ہزارہا انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور گواہی دی کہ اس غیر ذی زرع زمین میں واقعی خدا تعالیٰ کا زندہ نشان ظاہر ہوا ہے۔

۲۱ اپریل ۱۹۴۹ء کو ربوہ سے لاہور واپس جاتے وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ جس میں حضور نے دیکھا کہ آپ خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب!
پاؤں کے نیچے سے مرے پانی بہا دیا!

چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے لاہور پہنچنے پر ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو مسجد احمدیہ (بیرون دہلی دروازہ) میں خطبہ دیتے ہوئے اس سفر کا ذکر فرمایا:۔

"پاؤں کے نیچے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اسمٰعیل قرار دیا ہے جس طرح اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے پانی نکلا تھا اسی طرح خدا تعالیٰ یہاں میری دعاؤں کی وجہ سے پانی بہا دے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ جو محنت کرنے اور دعا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے اپنا پورا زور لگا دیا کہ تا ہمیں پانی مل سکے لیکن ہم اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ اب خدا تعالیٰ نے میرے منہ سے یہ کہلوایا ہے کہ پانی صرف تیری دعاؤں کی وجہ سے نکلے گا۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ پانی کب نکلے گا۔ لیکن بہرحال یہ الہامی شعر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہاں (ربوہ میں) پانی کی کثرت ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!" [1]

خاکسار مؤلف کتاب ہذا سے حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی رضؓ نے جو اُن دنوں پانی کے نکلوانے کے کام کی نگرانی فرما رہے تھے، بیان کیا کہ انہوں نے پانی کی قلت کے پیشِ نظر مندرجہ بالا الہام کے متعلق سوچا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی قطعاتِ اراضی کی جگہ کا تعیین کرایا۔ انہی قطعات کے شمال مغربی کونے میں نہایت دردمندانہ دعاؤں سے کنوئیں کی کھدائی شروع کرا دی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں

---

[1] الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۵۰ء

متواتر دعاؤں کے لئے درخواست کرتا رہا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حضور کی دعاؤں سے با افراط پانی نکل آیا۔ اس میں ٹیوب ویل لگوا دیا گیا۔ گویا عین حضورؓ کے قدموں کے نیچے سے پانی نکل آیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ !

گویا الہام کا ایک ایک لفظ نہایت شان سے پورا ہوا۔ آجکل ایک نیا ٹیوب ویل اس تاریخی ٹیوب ویل کے بالمقابل نصرت گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں کام کر رہا ہے اور پرانے ٹیوب ویل پر یہ الہامی الفاظ کندہ کرائے گئے ہیں تاکہ اس آسمانی نشان کی یاد تازہ رہے۔

ٹیوب ویل

بورنگ کے ماہرین کی رائے کے مطابق حسب ذیل جگہوں پر میٹھے پانی کے ذخائر ہیں جن میں آئندہ ٹیوب ویل لگائے جاسکیں گے۔ انشاء اللہ :۔

۱۔ محلہ دارالیمن میں بند کے پاس۔ یہ ذخیرہ دریا کے نزدیک ہے، اور ربوہ کی پوری کالونی کو پانی مہیا کر سکتا ہے۔

۲۔ محلہ دارالصدر غربی میں شارع صدر کے آخری شمالی کراسنگ پر جہاں چوک میں محلہ کی مسجد ہے۔

۳۔ محلہ دارالرحمت کے بڑے گراسی پلاٹ کے سنٹر میں ہے۔

ابتک حسب ذیل جگہوں پر ٹیوب ویل لگائے جاچکے ہیں :۔

۱۔ سب سے پہلا ٹیوب ویل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی قطعات کے جنوب مغربی کونے میں لگوایا گیا جس کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔ یہ ڈیزل آئل

سے چلتا ہے۔

۲۔ مذکورہ ٹیوب ویل کے بالمقابل نصرت گرلز ہائر سیکنڈری سکول کے شمالی کونے میں ہے جو کہ محلہ دارالصدر، گولبازار کی سڑکوں اور فضل عمر ہسپتال کے درختوں اور گراسی پلاٹوں کو سیراب کرتا ہے۔

۳۔ جامعہ نصرت کے صحن میں لگایا گیا ہے جو اس کالج کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

۴۔ تعلیم الاسلام کالج کی جنوبی جانب ہے جو کالج کی ملکیت ہے۔

۵۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی جنوبی جانب شارع جامعہ پر مسجد نور کے عقب میں۔

۶۔ بہشتی مقبرہ کے پاس پختہ سڑک کے کنارے۔

۷۔ دفتر انصار اللہ کے احاطہ میں

۸۔ نصرت گرلز لوئر سیکنڈری سکول کے احاطہ میں لگایا گیا ہے اور

۹۔ پرائمری سکول دارالرحمت وسطی کے احاطہ میں ایک ٹوب ویل ہے۔

بھٹہ جات

ا۔ ربوہ کی تعمیر کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ نے پہلا قدم بھٹے تیار کرنے کا اٹھایا۔ پہلا بھٹہ مکرم شیخ محمد علی صاحب نے محلہ دارالصدر غربی کے مغرب میں ربوہ کی آخری حد پر تیار کیا۔ جو کچھ عرصہ چلتا رہا۔ لیکن کالونی کے پھیلاؤ کے پیش نظر اسے بند کرنا پڑا۔

ب۔ اس کے بعد حسب ذیل تین بھٹے جاری ہوئے جو زیر نگرانی مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب ایڈووکیٹ ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ چلتے رہے۔

۱۔ بھٹہ "A" مکرم ٹھیکہ دار غلام رسول صاحب نے موجودہ فیکٹری ایریا میں

متواتر دعاؤں کے لئے درخواست کرتا رہا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حضور کی دعاؤں سے بافراط پانی نکل آیا۔ اس میں ٹیوب ویل لگوا دیا گیا۔ گویا عین حضور کے قدموں کے نیچے سے پانی نکل آیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

گویا الہام کا ایک ایک لفظ نہایت شان سے پورا ہوا۔ آجکل ایک نیا ٹیوب ویل اس تاریخی ٹیوب ویل کے بالمقابل نصرت گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں کام کر رہا ہے اور پرانے ٹیوب ویل پر یہ الہامی الفاظ کندہ کرائے گئے ہیں تاکہ اس آسمانی نشان کی یاد تازہ رہے۔

ٹیوب ویل

بورنگ کے ماہرین کی رائے کے مطابق حسب ذیل جگہوں پر میٹھے پانی کے ذخائر ہیں جن میں آئندہ ٹیوب ویل لگائے جاسکیں گے۔ انشاء اللہ۔ :-

۱۔ محلہ دار الیمن میں بند کے پاس۔ یہ ذخیرہ دریا کے نزدیک ہے، اور ربوہ کی پوری کالونی کو پانی مہیا کر سکتا ہے۔

۲۔ محلہ دار الصدر غربی میں شارع صدر کے آخری شمالی کراسنگ پر جہاں چوک میں محلہ کی مسجد ہے۔

۳۔ محلہ دار الرحمت کے بڑے گراسی پلاٹ کے سنٹر میں ہے۔

ابتک حسب ذیل جگہوں پر ٹیوب ویل لگائے جاچکے ہیں :-

۱۔ سب سے پہلا ٹیوب ویل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی قطعات کے جنوب مغربی کونے میں لگوایا گیا جس کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔ یہ ڈیزل آئل

سے چلتا ہے۔

۲۔ مذکورہ ٹیوب ویل کے بالمقابل نصرت گرلز ہائر سیکنڈری سکول کے شمالی کونے میں ہے جو کہ محلہ دار الصدر، گولبازار کی سڑکوں اور فضل عمر ہسپتال کے درختوں اور گراسی پلاٹوں کو سیراب کرتا ہے۔

۳۔ جامعہ نصرت کے صحن میں لگایا گیا ہے جو اس کالج کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔

۴۔ تعلیم الاسلام کالج کی جنوبی جانب ہے جو کالج کی ملکیت ہے۔

۵۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی جنوبی جانب شارع جامعہ پر مسجد نور کے عقب میں۔

۶۔ بہشتی مقبرہ کے پاس پختہ سڑک کے کنارے۔

۷۔ دفتر انصار اللہ کے احاطہ میں

۸۔ نصرت گرلز لوئر سیکنڈری سکول کے احاطہ میں لگایا گیا ہے اور

۹۔ پرائمری سکول دار الرحمت وسطی کے احاطہ میں ایک ٹیوب ویل ہے۔

بھٹہ جات

(۱)۔ ربوہ کی تعمیر کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ نے پہلا قدم بھٹے تیار کرنے کا اٹھایا۔ پہلا بھٹہ مکرم شیخ محمد علی صاحب نے محلہ دار الصدر غربی کے مغرب میں ربوہ کی آخری حد پر تیار کیا۔ جو کچھ عرصہ چلتا رہا۔ لیکن کالونی کے پھیلاؤ کے پیش نظر اسے بند کرنا پڑا۔

ب۔ اس کے بعد حسب ذیل تین بھٹے جاری ہوئے جو زیر نگرانی مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب ایڈووکیٹ ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ چلتے رہے۔

۱۔ بھٹہ "A" مکرم ٹھیکیدار غلام رسول صاحب نے موجودہ فیکٹری ایریا میں

یہ بھٹہ چلایا۔

۲۔ بھٹہ 'B'، محلہ دارالنصر کے شمال مشرقی کونے پر مکرم ٹھیکہ دار محمد علی صاحب کی زیر نگرانی یہ بھٹہ چلایا۔

۳۔ بھٹہ 'C' دارالنصر میں مکرم ٹھیکہ دار عبداللطیف صاحب نے یہ بھٹہ چلایا۔

ج۔ عمارات کی کافی حد تک تکمیل ہو جانے کے بعد مندرجہ بالا تینوں بھٹے بند کر دیئے گئے اور آجکل صرف دو بھٹے چل رہے ہیں:-

۱۔ ٹھیکیدار غلام رسول صاحب کا بھٹہ ۲۔ " عبدالغفار صاحب قمر ابن ٹھیکیدار عبداللطیف صاحب کا بھٹہ۔	یہ دونو بھٹے ربوہ کی آبادی سے باہر لمبے عرصہ کے ٹھیکہ پر اراضی حاصل کر کے چلائے جا رہے ہیں۔ اول الذکر فیکٹری ایریا کے جانب جنوب مغرب اور مؤخر الذکر دارالبرکات کے مغرب میں کام کر رہا ہے۔

تعمیر حفاظتی بند

چونکہ ربوہ میں کچھ اراضی سیلاب کے دنوں میں زیر آب آ جاتی تھی، اس کے تدارک کے لئے اکتوبر ۱۹۵۹ء میں ربوہ آبادی کمیٹی کے زیر انتظام صرفِ کثیر سے تین بند تعمیر کئے گئے۔ آیندہ کے لئے ان تین بندوں کی مرمت کا بندوبست متعلقہ محلہ جات کے سپرد ہے۔ سیلاب کے آنے پر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے

ماتحت انکی دیکھ بھال کیجاتی ہے۔

۱۔ فیکٹری ایریا میں ریلوے لائن کے نزدیک سے محلہ کی غربی حد پر دس فٹ چوڑا اور ضرورت کے مطابق ۴-۵ فٹ اونچا بند تعمیر کیا گیا۔

۲۔ محلہ دارالصدر کی غربی حد پر ریلوے لائن سے پختہ سڑک تک بھی اسی طرح بند تعمیر ہوا ہے۔

۳۔ محلہ دارالیمن میں پانی کی پرانی گزرگاہ بند کرنے کے لئے شرقی حد پر دو پہاڑیوں کے درمیان بند تعمیر کیا گیا۔

ڈاک خانہ و تار گھر

سب سے پہلے سب پوسٹ آفس ایک کچی عمارت میں جو کہ صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت تھی، ۱۴ر جنوری ۱۹۴۹ء کو کھولا گیا۔ اور محترم مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے کے چھوٹے بھائی بابو برکت اللہ صاحب سب پوسٹماسٹر نے سمندری سے ربوہ پہنچ کر ڈاکخانہ کا کام شروع کیا۔ بعد ازاں ۲۹ر جنوری ۱۹۵۱ء کو اس کے ساتھ تار گھر بھی کھول دیا گیا۔

آجکل ڈاک خانہ گول بازار کی دو دکانات میں چل رہا ہے۔ ٹاؤن پلینر صاحب نے ربوہ کالونی میں ڈاکخانہ کے لئے ۴ کنال زمین ریزرو کر دی ہے تا کہ پختہ عمارت برائے ڈاکخانہ تیار کرائی جا سکے۔ آجکل مکرم چوہدری حبیب احمد صاحب آف چنیوٹ سب پوسٹماسٹر کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت ۴ کلرک اور ۳ پوسٹمین کام کر رہے ہیں۔

ٹیلیفون ایکسچینج

۱۲ر مئی ۱۹۵۱ء کو ایک ٹیلیفون کنکشن قائم ہوا۔ ربوہ کا یہ پبلک کال آفس ڈاک خانہ میں نصب کیا گیا۔ محترمی شیخ بشیر احمدؐ صاحب ایڈوکیٹ سابق جج ہائی کورٹ لاہور نے ٹیلیفون کرتے ہوئے ربوہ میں ٹیلیفون کھلنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مبارک باد کا پیغام دیا اور دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ قائمقام مرکزِ سلسلہ میں اس سہولت کو جماعت کے لئے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے اور جماعت کے کام میں وسعت اور آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؐ صاحب مدظلہ العالی نے قادیان کے درویشوں کو ربوہ سے ٹیلیفون کے ذریعہ مبارکباد اور دعا کا پیغام دیا۔

اس کے بعد بڑھتی ہوئی آبادی کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ شہر کے اندر بھی ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہو۔ چنانچہ ٹیلیفون ایکسچینج منظور ہونے پر محکمہ نے عمارت کی تعمیر خود کرائی اور ۱۰ر جنوری ۱۹۵۷ء سے ٹیلیفون ایکس چینج نے کام شروع کر دیا۔

فون انسپکٹر عصمت اللہ صاحب انچارج ہیں۔ نصب شدہ ٹیلیفون نمبر ضمیمہ کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ مزید ٹیلیفون بھی نصب کرائے جا رہے ہیں۔

بجلی

۹ر جون ۱۹۵۷ء سے شہر میں اے سی بجلی کا پہلا کنکشن ملا۔ اس کا افتتاح حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمدؐ صاحب مدظلہ العالی نے مسجد مبارک کی بجلی کا سوئچ آن (Switch on) کرنے سے فرمایا۔ محکمہ کی طرف سے سب سٹیشن چنیوٹ ہے جس کے انچارج سب ڈویژنل آفیسر صاحب چنیوٹ ڈویژن ہیں۔

آج کل بجلی کے محکمہ میں یہاں ایک لائن سپرنٹنڈنٹ چار لائن مین گریڈ فرسٹ۔ چار لائن مین گریڈ سیکنڈ اور رتی اور افراد مقرر ہیں۔ محکمہ نے [illegible] دار [illegible] مکانات میں الگ کوٹھی کرایہ پر لے کر اپنا دفتر کھولا ہے۔

پولیس چوکی

ربوہ کا تھانہ لالیاں ہے جو ربوہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر جانب شمال سرگودھا جانے والی پکی سڑک کے نزدیک ہے۔ ۲۲ر جون ۱۹۵۸ء کو ربوہ میں پولیس چوکی قائم ہوئی جس کا چارج مکرم آغا محمدؐ اکرم صاحب اے ایس آئی برادر اصغر آغا محمدؐ شعیب صاحب مرحوم سابق ایس ایچ۔او لالیاں نے لیا۔ دو ہیڈ کنسٹیبل اور ۱۲ کنسٹیبل یہاں متعین ہیں۔ اس چوکی کا الحاق تھانہ لالیاں سے ہے۔ محکمہ کی طرف سے نقشہ کے مطابق مقررہ جگہ پر ابھی بلڈنگ کا بنوانا زیر تجویز ہے۔ اس لئے محکمہ نے فی الحال

ایک مکان فرزند فضل عمر ہسپتال کرایہ پر لے لیا ہے۔

انتظام لوکل باڈی

ربوہ میں نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کا اعلان بذریعہ گزٹ صوبہ پنجاب مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۹ء ہوا۔ اس کے ۵ ممبران نامزد کیے گئے :۔

۱۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع جھنگ بطور صدر کمیٹی۔

۲۔ تحصیلدار صاحب چنیوٹ۔

۳۔ خان بہادر نواب چوہدری محمد دین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔

۴۔ مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے ریٹائرڈ اے۔ ڈی۔ ایم۔

۵۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔

کمیٹی کا پہلا اجلاس ۱۴ جون ۱۹۴۹ء بعد نماز عصر ربوہ میں منعقد ہوا اس غرض کے لئے مکرم سید سرفراز حسین صاحب ڈپٹی کمشنر جھنگ سے اور مکرم سید باقر حسین صاحب تحصیلدار چنیوٹ سے تشریف لائے۔ باقی ممبران بھی موجود تھے۔ مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کی طرف سے انکے استقبال کا انتظام کیا گیا۔ تعارف کے بعد سب سے پہلے محترم ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے سورۃ فاتحہ کے بعد موجودہ احباب کے ساتھ مل کر دعا کی۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب نے بحیثیت صدر گورنمنٹ کا اعلان جو گزٹ میں شائع ہوا تھا پڑھ کر سنایا، اور بعد ازاں تمام ممبروں سے یکے بعد دیگرے حلف وفاداری لیا گیا۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی کا آنریری سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ (الفضل ۱۹ جون ۴۹ء)

آبادی کے بڑھ جانے کی وجہ سے نوٹیفائڈ ایریا کو بذریعہ گزٹ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء میونسپل کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔

جب بنیادی جمہوریتوں کے ماتحت یونین کے انتخابات ہوئے اور ٹاؤن کمیٹی نے تشکیل پائی تو اس کے پہلے چیئرمین مکرم سید داؤد احمد صاحب بی۔ ایس سی پرنسپل جامعہ احمدیہ مقرر ہوئے کمیٹی کے دس ممبر منتخب اور پانچ ممبر نامزد ہیں۔

آجکل مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔

بازار

ربوہ میں حسب ذیل بازار ہیں :۔

۱۔ **گول بازار** ۔ شارع صدر کے مشرقی کنارے پر نصف گول دائرہ کی شکل میں شارع روضہ سے جا ملتا ہے۔ یہ کالونی کا سب سے بڑا اور پُر رونق بازار ہے۔

۲۔ **غلّہ منڈی** ۔ محلہ دارالرحمت غربی میں شارع تجارت کے ساتھ ساتھ ایک گول چکر میں یہ بازار ہے جس کے اندر کی طرف غلہ کی دکانات اور باہر کی طرف بازار کی دکانات ہیں۔ چہل پہل میں کالونی کا یہ بازار دوسرے نمبر پر ہے۔

۳۔ **محلّہ جات کی دکانات** ۔ یہ دکانات نقشہ کے مطابق اپنے اپنے محلہ میں ہیں :۔

۱۔ دارالرحمت شرقی :۔ یہ دکانیں محلہ کے درمیانی گراسی پلاٹ میں برلب سڑک (شارع تعمیر) ہیں۔

ب۔ دارالرحمت غربی :۔ یہ دکانیں محلہ کے شمال مغربی کونہ پر ہیں۔

ج۔ دارالنصر، د۔ دارالیمن، ہ۔ فیکٹری ایریا۔

ربوہ میں سب سے پہلے دکان قریشی فضل حق و قریشی محمد اکمل صاحبان نے کھولی۔ موجودہ گولبازار کی دکانوں کے شرقی طرف کھجوروں کے چند درخت انکی دکان کی یادگار ہیں۔ دودھ دہی کی پہلی دکانیں خان میر صاحب سابق باڈی گارڈ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور فیاض محمد خان صاحب زمانی کی تھیں۔

آج کل جو جو احباب ان بازاروں میں کام کر رہے ہیں ان کے اسماء گرامی کتاب ہذا کے ضمیمہ میں ملاحظہ ہوں۔ ہر قسم کی دکانات میں کام کرنے والے دوستوں اور جس جس بازار میں کام ہو رہا ہے اس ترتیب سے یہ فہرست تیار کی گئی ہے۔ دکانداروں کی تبدیلیاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن باہر کے دوستوں کے ازدیادِ علم کے لئے اس وقت جو دکاندار موجود ہیں انہیں شامل کر لیا ہے۔

نصرت زنانہ جنرل سٹور۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے مکرمہ امتہ الحی میمونہ صوفیہ صاحبہ کی زیر نگرانی مستورات کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور ان میں تجارتی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے یہ سٹور جاری کیا۔ اس کے حصص مستورات نے خریدے اور "اپنی مدد آپ کرو" کے اصول پر چلایا جا رہا ہے۔ مستورات کے تعاون سے اس سٹور کی مالی پوزیشن اطمینان بخش ہے اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے کام کو مضبوطی سے چلانے میں ممد ہو رہی ہے۔

جماعتی دفاتر

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے
(آکسن)

"خُدا چاہتا ہے

کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ، کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کیطرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے،

یہی میرا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دُنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"

(الوصیۃ)

۱۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

مسجد مبارک کے پاس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا رہائشی مکان ہے جہاں آپ شب و روز جماعت کے کاموں کی نگرانی فرماتے ہیں۔ آپکی ڈاک اور ملاقات کے انتظام کے لئے پرائیویٹ سیکرٹری کا مستقل دفتر قائم ہے۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور آجکل پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ شعبہ حفاظت کے انچارج مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و تقاریر وغیرہ قلمبند کرنے کا انتظام شعبہ زُود نویسی کے سپرد ہے جس کے انچارج مکرم مولانا محمد یعقوب صاحب طاہر ہیں۔

۲۔ مہمان خانہ (دار الضیافت) انقلاب کے بعد نئے مرکز میں معزز مہمانوں کے لئے مہمان خانہ قائم ہے۔ الگ الگ کمرے اور تین باپردہ فیملی کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ ہر مہمان کے لئے چارپائی اور بستر کا انتظام ہے۔ مہمانوں کو نہایت عزت کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا ہے۔ آجکل مہمانخانہ کے افسر اعلیٰ صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو نہایت تندہی سے اس اہم فریضہ کو ادا فرما رہے ہیں۔ خان عبداللطیف خان صاحب مہمانخانہ کے نائب افسر ہیں۔

مہمان خانہ کی وسیع عمارت بسوں کے اڈہ کے بالکل ہی قریب مسجد مبارک کے سامنے واقع ہے۔ نئی عمارت کے جملہ انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ عنقریب اسکی تعمیر کا کام بھی شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب
ناظر تعلیم

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب رض سابق ناظر بیت المال

عبدالحق صاحب رامہ
ناظر بیت المال

نظارت اصلاح و ارشاد کیطرف سے مہمانخانہ میں آجکل مکرم قریشی محمد اسد اللہ صاحب کاشمیری بطور مربی متعین ہیں جو آنیوالے مہمانوں کو سلسلہ عالیہ سے متعلق دینی معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔

۳۔ بہشتی مقبرہ۔ صدر انجمن احمدیہ کا سب سے پہلا صیغہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا کی بناء پر قادیان میں اسے بنانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ بہشتی مقبرہ ۱۹۰۶ء سے قائم ہے۔ یہاں دفن ہونے والوں کے لیے کچھ شرائط ہیں کہ وہ شخص متقی اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ اپنے موجودہ مال یا آمد کے کم از کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی صدر انجمن احمدیہ کے نام باقاعدہ وصیت کرے۔ نیز ہر ایک صالح جس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا، اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔ وصیت کرنے والا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ "الوصیت" کو ضرور پڑھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رسالہ کے آخر میں فرمایا:۔

"واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آیندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ انکو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔"

انقلاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق

بہشتی مقبرہ قادیان کا ظل ربوہ میں قائم ہوا۔ اس مقبرہ میں دوسرے وفات شدہ بزرگانِ جماعت کے علاوہ حضرت سیدۃ النساء ام المومنین رضی اللہ عنہا کا مقدس مزار بھی ہے جس کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ نصیحت آویزاں ہے:۔

"جماعت کو نصیحت ہے، کہ جب بھی انکو توفیق ملے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور دوسرے اہل بیت کی نعشوں کو بہشتی مقبرہ قادیان میں لیجا کر دفن کریں۔ چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے اسمیں حضرت ام المومنین رضہ اور خاندانِ حضرت مسیح موعودؑ کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے۔ اس لئے یہ بات فرض کے طور پر جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔"

مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس مجلس کارپرداز کے صدر اور مکرم قاضی عبد الرحمٰن صاحب آجکل اس مجلس کے سیکرٹری ہیں

جو صحابہ کرام رضہ قطعہ خاص بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں انکی فہرست ضمیمہ ب کے طور پر دی گئی ہے۔ نیز جن خاص احباب سلسلہ نے خدماتِ جلیلہ ادا کی ہیں اور وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے صحابی نہ ہونے کے باوجود قطعہ خاص میں دفن کئے گئے ہیں، انکی فہرست بھی اسی ضمیمہ میں درج ہے۔

۴۔ نگران بورڈ۔ مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء میں نمایندگان کی سفارش پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے نگران بورڈ کا قیام عمل میں آیا جسکے صدر حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ اس بورڈ کا کام یہ ہے:۔

صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید اور وقف جدید کے کاموں کی نگرانی کرے

اور جماعتوں سے تجاویز حاصل کرے تاکہ ہر سہ ادارہ جاتِ مذکورہ کا کام بیش از بیش ترقی پذیر ہو۔ اس بورڈ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ صدر انجمن احمدیہ اور مجلس تحریک جدید اور مجلس وقف جدید میں ربط قائم رکھے۔

۵۔ صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ۔ صدر انجمن احمدیہ کی نئی تعمیر شدہ عمارت میں ۱۱ر اپریل ۱۹۶۲ء سے صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ کا دفتر کھل چکا ہے۔ صدر انجمن کے اجلاس اسی دفتر میں ہوتے ہیں۔ اور مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد صدر صاحب کے معتمد ہیں۔

۶۔ صدر انجمن احمدیہ

اندرونِ ملک کی جماعتی، انتظامی، تربیتی، تعلیمی و اصلاحی اغراض کو پورا کرنے کا فریضہ خلیفۂ وقت کی ہدایات کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ کے سپرد ہے۔ اس انجمن کے دفاتر کی شاندار عمارت کا سنگ بنیاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱ر مئی ۱۹۵۰ء کو اپنے دستِ مبارک سے رکھا اور ۱۹ر نومبر ۱۹۵۳ء کو اس عمارت کا افتتاح فرمایا۔

افتتاح دفاتر صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹ر نومبر ۱۹۵۳ء کو صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے نئے دفاتر کا افتتاح فرمایا۔ پہلے حضور نے تمام دفاتر کا معائنہ فرمایا اور تحریک جدید کے کمیٹی روم میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے باہر شامیانہ کے نیچے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وکیل التبشیر نے ایڈریس پیش کیا۔

ازاں بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ناظر اعلیٰ نے صدر انجمن کی طرف سے ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد حضور نے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی جس میں ارشاد فرمایا کہ "جن دنوں قادیان پر حملے ہو رہے تھے اور ہم سب دعاؤں میں مشغول تھے۔ میں ایک دن بہت ہی زور سے دعا کر رہا تھا کہ مجھے الہام ہوا۔ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔ میں نے اس وقت سمجھ لیا کہ ہمارے لئے عارضی پراگندگی ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ میں کسی دن برکت اور یمن کے ساتھ تم سب کو واپس لے آؤں گا۔ یہ آیت قرآن کریم کی ہے اور درحقیقت یہ مسلمانوں کی ہجرتِ مکہ کے بعد مکہ واپس آنے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس میں دونو پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ ہجرت کی بھی اور ہجرت کے بعد مکہ آنے کی بھی۔ یعنی پہلے ہجرت ہوگی اور پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کامیابی کے ساتھ واپس لائیگا...... پس اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ واپس جانا کامیابی و کامرانی اور عزت کی دلیل ہے تو یہی بات آپ کے خادموں کے لئے بھی انکے مقرب ہونے کی دلیل ہے۔"

ربوہ کی ابتدائی حالت کے متعلق فرمایا:۔

"ابتدائی حالت میں یہاں بسنے والے ۳۵[1] آدمی تھے۔ ان کے لئے سڑک

---

[1] ربوہ میں آنیوالا پہلا قافلہ:۔

ربوہ میں دفاتر کا انتظام شروع کرنے کے لئے لاہور سے ایک قافلہ بذریعہ بس روانہ ہوا جس میں سواریوں کی تعداد ۳۵ تھی سیلاب کیوجہ سے شیخوپورہ کا راستہ زیر آب تھا اس لئے یہ بس براستہ لائلپور آئی۔ اس قافلہ سے پہلے چوہدری عبدالسلام صاحب اختر اور مولوی

کے کنارے خیمے لگائے گئے، جہاں اب بھی بعض کمرے بنے ہوئے ہیں۔ ان
میں ابتداء میں لنگر تھا اب وہ سٹور کا کام دیتے ہیں۔ ایک سال کے قریب
یہاں گزارا۔ پھر لاکھوں روپے خرچ کرکے عارضی مکان بنائے گئے تا وہ ان میں
رہیں جنہوں نے شہر آباد کرنا ہے۔ پھر لاکھوں روپیہ خرچ کرکے یہ بلڈنگس
بنیں جو آپ کو یہاں نظر آتی ہیں۔ اس عظیم الشان صدمہ کے بعد جماعت نے
اتنی جلدی یہ جگہ اس لئے بنائی تا کہ وہ مل کر رہ سکیں، اکٹھے رہ کر مشورہ کرسکیں،

بقیہ حاشیہ۔ محمد صدیق صاحب ٹرک پر خیموں کے ساتھ آچکے تھے۔
ان ۳۵ اصحاب میں مندرجہ ذیل دوست بھی شامل تھے:
چوہدری ظہور احمد صاحب بیت المال، چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔اے محاسب،
(دفاتر کو از سر نو تعمیر کرانے کے لئے ۲۰ ہزار روپے کی رقم اپنے ہمراہ لائے)۔
مولوی تاج دین صاحب، جمعدار چوہدری فضل دین صاحب کمبوہ اوورسیر، چوہدری
عبدالرحیم صاحب خیمہ تحریک جدید، راجہ محمد نواز صاحب تحریک جدید، مرزا عبدالحمید صاحب
بیت المال، محمد شفیع صاحب جہلم تحریک جدید، سردار نور احمد صاحب تحریک جدید،
چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب، چوہدری امیر احمد صاحب، صوفی محمد رفیق صاحب،
اللہ بخش صاحب پہرہ دار، خوشی محمد صاحب تحریک جدید، اللہ رکھا صاحب تحریک جدید، صوفی نورداد
صاحب نظارت تعلیم، غلام احمد صاحب بیت المال، احمد الدین صاحب گجراتی پہرہ دار اور
فرزند علی صاحب نظامت جائداد۔
مکرم عبدالقادر صاحب ابن مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم اور مکرم سیف اللہ خان صاحب
ابن رسالدار خداداد خان صاحب مرحوم نے خیموں میں ایک عرصہ تک رہائش رکھی، اور
ربوہ کی زمین کی سطح کے کنٹوروں کا نقشہ کافی محنت سے تیار کیا۔
چوہدری عبدالعزیز صاحب محتسب قیدیوں کے ساتھ تبادلہ میں پاکستان آکر
سنٹرل جیل لاہور سے رہا ہونے کے بعد اپریل ۱۹۴۸ء میں ربوہ پہنچے۔ آپ نظارت

اور کالج بنائیں تا کہ انکی اولاد تعلیم حاصل کرسکے۔"
حضور کی تقریر اور لمبی دعا کے بعد یہ تقریب ختم ہوئی۔ (الفضل ۲۵/۱۲/۱۹۵۴)

نظارتیں

صدر انجمن احمدیہ میں حسب ذیل نظارتیں کام کر رہی ہیں ان نظارتوں کے علاوہ صیغہ امانت،
جائیداد، پراویڈنٹ فنڈ اور آڈیٹر بھی قائم ہیں۔

نظارتِ علیا۔ سوائے ان صیغوں کے جو براہِ راست صدر صاحب
صدر انجمن احمدیہ کی زیرِ نگرانی ہیں، بقیہ تمام نظارتوں اور صیغہ جات کی عمومی نگرانی
اس نظارت کے سپرد ہے جو براہ راست صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت
ہے۔ انتظامی امور کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یا نگران بورڈ کی طرف سے جو ہدایات
صادر ہوتی ہیں وہ نظارتِ علیا کے ذریعہ دوسری نظارتوں کو پہنچائی جاتی ہیں اور انکی
تعمیل کرائی جاتی ہے۔ اس نظارت کے افسر اعلیٰ کو ناظر اعلیٰ کہتے ہیں۔ آجکل مکرم مرزا
عزیز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ایم۔اے ناظر اعلیٰ ہیں۔

نظارتِ دیوان۔ دفتری کارکنان کی تقرری، ترقی اور تبادلے وغیرہ کے

امور عامہ کیطرف سے ربوہ آنے والے پہلے کارکن تھے۔
عارضی تعمیرات شروع ہونے پر چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیر بھی خیموں میں رہے
اراضی کی پلاٹ بندی اور قطعات کی نشاندہی کے کام میں چوہدری صاحب کی زیرِ نگرانی ملک
رسول بخش صاحب اور سید محمد رفیق شاہ صاحب نقشہ نویس نے بھی خدمات انجام دیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

کام کی نگرانی اس نظارت کے ذمہ ہے۔

نظارت بیت المال۔ ہر قسم کا مالی حساب کتاب اس نظارت کے سپرد ہے۔ افرادِ جماعت کے تمام چندوں کی رقوم کی اطلاع اس دفتر میں آتی ہے جس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ آمد کے ذرائع کو ترقی دینا، اخراجات کا بجٹ تیار کرنا بھی اسی محکمہ کا کام ہے۔

یہ امر واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ سلسلہ کے اموال میں سے ایک پیسہ بھی اس وقت تک خرچ نہیں کیا جا سکتا جبتک کہ جماعت کے نمائندے مجلسِ شوریٰ میں بجٹ کی شکل میں اسے پاس نہ کریں، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اسکی منظوری نہ فرما دیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے حسابات نہ صرف مقامی آڈیٹر چیک کرتے ہیں بلکہ وہ ہر سال چارٹرڈ اکونٹنٹس کے ذریعہ بھی آڈٹ کروائے جاتے ہیں۔ کیونکہ صدر انجمن احمدیہ ایک رجسٹرڈ باڈی ہے۔

نظارتِ امورِ عامہ۔ جماعت میں نظم و ضبط قائم رکھنے، احمدی افراد کے باہمی تنازعات دور کرنے اور متفرق جماعتی امور سرانجام دینے کے لئے یہ نظارت قائم کی گئی ہے۔

نظارتِ امورِ خارجہ۔ بیرونِ از جماعت معزز افراد کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا کام اس نظارت کے سپرد ہے۔

نظارتِ اصلاح و ارشاد

جماعت احمدیہ ایک دینی جماعت ہے اور اس کا اصل اور اہم کام یہی ہے کہ وہ افرادِ جماعت کی اصلاح و تربیت اور دیگر مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے فرائض سرانجام دے اور اس کام کا بڑا حصہ نظارت اصلاح و ارشاد کے سپرد ہے جس کے ناظر آجکل مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لنڈن ہیں اور انکے معاونین کے طور پر شیخ مبارک احمد صاحب (رئیس التبلیغ افریقہ) اور مولانا احمد خان صاحب نسیم سابق مجاہد برما کام کر رہے ہیں۔

اس نظارت کا کام مختلف حصوں میں منقسم ہے مثلاً

۱۔ مربیانِ سلسلہ کی راہنمائی۔
۲۔ مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب۔
۳۔ جماعت کی تربیت
۴۔ جلسہ سالانہ کا پروگرام، ۵۔ سلسلہ کے اخبارات و رسائل کی نگرانی۔

صیغہ نشر و اشاعت } علاوہ ازیں اس نظارت کے تحت صیغہ نشر و اشاعت بھی ہے جس کے زیرِ اہتمام دینی لٹریچر شائع کیا جاتا ہے اس وقت مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری اس شعبہ کے انچارج ہیں۔

نوٹ:- جماعت احمدیہ کا مشہور روزنامہ **الفضل** بھی نظارت اصلاح و ارشاد کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے۔

شیخ محمد احمد صاحب ایڈوکیٹ

ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ

مرزا عبدالحق صاحب ایڈوکیٹ

نظارتِ تعلیم

نظارتِ تعلیم - اس نظارت کے سپرد یہ کام ہے کہ جماعت کی عام تعلیمی حالت کی نگرانی کرے۔ جماعت کے کالج اور سکول اسی نظارت کے زیر انتظام ہیں۔ اس وقت جماعت کے تین کالج اور متعدد مردانہ و زنانہ ہائی سکول قائم ہیں، جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ چونکہ ان سکولوں میں طلباء اور طالبات کی تربیت اور نظم و ضبط پر خاص زور دیا جاتا ہے اس لئے غیر از جماعت دوست بھی اپنے بچوں کو ان سکولوں میں تعلیم کے لئے بھجواتے رہتے ہیں۔ حضرت مولوی محمد دین صاحب سابق مبلغ امریکہ آجکل ناظر تعلیم ہیں

نظارتِ زراعت - احبابِ جماعت کو زرعی امور میں مفید مشورے دینے کے لئے قائم ہے۔

نظارتِ تجارت - تجارت کی نظارت کا کام جماعت کو تجارتی امور میں ضروری مشورے دینا ہے۔

نظارتِ خدمتِ درویشان - قادیان میں جو درویش مقیم ہیں پاکستان میں رہائش رکھنے والے انکے عزیزوں اور لواحقین کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کو حتی الوسع پورا کرنے کے لئے یہ نظارت قائم ہے۔ جس کے ناظر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ آپکی توجہاتِ کریمانہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے۔

دار الافتاء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ مجلس قائم کی گئی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اہم اور مشکل مسائل جو موجودہ زمانہ میں پیش آئیں ان کا حل از روئے شریعت دریافت کیا جائے۔ مجلس افتاء کی رپورٹ منظوری کے لئے خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ عام مسائل پر مفتیٔ سلسلہ اس مجلس میں سوال پیش کئے بغیر فتویٰ دیتے ہیں۔ اور اگر ضروری سمجھیں تو بعض علماء سے غیر رسمی طور پر مشورہ بھی لے لیتے ہیں۔

الفضل مجریہ ۱۲ جون ۱۹۶۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے "مجلسِ افتاء کے ارکان کی تجدید" کے عنوان سے حسب ذیل اعلان شائع ہوا:۔

"آئندہ کے لئے تا فیصلہ ثانی مجلس افتاء کے مندرجہ ذیل اراکین ہونگے:۔

۱۔ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے

۲۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔

۳۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس	۴۔ مرزا مبارک احمد صاحب
۵۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب	۶۔ مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری۔
۷۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔	۸۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب
۹۔ مولوی محمد احمد صاحب جلیل۔	۱۰۔ میر داؤد احمد صاحب
۱۱۔ مرزا رفیع احمد صاحب	۱۲۔ مولوی تاج الدین صاحب
۱۳۔ مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب	۱۴۔ چوہدری محمد صدیق صاحب

قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ

مولوی محمد احمد صاحب جلیل فاضل

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب حضور ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ رہے ہیں
(مسجد احمدیہ ہیمبرگ کا افتتاح)

۱۵۔ مولوی نذیر احمد صاحب مبشر ۱۶۔ مولوی غلام باری صاحب سیف۔

۱۷۔ مرزا طاہر احمد صاحب ۱۸۔ مولوی محمد احمد صاحب ثاقب

۱۹۔ مرزا عبدالحق صاحب ایڈوکیٹ سرگودہا۔ ۲۰۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ لاہور

۲۱۔ شیخ محمد احمد صاحب ایڈوکیٹ لائلپور ۲۲۔ ملک عبدالسمیع صاحب نون ایڈوکیٹ سرگودہا۔

۲۳۔ سید میر محمود احمد صاحب ۲۴۔ صوفی بشارت الرحمن صاحب ایم اے

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل اس مجلس کے اعزازی ممبر ہوں گے :۔

۱۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ ۲۔ قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے۔

۳۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب ۴۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی اے ایل ایل بی

اس مجلس کے صدر مرزا ناصر احمد صاحب، نائب صدر شیخ بشیر احمد صاحب و مرزا عبدالحق صاحب اور سیکرٹری ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ ہوں گے۔

اس کے علاوہ مجلس کو یہ بھی اختیار ہو گا کہ وہ دوسرے ممالک کے صاحب علم احمدیوں کو مجلس کا اعزازی ممبر بنانے کے لئے میرے پاس سفارش کرے۔

(دستخط) مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۳/۱۲/۴۳

دارالقضاء احمدی افراد کے وہ تنازعات جو قابلِ دست اندازیٔ پولیس نہ ہوں ان کا تصفیہ پنچایتی طریق پر قانون شریعت کے مطابق کرنے کیلئے صیغہ دارالقضاء قائم ہے جس کے ناظم مولانا تاج الدین صاحب لائلپوری ہیں۔ دوسری اپیل کے لئے ایک بورڈ مقرر ہے جس کے صدر مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈوکیٹ ہیں۔ فیصلہ جات کی آخری اپیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہو سکتی ہے۔

۷۔ تحریکِ جدید

بیرون پاکستان تبلیغ اسلام کو منظم طور پر بجا لانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کا اجراء، قادیان سنہ ۱۹۳۴ء میں فرمایا تھا۔ اس تحریک میں حضور نے قوم سے ۱۹ مطالبات کئے تھے۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

تحریک جدید کے مطالبات:۔

۱۔ سادہ زندگی، ۲۔ مرکز سلسلہ میں اپنی امانتیں جمع کرانا، ۳۔ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب، ۴۔ تبلیغ بیرونِ ہند، ۵۔ خاص تبلیغ، ۶۔ تبلیغی سروے، ۷۔ اپنی رخصت کی مدت کو سلسلہ کے لئے وقف کرنا، ۸۔ اپنی زندگیوں کو وقف کرنا، ۹۔ موسمی رخصتوں کی مدت کا وقف کرنا، ۱۰۔ صاحب پوزیشن لوگوں کا لیکچر دینا، ۱۱۔ پچیس لاکھ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم کرنا، ۱۲۔ پنشنر لوگوں کا اپنے آپ کو خدمت سلسلہ کے لئے وقف کرنا، ۱۳۔ بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھجوانا، ۱۴۔ صاحب حیثیت لوگوں کا اپنے بچوں کے مستقبل کو سلسلہ کے لئے پیش کرنا، ۱۵۔ بیکار غیر ملکوں میں چلے جائیں۔ ۱۶۔ لوگ اپنے ہاتھ سے کام کریں، ۱۷۔ بیکار چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کر لیا کریں، ۱۸۔ قادیان میں احباب مکان بنائیں، ۱۹۔ دعا سے مدد کی جائے:۔

اس وقت سے یہ تحریک نہایت خوش اسلوبی سے اس اہم فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے سامنے اس انجمن کے دفاتر ہیں۔ انکی

مسجد احمدیہ جنجہ (یوگنڈا)
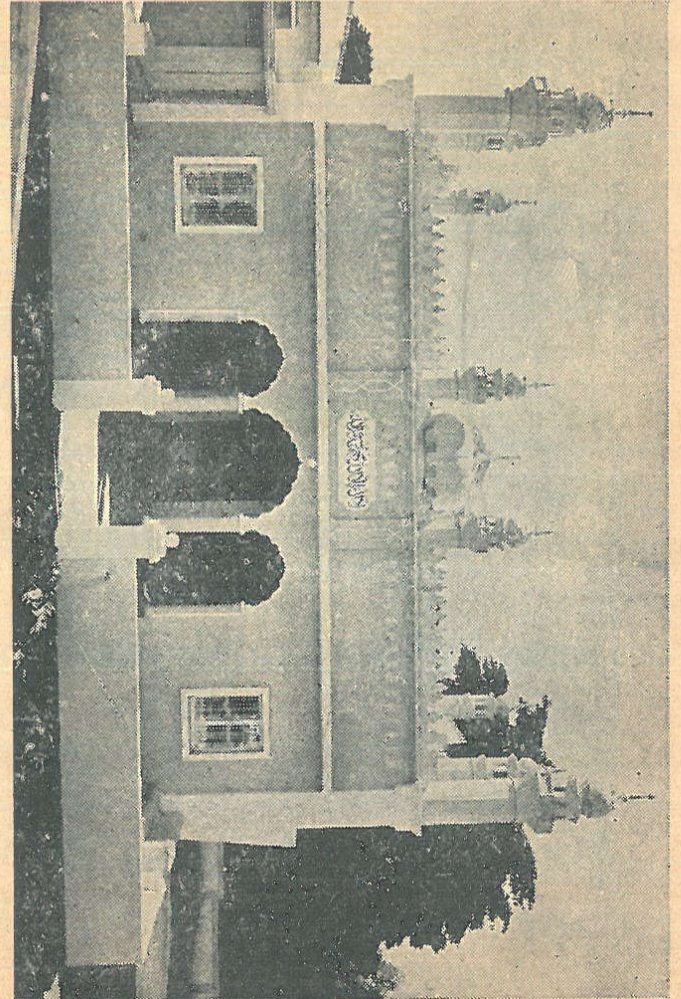
بنیاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱ر مئی ۱۹۵۰ء کو رکھی تھی۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے ساتھ ہی ان دفاتر کا افتتاح ۱۹ر نومبر ۱۹۵۳ء کو حضور نے فرمایا۔

وکالتیں ۔ اس انجمن کے مختلف شعبے ہیں۔ ہر شعبہ کا نگران وکیل کہلاتا ہے۔ **وکیل الاعلیٰ** صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بی۔اے، فاضل ہیں جن کے زیر نگرانی ممالک غیر میں اشاعت اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ حسب ذیل وکالتیں کام کر رہی ہیں:۔

۱۔ وکالت علیا، ۲۔ دیوان، ۳۔ تبشیر، ۴۔ زراعت، ۵۔ قانون، ۶۔ تعلیم و صنعت، ۷۔ مال۔ (صدر انجمن کے شعبہ نظارت بیت المال کی طرح تفصیلات آمد و خرچ، منظوری بجٹ، اور آڈٹ، حسابات اس وکالت کے فرائض میں شامل ہے)، ۸۔ صیغہ امانت، ۹۔ آبادی کمیٹی، ۱۰۔ آڈیٹر۔

تحریک جدید کے عظیم الشان کام پر ایک نظر

جن بیرونی ممالک میں تحریک جدید کے چندہ کے ذریعہ تبلیغ اسلام ہو رہی ہے وہ ساری دنیا میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ عملاً آزاد دنیا کا کوئی حصہ ان سے خالی نہیں۔ ...... ہر ملک میں اسلام کے فدائی مجاہد تحریک جدید کے چندہ کے ذریعہ دن رات اسلام کی مخلصانہ خدمت بجا لا رہے ہیں، اور قرآن مجید کے تراجم اور مساجد کی تعمیر اور دیگر لٹریچر کی

صدر ایوب مبلغ جرمنی سے گفتگو فرما رہے ہیں

ربوہ کے انڈونیشی طلبا صدر سکارنو سے مصافحہ کر رہے ہیں

مسجد احمدیہ سالٹ پانڈ (غانا)

مسجد احمدیہ شکاگو (امریکہ)

اشاعت اس کے علاوہ ہے۔ .... یہ وہ کام ہے جس پر آئندہ نسلیں فخر کر سکیں گی، اور یہ وہ کام ہے کہ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مغربی ممالک میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو رہا ہے اور وہ عیسائی ممالک جو آج سے پچیس تیس سال پہلے اسلام کی ہر بات کو اعتراض کی نظر سے دیکھتے تھے اب قدر اور حق جوئی کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور افریقہ اور انڈونیشیا میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے تعداد کے لحاظ سے بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ مغربی افریقہ کے ایک کٹر مسیحی نے حال ہی میں لکھا ہے کہ اب افریقہ میں مسیحیت کو اسلام کے مقابلہ پر فتح اور غلبہ کا خیال چھوڑ دینا چاہیئے۔

تحریک جدید کی اس اجمالی صورت کے ساتھ ذیل میں کسی قدر تفصیل پیش کی جاتی ہے تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادتِ بابرکت میں اسلام کے کام کو جو غیر معمولی ترقی ہوئی ہے اس کا کچھ اندازہ ہو سکے:-

تبلیغی مشن:- خدا تعالیٰ کے فضل سے ۵۰ سے زائد بیرونی مقامات پر تحریک جدید کے تبلیغی مشن قائم ہیں جو ۵۰۰ شاخوں پر منقسم ہیں اور ان کے ذریعہ اسلام کی دلکش تعلیمات عملی رنگ میں پیش کی جا رہی ہیں۔ بڑے بڑے تبلیغی مشن حسب ذیل مقامات پر قائم ہیں:-

انگلینڈ (لندن)، امریکہ (واشنگٹن، نیویارک، شکاگو)۔ سیرالیون (فری ٹاؤن، بو، کبالہ)۔ غانا (کماسی، اکرا، وا، اوڈابن، السینم، ڈنکوا، سالٹ پانڈ)۔ غانا کی دیگر جگہیں ... یعنی کیسن، مانڈو، گوپا پنچین، آبادم وغیرہ)۔ نائیجیریا، ماریشس، اسرائیل،

سنگاپور، انڈونیشیا، کینیا، ٹانگانیکا، یوگنڈا، لائبیریا، سپین، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، حبشہ، جرمنی، ٹرینیڈاڈ، بورنیو، سیلون، برما، ڈچ گی آنا فلپائن، سکنڈے نیویا، برٹش گی آنا، فیجی آئی لینڈ، گیمبیا، ٹوگولینڈ، کیپ ٹاؤن اور ساؤتھ افریقہ وغیرہ وغیرہ۔

مُبلّغین۔ ان مشنوں میں ۱۷۸ مبلغین کام کر رہے ہیں جن میں ۶۷ مبلغ پاکستان کے ہیں اور باقی مقامی ہیں۔ مذکورہ بالا ۵۰۰ تبلیغی مراکز انکی نگرانی میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔

جو پاکستانی مبلغ دوسرے ممالک میں فریضہ تبلیغ کے دوران فوت ہوگئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب رضؓ، کابل میں شہید کیے گئے۔
صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب رضؓ " " "
مولوی نعمت اللہ خان صاحب رضؓ " " "
" محمد رفیق احمد صاحب رضؓ کابل " "
ملک الطاف خان صاحب رضؓ، چینی ترکستان جاتے ہوئے کشمیر کے شمالی علاقہ میں فوت ہوئے۔
حافظ عبید اللہ خان صاحب رضؓ ماریشس میں
شاہزادہ عبدالمجید صاحب رضؓ،
حافظ جمال احمد صاحب رضؓ، ماریشس میں
مرزا منور احمد صاحب رضؓ امریکہ۔
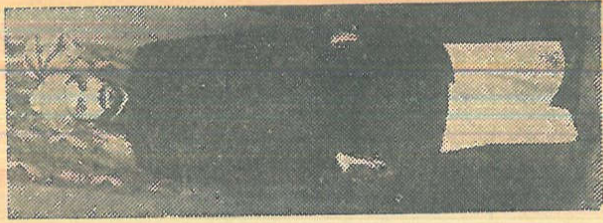
مولوی محمد دین صاحب رض
مجاہد البانیہ
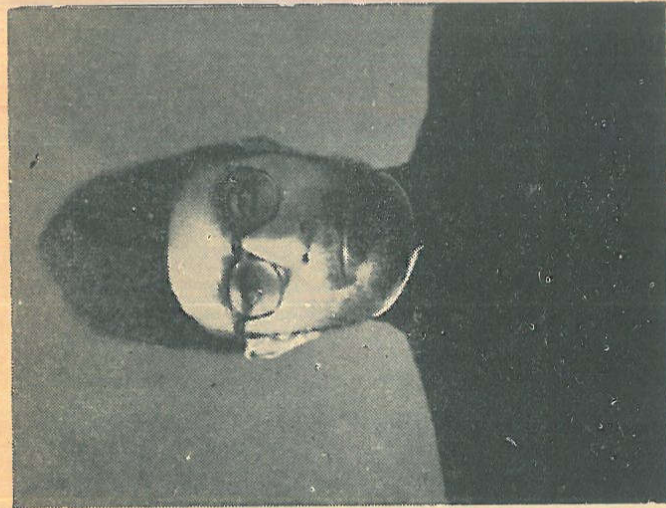
مولوی غلام حسین صاحب رض ایاز
مجاہد بورنیو
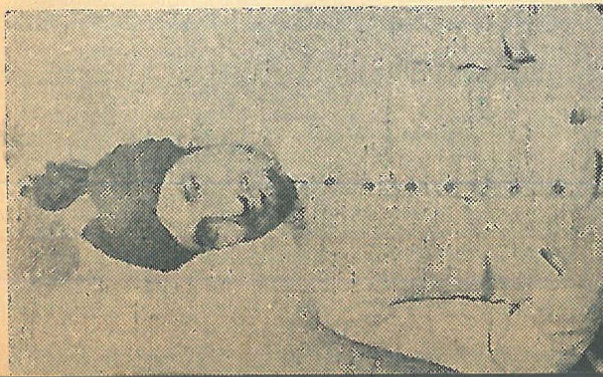
مرزا منور احمد صاحب رض مجاہد امریکہ

مولوی نذیر احمد علی صاحب رضؓ ، سیرالیون (مغربی افریقہ)

مولوی محمد دین صاحب رضؓ مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جنگِ عظیم ثانی کے دوران بحری جہاز پر جاپانی حملہ سے شہید ہوئے۔

مولوی غلام حسین صاحب رضؓ ایاز ، بورنیو

اہلیہ سید جواد علی صاحب رضؓ امریکہ - ملک عزیز احمد صاحب انڈونیشیا -

اہلیہ چوہدری محمد شریف صاحب رضؓ حیفا۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

جو مبلّغین کرام آجکل میدانِ عمل میں کام کر رہے ہیں انکے اسمائے گرامی زیرِ عنوان "چند نمایاں شخصیتیں" کتاب ہذا کے صفحہ ۲۲۳ پر دیئے گئے ہیں۔ نیز کئی ایسے مبلّغین ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے بعد بیرونی ممالک سے ربوہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان میں بعض کے سپرد تو یہاں خدمتِ دین ہے اور بعض کو پھر میدانِ عمل میں بیرونی ممالک میں بھیجا جائیگا۔ ان کے اسمائے گرامی کتاب ہذا کے صفحہ ۲۳۹ پر درج ہیں۔

جامعہ احمدیہ۔ مرکزِ سلسلہ میں مبلغین کو ٹریننگ دینے کے لئے ایک ادارہ جامعہ احمدیہ قائم ہے جس میں ہر سال قریباً ۵۰۔۶۰ طلباء کو جماعت کے خرچ پر تعلیم دلائی جاتی ہے۔ جو اپنے عرصۂ تعلیم کو ختم کرنے کے بعد مبشّرین کے فرائض ادا کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔ اس دینی ادارہ کا ذکر زیرِ عنوان "تعلیمی ادارے" صفحہ ۱۴۲ پر تفصیل سے درج ہے۔

غیر ملکی طلبہ، خدا تعالیٰ نے جہاں پاکستان کے احمدیوں میں اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کرنے کا جذبہ پیدا کیا ہے وہاں غیر ممالک کے احمدیوں

(دائیں) - کیپٹن ڈگلس (بائیں) - مولانا شمس صاحب (مسجد احمدیہ لنڈن)

کو بھی اس نعمت سے وافر حصہ عطا کیا ہے۔ چنانچہ سینکڑوں ایسے خوش نصیب افراد قادیان اور پھر ہجرت کے بعد ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے آئے۔ صرف ربوہ میں ابتک ساٹھ سے کچھ اوپر طلبہ یا تو تعلیم حاصل کر چکے ہیں یا زیرِ تعلیم ہیں۔

بیرونی ممالک میں تعلیمی ادارے

مختلف ممالک میں ابتک تحریک جدید کے ماتحت اہم تعلیمی ادارے قائم ہیں جہاں مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ یہ ادارے نائیجیریا، غانا، سیرالیون، اسرائیل، کینیا، ٹانگانیکا، یوگنڈا، سنگاپور اور انڈونیشیا میں قائم ہیں جن پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ ان اداروں کے تعلیم یافتہ طلبہ جہاں مروجہ تعلیم کے محاسن سے آراستہ ہوتے ہیں وہاں احمدیت اور اسلام کی حیات بخش تعلیم کے نور سے بھی منور ہو رہے ہیں۔

بیرونی ممالک میں مساجد

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق دی ہے کہ یورپ اور افریقہ کے ممالک اور متعدد جزائر میں پونے تین سو سے زیادہ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ نیز مزید مساجد کی تعمیر زیرِ کارروائی ہے۔ بیرون ممالک میں مساجد کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

انگلستان - ۱، ماریشس - ۱، امریکہ - ۳، انڈونیشیا - ۴۴،
ملایا - ۲، غانا - ۱۶۲، نائیجیریا - ۲۵، سیرالیون - ۳۵،
جرمنی - ۲، سیلون - ۱، بورنیو - ۳، اسرائیل - ۱،
برما - ۲، ہالینڈ - ۱، فری ٹاؤن - ۱، مشرقی افریقہ - ۱۲۔
کل میزان - ۲۸۶ ؎

تراجم قرآن مجید

قرآن مجید کی اشاعت ایک بہت بڑی سعادت ہے جس کا موقع جماعت احمدیہ کو مل رہا ہے۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی قرآن مجید کے دوسری زبانوں میں سترہ تراجم ہو چکے ہیں جن کے نام یہ ہیں:-

انگریزی، گورمکھی، جرمن، ڈچ، سواحیلی، کِکُویو (Kikuyu)، ککامبا (Kikamba)، لُویو (Luo)، ملائی، فینٹی، انڈونیشی، روسی، فرانسیسی، اطالوی، پرتگالی، ہسپانوی اور آسامی۔

کچھ تراجم شائع ہو چکے ہیں اور کچھ عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر موجبِ ہدایتِ انام ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اشاعتِ کتب

ہمارے مشن جہاں اپنی مقامی ضروریات کے مطابق لٹریچر شائع کر کے تقسیم کراتے ہیں وہاں مرکزی طور پر بھی کتب کے تراجم اور اشاعت کا بندوبست موجود ہے۔ ان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی"۔ الوصیت، کشتی نوح، "مسیح ہندوستان میں" کے انگریزی تراجم اور حمامۃ البشریٰ، تحفۂ بغداد، مکتوب، التبلیغ، اسلامی اصول کی فلاسفی، الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ کے عربی نسخے قابل ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف تحفۂ شہزادہ ویلز، اسلام کا اقتصادی نظام، نظامِ نو، اسلام اور دیگر مذاہب کا عربی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور نظامِ نو، اسلام کا اقتصادی نظام، تحفۂ شہزادہ ویلز، دیباچہ تفسیر القرآن، پیغامِ احمدیت، تحفۃ الملوک، دعوۃ الامیر، اسلام اور دیگر

مذاہب وغیرہ کا انگریزی میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے ۔

اخبارات و رسائل - اس وقت غیر ممالک میں ۱۹ اخبارات و رسائل جاری ہیں - جن میں سے ۷ انگریزی میں، ایک ملائی میں، ایک ڈچ، ایک فرانسیسی بقیہ عربی، سواحیلی، تامل اور سنہیلی زبان میں شائع ہو رہے ہیں ۔ اس سارے تبلیغی نظام کی نگرانی مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل، بی اے وکیل التبشیر فرماتے ہیں ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۔

۸- انجمن وقفِ جدید

یہ تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی تعلیم و تربیت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقع پر جاری فرمائی - اس کے متعلق حضور کا منشاء مبارک یہ ہے کہ سارے پاکستان میں ایسے لوگ زندگیاں وقف کر کے مختلف مقامات پر قیام کریں جو اپنے نمونہ سے تربیت کر سکیں - چنانچہ اس تحریک کے ماتحت ۷۰ مقامات پر واقفین متعین ہیں، جو جماعت کی تربیت و اصلاح کا کام نہایت خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں - علاوہ ازیں خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت ہر وقت خدمت کے لئے مستعد رہتے ہیں - جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔

اس دفتر کا کام نظامتِ مال اور نظامتِ ارشاد میں تقسیم ہے - سارے کام کی نگرانی وقفِ جدید انجمن احمدیہ کرتی ہے جس کے سات ممبر ہیں - آجکل اس انجمن کے صدر مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر بی اے - ایل ایل بی ایڈوکیٹ لائلپور ہیں - ہر دو نظامتوں کا کام فی الحال صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ شاہد،

چوہدری فقیر محمد صاحب ڈی ایس پی سابق وکیل الدیوان

حضرت قاضی محمد رشید صاحب سابق وکیل المال

ملک بشارت احمد صاحب منیجر نصرت آرٹ پریس

بی۔ اے کے سپرد ہے۔

فضل عمر ہسپتال، ربوہ اور اس کے مضافات کی ضروریات کے پیش نظر ہسپتال کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو ایک خیمہ میں ہوا۔ شروع میں ڈیڑھ سال ایک کچی بیرک میں ہسپتال کا کام زیر نگرانی ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ ایم۔ بی بی ایس ہوتا رہا کیونکہ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ لاہور میں قیام رکھتے تھے پھر حضور جب ربوہ تشریف لے آئے تو اکتوبر ۱۹۵۰ء میں مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب نے ہسپتال کا چارج لے لیا۔ آپ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ریٹائر ہوئے اور ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب یکم اکتوبر ۱۹۵۴ء سے آپکی جگہ انچارج مقرر ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سابق ریذیڈنٹ قادیان یکے از اصحابِ قمت بجالاتے ہیں۔ اس ہسپتال سے ہر کس و ناکس بلا تمیز مذہب و قوم فائدہ اٹھاتا تھا۔ بعد میں یہ ہسپتال خیمہ سے ایک کچی بیرک میں منتقل کیا گیا۔ ازاں بعد ہسپتال کے قواعد کے تحت ایک کچی عمارت تیار ہوئی۔ اس میں ایک آفس ڈسپنسری، اپریشن تھیٹر، زنانہ مریضوں کے معائنہ کا کمرہ، جنرل وارڈ برائے مریضان اور ایک کوارٹر برائے کمپونڈر تھا۔

ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل افسر کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجہ میں بفضلہ تعالیٰ فضل عمر ہسپتال اب ایک عظیم الشان دو منزلہ عمارت میں منتقل ہو چکا ہے جس کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پُرسوز دعاؤں کے ساتھ ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو رکھا تھا، اس کا افتتاح ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء کو ہوا۔ اس وقت تک فضل عمر ہسپتال کے تین بلاک مکمل ہو چکے ہیں۔ یہ عمارت بڑی خوبصورت

صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے
چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ

کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ایم سی

حاجی نصیر الحق صاحب

حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ فاضل

اور وسیع ہے۔ ایکسرے پلانٹ بھی نصب ہے۔ ہسپتال میں آنکھوں کے اپریشن کے علاوہ دیگر معمولی اپریشنوں کا انتظام بھی ہے۔

یہ ہسپتال سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خرچ سے چل رہا ہے اور اس سے ربوہ کے مضافات کی عام پبلک بھی مستفید ہو رہی ہے۔

۱۰۔ لنگر خانہ جلسہ سالانہ

آجکل جلسہ سالانہ کے لئے مختلف محلہ جات میں مستقل لنگر خانے تعمیر کئے گئے ہیں تاکہ ہر ایک محلہ کے مقیم مہمانوں کو کھانا وغیرہ پہنچانے میں سہولت ہو۔

۱۔ ایک لنگر خانہ جامعہ نصرت کے احاطہ میں قائم ہے۔ اس جگہ سٹور بھی ہے۔

۲۔ ایک لنگر خانہ دار الرحمت غربی میں غلہ منڈی کے نزدیک ہے۔

۳۔ ایک لنگر خانہ تعلیم الاسلام کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے درمیان قائم کیا جاتا ہے۔

۴۔ ایک لنگر خانہ کا قیام دار الیمن کے گراسی پلاٹ میں زیر تجویز ہے۔

جلسہ سالانہ کے ایام میں ۲۴ گھنٹے ان لنگر خانوں کے درمیان ٹیلیفون کے ذریعہ رابطہ رکھا جاتا ہے۔

۱۱۔ دار الاقامۃ النصرۃ

قادیان میں دار الشیوخ کا صیغہ قائم تھا، جہاں یتیموں، بے کسوں اور بیواؤں اور پریشان حال لوگوں کی دیکھ بھال کیجاتی تھی۔ ان کے لئے ضروریات زندگی کا سامان مہیا

کیا جاتا تھا۔ نیز انکی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس صیغہ کے انچارج حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضؓ تھے۔

ربوہ میں بھی ضرورت مند ہونہار نوجوان بچوں کے لئے ایک ادارہ دارالاقامۃ (ہوسٹل) قائم کیا جا رہا ہے جس میں ضرورتمند بچوں کی رہائش، خوراک اور تربیت کا مناسب انتظام کیا جائیگا۔ اس کے نگران سید داؤد احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی، شاہد مقرر ہوئے ہیں۔

سید میر داؤد احمد صاحب بی ایس سی

تعلیمی ادارے

جدید فسادوں کے دور کرنے کیلئے جو
جدید در جدید پیرائیوں میں
ظاہر ہوتے جاتے ہیں مدافعت
بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے

(فتح اسلام)

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب
سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

جامعہ احمدیہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے اڑہائی سال پہلے دسمبر ۱۹۰۵ء کے جلسہ سالانہ پر تمام دوستوں سے مشورہ لینے کے بعد یہ دینی مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ اور اس کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ یہ مدرسہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضی جہلمی کی یادگار ہوگا۔ اور سلسلہ کی ضروریات کے لئے علماء تیار کرنے کا کام اس کے سپرد ہوگا۔

مدرسہ احمدیہ ترقی کرتے ہوئے ۱۹۲۸ء میں خلافت ثانیہ کے عہد میں جامعہ احمدیہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس ادارہ میں مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل مزید تعلیم حاصل کرنے کے بعد مبلغ بن کر نکلتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ کے قائم ہونے پر حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضہ اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آپکے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کئی سال تک اس فرض کو باحسن سرانجام دیتے رہے۔ مئی ۱۹۴۴ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے تعلیم الاسلام کالج میں منتقل ہوجانے پر یہ فریضہ مولوی ابوالعطاء صاحب کے سپرد ہوا۔ ہجرت کے بعد نومبر ۱۹۴۷ء میں جامعہ احمدیہ چنیوٹ میں کھولا گیا جگہ کی تنگی اور بعض دوسری مجبوریوں کے باعث مارچ ۱۹۴۸ء میں جامعہ احمدیہ احمدنگر میں منتقل کردیا گیا۔

۱۹۴۹ء کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعۃ المبشرین

کا اجراء فرمایا۔ اس کے اجراء سے پہلے جامعہ احمدیہ میں مبلغین تیار ہوتے تھے اور طلبہ کو مولوی فاضل تک تعلیم دی جاتی تھی۔ اس نظام کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے مشنری تیار کرنے کا کام جامعۃ المبشرین کے ذمہ لگایا گیا۔ جامعہ احمدیہ میں مولوی فاضل تک تعلیم رکھی گئی۔

ایک عرصہ تک جامعۃ المبشرین کے پرنسپل اس کے مختلف پروفیسر صاحبان مقرر ہوتے رہے، اور بالآخر مولوی ابو العطاء صاحب کو مستقل پرنسپل جامعۃ المبشرین بنا دیا گیا۔ اور جامعہ احمدیہ میں قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کو پرنسپل مقرر کیا گیا۔ ایک عرصہ تک یہی نظام جاری رہا پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین کو ایک ہی کالج میں مدغم کر دیا گیا اور جامعہ احمدیہ کا نظام بھی تحریک جدید کے سپرد ہو گیا۔

اس ادارہ میں پہلے پرائمری پاس طالب علم داخل کئے جاتے تھے جو دس سالہ تعلیم کے بعد مبلغ بنتے تھے لیکن اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کم از کم میٹرک پاس طالب علم داخل کئے جائیں جو چھ سال کے بعد فارغ التحصیل ہو جائیں۔

دین کی خدمت کی تڑپ رکھنے والے نوجوان بی۔اے اور ایم۔اے پاس کرنے کے بعد بھی اس ادارہ میں آ کر تعلیم پاتے ہیں، اور دینی و دنیوی دونوں قسم کی تعلیم سے آراستہ ہو کر مجمع البحرین کا رنگ رکھتے ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ اس ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ ضرور جماعت احمدیہ سے ہی تعلق رکھتے ہوں بلکہ جو بھی اسلامی تعلیم کے حصول کا شوق رکھتے ہوں ان کے لئے اس ادارہ کا دروازہ کھلا ہے۔

مولانا ابوالعطا صاحب جالندھری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

اس کالج میں ہر سال کئی طلبا اپنے عرصۂ تعلیم کو ختم کرنے کے بعد مبشرین کے فرائض ادا کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔ سینکڑوں پاکستانی طلبہ کے علاوہ غیر ممالک سے بھی کئی خوش نصیب نوجوان ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ ابتک ساٹھ سے اوپر غیر ملکی طلبہ دینی تعلیم حاصل کر کے واپس اپنے ملکوں میں جا چکے ہیں آجکل بھی چین، انڈونیشیا، مشرقی افریقہ، جاپان، نائیجیریا وغیرہ کے طلباء زیر تعلیم ہیں۔

جامعۃ المبشرین اور جامعہ احمدیہ کے الحاق کے بعد مکرم میر داؤد احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی، شاہد جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مقرر ہوئے، جنہوں نے اپنے حسنِ انتظام سے اور لائق پروفیسروں کے تعاون سے جامعہ احمدیہ میں ایک نئی روح پھونک دی۔

۲۹ مارچ ۱۹۶۰ء کو جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی ایک اینٹ اپنے ہاتھ میں لیکر اس پر دیر تک دعا کی۔ دعا کے دوران آپ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎

ما غریباں خاک بوسانِ حرم ایں چنیں برکات گئے یاد اُم

دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے نصب فرمائی۔ بعد ازاں اور ممتاز صحابہ، بزرگانِ سلسلہ اور غیر ملکی طلباء نے اینٹیں نصب فرمائیں۔ آجکل یہ عمارت خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع احاطہ میں عالیشان صورت اختیار کر چکی ہے جو کہ مکرم میر داؤد احمد صاحب پرنسپل کی مساعی کی رہینِ منت ہے۔ جامعۃ المبشرین کی عمارت اب ہوسٹل کا کام دیتی ہے

حضرت نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ

جو کہ یونیورسٹی کالجوں کے نمونہ پر ہے۔ بڑھتی ہوئی ضروریات کے تحت مزید توسیع بھی کی
جا رہی ہے۔

الجمعیۃ العلمیۃ جامعۃ احمدیہ کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً کتابیں بھی شائع ہوتی
رہتی ہیں۔ اب تک انجیل مرقس کا آخری ورق، اسلامی معاشرہ، مصر کے آثار قدیمہ سے
ایک نئی انجیل کا انکشاف اور فردوس گم گشتہ وغیرہ کتب شیوع پذیر ہو چکی ہیں
ہر طالب علم کے لئے کھیلوں میں حصہ لینا لازمی قرار دیا گیا ہے اور سب کھیلیں
باقاعدہ پروگرام کے مطابق کھیلی جاتی ہیں۔ ہاکی، فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال
اور کبڈی کے علاوہ اتھیلیٹکس بھی ہوتی ہیں۔

تعلیم الاسلام کالج

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت زمانہ میں باوجود تمام مالی
مشکلات کے حضرت نواب محمد علی خانصاحب رض کی عالی ہمتی سے قادیان میں جون ۱۹۰۳ء
میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہوا[1]۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رض کالج کے پرنسپل
مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب رض دینیات، حکیم مولوی عبید اللہ صاحب رض
بسمل فارسی، مولوی محمد علی صاحب ریاضی، حضرت مفتی محمد صادق صاحب رض منطق،
حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رض عربی اور حضرت مولوی شیر علی صاحب رض
انگریزی کے پروفیسران تھے۔ حافظ صوفی غلام محمد صاحب رض (مبلغ ماریشس)۔ ڈاکٹر
غلام محمد صاحب لاہور (غیر مبائع)، شیخ عالم دین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ،
(غیر مبائع) اور مرزا محمود بیگ صاحب رض پٹی والے اس کالج میں پڑھتے رہے۔

[1] اصحاب احمد جلد دوم۔

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب

حضرت مفتی محمد صادق صاحب صاحبزادہ
مبلغ امریکہ

مرزا محمود بیگ صاحب
آف پٹی

یہ کالج صرف دو سال جاری رہا۔ بعد میں یونیورسٹی نے ایسی کڑی شرطیں
لگادیں جن کی پابندی ممکن نہ تھی۔ اس لئے اس وقت کالج کو بند کرنا پڑا۔

مگر یہ بیج آخر ایک لمبے عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے پھوٹا اور حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی براہ راست نگرانی میں قادیان میں تعلیم الاسلام کالج نے ۱۹۴۴ء
میں یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا۔ ابتداء میں ہی ڈگری کلاسز
شروع کر دی گئی تھیں۔ آجکل بی۔اے، بی۔ایس۔سی، کیمسٹری، میتھیمیٹکس،
عربی فارسی، اکنامکس ہسٹری اور پولیٹیکل سائنس میں آنرز کی کلاسیں بھی جاری ہیں۔
حال ہی میں ایم۔اے عربی کے اجراء کی بھی یونیورسٹی کی طرف سے اجازت مل چکی ہے۔
ایم۔ایس۔سی کیمسٹری کا اجراء یونیورسٹی کے زیر غور ہے۔

تعلیم الاسلام کالج کا ماٹو علم و عمل ہے۔

اس کالج کے قیام کی غرض و غایت یہ ہے کہ نوجوانانِ اسلام کو دنیوی تعلیم
کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دی جائے اور اخلاقی تربیت کا خصوصیت سے خیال رکھا جائے
تاکہ وہ نہ صرف روزمرہ کی دنیوی ذمہ داریوں کو کامیابی سے نباہ سکیں بلکہ اسلام
کے نمائندے بھی بن سکیں۔

کالج کی فضا فرقہ وارانہ تنگدلی اور تعصب سے بالکل پاک رکھی جاتی ہے اور
رنگ و نسل اور مذہبی جنبہ داری سے بالا ہو کر ہر غریب لیکن تعلیمی لحاظ سے قابل
طالب علم کا خواہ وہ کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو ہر ممکن خیال رکھا جاتا ہے، اور

انکی مالی مدد کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کالج میں قریباً ۵۰ فیصد ایسے طالب علم
داخل ہوتے ہیں جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ نیز اس کالج کو یہ فخر بھی
حاصل ہے کہ اس میں بیرونِ ممالک کے طلباء بھی تعلیم کے لئے تشریف لاتے ہیں جن میں تما
انڈونیشیا، آسٹریلیا، سمالی لینڈ، کینیا، غانا اور بحرین وغیرہ کے طلباء شامل ہیں۔
اس وقت امریکہ، فجی اور ماریشس وغیرہ کے طلباء زیر تعلیم ہیں۔

۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو تعلیم الاسلام کالج قادیان کی عمارت کو سر بمہر کر دیا
گیا تھا۔ یکم نومبر ۱۹۴۷ء موسمی تعطیلات کے بعد لاہور میں سیمنٹ بلڈنگ کے ایک
کمرے میں کالج جاری کر دیا گیا۔ کل ۶۰ طلبہ دس پندرہ روز کے اندر جمع ہو گئے۔ اسی ماہ کے
آخر میں نہر کے کنارے ایک ڈیری فارم کالج کے لئے الاٹ کر دیا گیا جس سے دفتر اور ہوسٹل
کا کام لیا گیا۔ اس زمانہ کی بے سر و سامانی کا اس امر سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان ایام
میں طلباء دن کے وقت چٹائیوں پر بیٹھ کر سبق حاصل کرتے اور پھر انہی چٹائیوں پر
رات کو سو رہتے۔

ایف۔ایس۔سی کالج کے ساتھ یہ طے پایا کہ کمرے اور لیبارٹریاں آپکی ہونگی
اور لیکچرار ہمارے۔ پیہم کوشش کے نتیجہ میں کچھ عرصہ بعد سابقہ ڈی۔اے۔وی کالج کی
عمارت الاٹ ہوئی جس کا قبضہ یکم مئی ۱۹۴۸ء کو ملا۔ اور ڈیڑھ دو لاکھ کے خرچ
سے اسے تعلیم جاری کرنے کے قابل بنایا گیا۔ چنانچہ کالج نے تعلیمی و انتظامی سرگرمیوں کی
وجہ سے قابلِ رشک نیکنامی حاصل کی۔

ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج کا سنگ بنیاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ جون ۱۹۵۳ء
کو رکھا۔ اور کالج کی بنیاد میں دارالمسیح کی اینٹ نصب فرمائی۔ دعا کے بعد دس بکرے

صدقہ کئے گئے۔

کالج کے ابتدائی معائنہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کا ایک وفد ۲۴ جولائی ۱۹۵۴ء کو وارد ربوہ ہوا جو دو معزز حضرات ڈاکٹر نیاز صاحب ڈائریکٹر کیمیکل ٹیکنالوجی اور مکرم تاج محمد صاحب خیال پرنسپل کالج لائلپور پر مشتمل تھا۔

۷ نومبر ۱۹۵۴ء سے یہ کالج ربوہ میں اپنی نئی اور شاندار عمارت میں منتقل ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۶ دسمبر ۱۹۵۴ء کو اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

کالج کی بلڈنگ پر دس لاکھ روپیہ زائد خرچ آچکا ہے اور مزید توسیع بھی کی جا رہی ہے جس پر کم از کم پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ ایک حد تک حکومت بھی اس میں امداد کر رہی ہے۔ اگرچہ سارے اخراجات کے بالمقابل جو صدر انجمن برداشت کر رہی ہے عمارتی گرانٹ میں مزید اضافہ کی ضرورت واضح ہے۔

کالج کا ماحول خدا تعالیٰ کے فضل سے عام شہری فضا سے اور اس کے بد اثرات سے بالکل محفوظ ہے کیونکہ یہاں کوئی سینما یا تماشہ گاہ موجود نہیں۔ کالج سٹاف کے ممبران کی اکثریت اسی کالج کے اولڈ بوائے اور واقفینِ زندگی پر مشتمل ہے جو اپنے فرائض کو دیانتداری اور محنت سے ادا کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔

مکرم محترم حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ایم اے (آکسن) کی راہ نمائی میں یہ کالج خدا تعالیٰ کے فضل سے دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ الحمد للہ!

کالج کی ربوہ میں پہلی کنووکیشن کالج لان میں منعقد ہوئی، اور خطبہ تقسیم اسناد جناب میاں افضل حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے ارشاد فرمایا۔

اس سے پہلے لاہور میں کنووکیشن پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ اور جسٹس ایس اے رحمٰن صاحب نے خطباتِ تقسیم اسناد ارشاد فرمائے۔

اس کالج کے نتائج خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت خوش کن ہیں۔ مثلاً ۱۹۶۰ء میں ہائر سیکنڈری امتحان کے پری میڈیکل گروپ میں کالج کے طالب علم حمید احمد خان صاحب پنجاب بھر میں اول رہے اور HUMINITIES GROUP (آرٹس) میں کالج کے ایک اور طالب علم اعجاز الحق صاحب پنجاب بھر میں دوئم رہے۔ نتائج میں مجموعی اوسط یونیورسٹی کی اوسط سے نہایت شاندار رہتی ہے۔

کالج کے فارغ التحصیل طلبہ اس وقت پاکستان کے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں اور آرمڈ فورسز میں معزز عہدوں میں نہایت نیکنامی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

لاہور کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ نے کالج کے لاہور سے منتقل ہونے پر جو کمی محسوس کی اور اس کا جن الفاظ میں اظہار کیا وہ اس کتاب میں زیر عنوان "کہتی ہے ہم کو خلقِ خدا غائبانہ کیا۔" صفحہ ۲۸۱ پر درج ہے۔

کالج میں حسب ذیل علمی مجالس قائم ہیں جن کے پروگرام کے مطابق باقاعدہ اجلاس ہوتے ہیں:-

کالج یونین، مجلسِ ارشاد، مجلسِ عربی، مجلسِ نفسیات و فلسفہ، مجلسِ اقتصادیات، مجلسِ سائنس، بزمِ اردو، فوٹوگرافک اینڈ ریڈیو سوسائٹی، مجلس ریاضی، بیالوجیکل سوسائٹی، مجلسِ فارسی۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ

گولبازار

مجلس سیاحت، یہ کلب پاکستان یوتھ ہوسٹل ایسوسی ایشن سے باقاعدہ ملحق ہے۔ اس کے صدر مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ہیں۔ جن کی قیادت میں ہر سال وفود سیاحت کیلئے ریاست سوات، دیر، چترال، کافرستان وغیرہ دور دراز علاقوں میں جاتے ہیں اور ان لوگوں کے حالات اور طرز بود وباش کا قریب سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں کالج میں مختلف کھیلوں کے نگران مقرر ہیں جن کی نگرانی میں مندرجہ ذیل کھیلیں کھیلی جاتی ہیں:۔

ہاکی، فٹ بال، بیڈمنٹن، والی بال، کبڈی، اتھلیٹکس، کرکٹ۔

ہمارے کالج نے مسلسل بارہ سال تک یونیورسٹی کے کشتی رانی کے مقابلوں میں اول پوزیشن حاصل کر کے چیمپئن شپ لی۔ نیز ایسٹ پاکستان کشتی رانی کے مقابلوں میں ہمارے کھلاڑی اچھی پوزیشن حاصل کرتے رہتے ہیں۔

باسکٹ بال کی مقبولیت کا سہرا پروفیسر نصیر احمد خانصاحب کے سر ہے۔ ۵۹-۱۹۵۸ء سے آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ کا اہتمام کالج میں کیا جاتا ہے کھیل کا معیار نہایت بلند ہے جو ربوہ اور ارد گرد کے لوگوں کے لئے بیحد دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔ ہماری ٹیم یونیورسٹی باسکٹ بال چیمپئن شپ میں شریک ہوئی اور تین کھلاڑی یونیورسٹی کی ٹیم میں منتخب ہوئے۔

فضل عمر ہوسٹل

تعلیم الاسلام کالج کے ساتھ ہی فضل عمر ہوسٹل کی شاندار عمارت ہے۔ اس عمارت کا سنگِ بنیاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ جون ۱۹۵۵ء کو نصب فرمایا۔
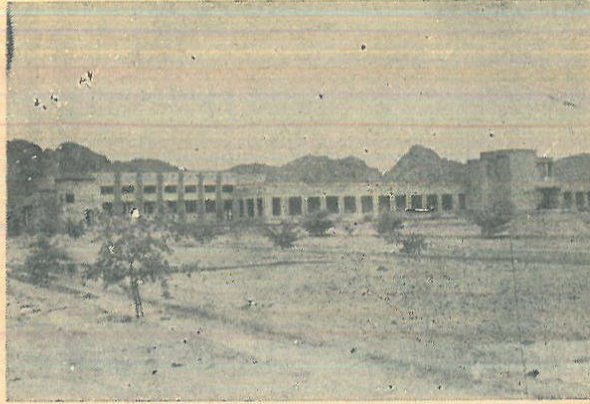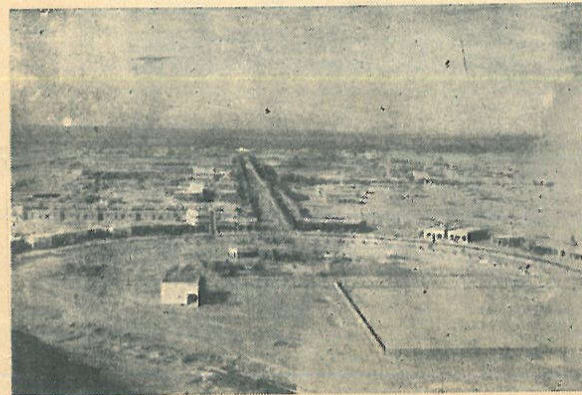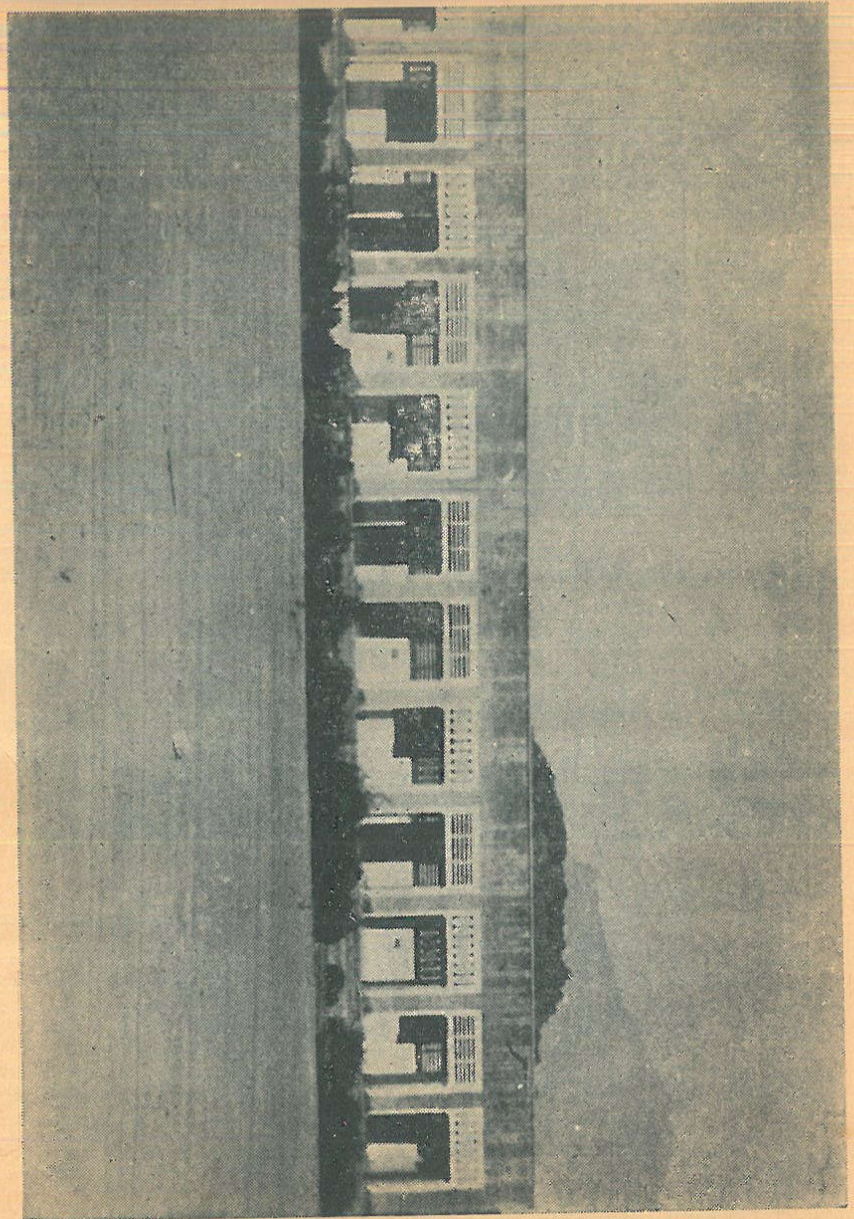
مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔

ہر ممکن کوشش کیجاتی ہے کہ ہوسٹل میں نہایت تھوڑے خرچ پر اچھی خوراک مہیا کیجائے۔ کھانے میں خالص گھی استعمال کیا جاتا ہے۔ خوراک کا انتظام افسرانِ بالا کی زیر نگرانی طلباء کے ہاتھ میں ہے۔ کالج کی طرف سے ہوسٹل کے متصل ٹک شاپ ایک علیحدہ بلڈنگ میں موجود ہے جہاں طلبہ ناشتہ وغیرہ کر سکتے ہیں۔

ہوسٹل میں طلبہ کی صحت اور تعلیم و تربیت کیطرف خاص توجہ دیجاتی ہے۔ کوشش کیجاتی ہے کہ ہر مسلمان طالب علم اپنے طریق پر نماز ادا کرے۔ احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ البتہ اس امر کی شدید نگرانی کیجاتی ہے کہ ہر مسلمان لڑکا نماز ضرور پڑھے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف کا روزانہ صبح و شام درس ہوتا ہے۔ جو طلبہ عربی نہیں جانتے انہیں باترجمہ قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ باہر سے آنیوالے طلبہ جو قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکتے انہیں قرآن کریم پڑھانے کا ہوسٹل میں بندوبست کیا جاتا ہے۔

کالج اور ہوسٹل کا ماحول بھی نہایت صحت افزا ہے۔ ہوسٹل میں مطالعہ کے اوقات مقرر ہیں۔ جن میں ٹیوٹر صاحبان اور "PREFACTS" اس امر کی کڑی نگرانی کرتے ہیں کہ ہر طالب علم اپنی سیٹ پر موجود ہو اور مطالعہ میں مصروف ہو۔ اس نگرانی کا روزانہ ریکارڈ بھی رکھا جاتا ہے اور ماہوار رپورٹ میں جو طلبہ کے والدین کو بھجوائی جاتی ہے، نماز اور دیگر کوائف کے علاوہ مطالعہ کے ریکارڈ کا اندراج بھی کیا جاتا ہے۔

~~~~~~~~

جامعہ نصرت کالج
~~~~~~~~

مجلس تعلیم اور دینیات کلاسیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو احمدیہ یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کے ماتحت ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بارہ ۱۲ احباب پر مشتمل ایک بورڈ مقرر کیا گیا ہے جس کے صدر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ایم اے تھے، اور اس کا نام مجلس تعلیم رکھا گیا۔

اس مجلس کے مفصل قواعد تیار ہو کر ۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہوئے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے یہ طے ہوا کہ عورتوں کے لئے ایک دینیات کا علیحدہ کالج ہو جس میں مڈل پاس طالبات داخل ہو کر ۸ سال دینیات کی تعلیم حاصل کریں۔ ہر دو سالوں کی ڈگری کا نام اور کورس علیحدہ علیحدہ تجویز کیا گیا:-

درجہ ممہدہ، درجہ عالمہ، درجہ علیمہ، درجہ علامہ اور ایم۔اے کے مقابلہ پر فقیہ کا درجہ رکھا گیا۔ ہر سال طالبات ان امتحانوں میں شریک ہو کر مجلس تعلیم سے سندات حاصل کرتی رہیں۔ تقسیم ملک تک آخری کلاس[1] نے علیمہ کی سندات حاصل کر لی تھیں لیکن بعد میں یہ کالج جامعہ نصرت میں تبدیل کر دیا گیا۔

---

[1] آخری کلاس میں جنہیں علیمہ کی سندات ملی تھیں مندرجہ ذیل طالبات تھیں:-

۱۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ ایم اے (بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ) حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ آپ آجکل صدر لجنہ اماء اللہ اور جامعہ نصرت کالج کی ڈائریکٹرس ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے۔ آمین۔

جامعہ نصرت (گرلز کالج)

انقلاب کے بعد جامعہ نصرت کا قیام ۱۹۵۱ء میں ہوا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے زنانہ کالج کی اشد ضرورت کے پیش نظر اس کی بنیاد رکھی۔ اور بنفس نفیس اس کی رسم افتتاح فرمائی جس میں آپ نے اس کالج کے اجراء کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان بچیوں کو مغربی تہذیب و تمدن کے مسموم اثرات سے محفوظ رکھا جائے، انہیں دینیات کی تعلیم لازمی طور پر دی جائے۔ اسلامی پردہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس انداز سے انکی تعلیم و تربیت کی جائے کہ وہ عملی زندگی میں بہترین

بقیہ حاشیہ۔ ۲۔ مکرمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ (بنت مولوی چراغ الدین صاحب رضؓ پنشنر دار الرحمت قادیان) اہلیہ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ آپ ماہنامہ مصباح کی مدیرہ ہیں۔

۳۔ محترمہ امۃ العزیز صاحبہ رضؓ بنت مکرم قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی (حال احمد کمرشل کالج راولپنڈی) جن کی وفات راولپنڈی میں اکتوبر ۱۹۴۷ء میں بعمر ۲۳ سال ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۴۔ مکرمہ نصیرہ نزہت صاحبہ (بنت ماسٹر مولا بخش صاحب رضؓ دار الفتوح قادیان) اہلیہ حافظ بشیر الدین صاحب مبلغ ماریشس، آپ آجکل ربوہ میں رہتی ہیں۔

نمونہ ثابت ہوں۔ جامعہ نصرت کا مقصد طالبات کو دینی تعلیم اور اسلامی ثقافت کی صحیح روح سے روشناس کرانا اور رائج الوقت تعلیم دینا ہے تاکہ انکی زندگی دینی اور دنیوی دونوں قسم کے علوم کی روشنی میں تاباں اور درخشاں ہو سکے اور وہ ملک و ملت کے لئے مفید وجود ثابت ہو سکیں۔ بعدہٗ حضور نے جامعہ کے درخشندہ مستقبل کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت سیدہ اُمِ متین صاحبہ ایم اے کالج کی ڈائریکٹرس ہیں، اور پرنسپل کے فرائض محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ (بیگم حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب رض) ادا فرما رہی ہیں۔ بورڈ اور یونیورسٹی کے نتائج کے اعتبار سے یہ ادارہ اپنی قسم کے تمام ادارہ جات میں ممتاز اور یکتا ہے۔

جامعہ نے اپنے ابتدائی مراحل محترمہ ڈائریکٹرس صاحبہ کی زیر نگرانی بڑی سُرعت سے طے کئے، اور یہ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ ہم آج جامعہ نصرت کو ترقی کی راہوں پر گامزن دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے اس کالج کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت صرف کیا۔ کالج کا آغاز انتہائی نامساعد حالات میں ہوا۔ عمارت اور سٹاف کی کمی اتنے حوصلہ شکن امور تھے جن پر قابو پانا آسان نہ تھا۔ لیکن بتائید ایزدی محترمہ موصوفہ کی پیہم جد و جہد نے ناممکن امر کو ممکن کر دکھایا۔

سٹاف میں علاوہ زنانہ لیکچررز کے مرد لیکچررز بھی ہیں مگر تعلیم برعایت پردہ دیجاتی ہے۔

طالبات کی علمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائی جاتی ہے۔

علمی سرگرمیوں کے علاوہ فنی اور ادبی ذوق کو نکھارنے کے لئے ٹیوٹوریل گروپس اور مختلف انجمنیں قائم کی گئی ہیں جن میں کالج یونین کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ جس کے زیر انتظام مختلف مباحثے منعقد کئے جاتے ہیں، اور دوسرے کالجوں کے بین الکلیاتی مباحثوں میں شرکت کیجاتی ہے۔

کالج میں حسب ذیل سوسائٹیاں قائم ہیں۔ ہر ایک سوسائٹی ایک پروفیسر صاحبہ کی ذمہ واری میں کام کرتی ہے:۔

کالج یونین، بزم اردو، مجلس تاریخ، مجلس الکنامکس، مجلس فارسی، مجلس عربی، لجنہ اماء اللہ کی شاخ، مجلس اسلامیات۔

سٹاف کی جملہ پروفیسران اپنے کام کو دین کی خدمت سمجھتی ہیں۔ یہ انکی محنت اور قربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ کالج کی طالبات کے نتائج یونیورسٹی اور سیکنڈری بورڈ کے نتائج سے کافی بہتر ہوتے ہیں۔ ہر سال طالبات کا عربی میں گولڈ میڈل حاصل کرنا طالبات کے ذہنِ رسا اور متعلقہ لیکچرار کی مخلصانہ سعی و عمل پر دال ہے۔ سابقہ سال دو طالبات نے اردو اور تاریخ کے مضامین میں یونیورسٹی میں اوّل رہ کر اور وظائف حاصل کر کے کالج میں ایک نئی روایت قائم کی۔ امسال ثانوی بورڈ کے مقابلہ اور مضمون نویسی میں دو انعامات حاصل کئے۔

سالِ رواں سے چار مضامین میں آنرز کی کلاسیں بھی کھولی گئی ہیں۔

طالبات کے لئے منظم طور پر کھیلوں اور فزیکل ٹریننگ کا انتظام ہے اور ایک دن کے لئے تین پریڈ اس کے لئے مخصوص ہیں۔ ہر طالبہ کو کسی نہ کسی کھیل میں حصہ لینا ہوتا ہے۔ بیڈمنٹن، نٹ بال اور والی بال تو باقاعدگی سے کھیلے جاتے ہیں۔ اور

بارش کے دنوں میں ٹیبل ٹینس کا انتظام موجود ہے۔ طالبات بورڈ اور یونیورسٹی کے کھیلوں کے مقابلہ میں بہترین کھیل کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

ہوسٹل جامعہ نصرت

کالج کے ساتھ ہی طالبات کے لئے ہوسٹل کا بھی انتظام ہے جس کا ایک حصہ صدر انجمن احمدیہ نے تعمیر کرا دیا ہے۔ کالج کے ہوسٹل میں طالبات کی تربیت کا پورا انتظام ہے۔ محترمہ استانی سردار بیگم صاحبہ ہوسٹل کی سپرنٹنڈنٹ ہیں کھانے کا انتظام نہایت اعلیٰ ہے۔ بورڈرز کو پانچ وقت نماز باجماعت پڑھائی جاتی ہے اور ہر جمعہ اور ماہ رمضان میں ہر روز درس قرآن کریم کے لئے مسجد مبارک لیجایا جاتا ہے۔ کالج اور ہوسٹل ایک وسیع احاطہ میں ہیں جس کا ماحول پاکیزہ اور صحت افزا ہے۔ ہوسٹل اور کالج کی فضا دوسرے شہروں کے ناپسندیدہ اثرات سے خدا تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس سکول کی بنیاد ۱۸۹۷ء میں اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشاد کے مطابق اس سکول کے قیام کا مقصد یہ ہے:۔

"میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں ..... سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان

میں ایک مڈل سکول قائم کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ انگریزی تعلیم کے ایک حصہ تعلیم کی وہ کتابیں رکھی جائیں کہ جو میری طرف سے اس غرض سے تالیف ہونگی۔"

انقلاب کے بعد یہ سکول چند ماہ لاہور رہ کر چنیوٹ میں جاری ہوا، اور اپریل ۱۹۵۲ء کو ربوہ میں منتقل ہو گیا۔ بچے اسلامی ماحول اور مخصوص تربیت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ آجکل میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔اے۔ جمونی ہیڈ ماسٹر ہیں۔ سکول میں دینی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ دسویں جماعت تک قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث اور اسلامی مسائل سے بھی طلبا کو واقف کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے سکول کے طلبہ دینی معلومات کے لحاظ سے تمام طلباء میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔ انمیں سے متعدد طلبہ ہر سال اپنی زندگیاں اسلام کی خاطر وقف کر کے بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کو ادا کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔

سکول کی موجودہ پوزیشن حضرت مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم کی خصوصی توجہ کی رہینِ منت ہے۔ جو ایک لمبے عرصہ تک اس سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہ چکے ہیں عمارت کا اس وقت تک صرف ایک حصہ تعمیر ہو سکا ہے۔

جو اساتذہ ہماری درسگاہوں میں کام کر رہے ہیں وہ قربانی کرتے ہوئے اسے خدمتِ دین سمجھتے ہیں، اور نسبتاً تھوڑے معاوضہ پر کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری درسگاہوں کے نتائج سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن کے امتحانات کی اوسطِ نتیجہ سے بہت اچھے ہوتے ہیں۔

ہیڈ ماسٹر صاحب کو سٹاف کا مکمل تعاون حاصل ہے اور سٹاف کو ہیڈ ماسٹر صاحب کی گہری ہمدردی پر کامل اعتماد ہے، اور یہی چیز سکول کی نمایاں کامیابی کی ضامن ہے۔ ڈویژنل انسپکٹر جناب میاں عبد العزیز صاحب کے الفاظ ہیں:۔

"اساتذہ اور طلبہ میں باپ بچوں کی سی شفقت اور محبت کا سلوک پایا جاتا ہے۔ تعلیم دینے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد اور شاگرد میں ایسے ہی تعلق کی ضرورت ہوتی ہے۔"

ہر ہفتہ ادبی مجالس منعقد ہوتی ہیں جس سے طلباء کو تقریر کا ملکہ حاصل ہوتا ہے اور ہمارے سکول کے طلباء تقریباً ہر سال ضلعی مقابلوں میں ناموری حاصل کرتے ہیں۔

محکمہ تعلیم کی آئندہ سکیم نافذ ہونے پر یہ ہائی سکول سیکنڈری سکول بن جائے گا۔ اور اس کا مڈل حصہ علیحدہ کر دیا جائیگا۔

سکول میں خاصی تعداد غیر از جماعت بچوں کی ہے جنہیں ہر طرح کی مراعات حاصل ہیں اور انہیں ہر طرح مذہبی آزادی بھی میسر ہے۔

سکول میں کھیلوں اور فزیکل ٹریننگ کا باقاعدہ انتظام موجود ہے۔ اساتذہ کا ایک بورڈ کھیلوں کی نگرانی کرتا ہے اور تقریباً تمام رائج الوقت کھیلیں سکول میں کھیلی جاتی ہیں۔ ہر سال انٹر سکول مقابلوں میں سکول نمایاں پوزیشن حاصل کرتا ہے بلکہ کبھی کبھی ڈویژنل ٹورنامنٹوں میں بھی قابلِ فخر مقام پا لیتا ہے۔ کالج کے تعاون کی وجہ سے باسکٹ بال میں سکول کے طلباء اب اس قابل ہو گئے ہیں کہ وہ سیکنڈری بورڈ کی ٹیم میں بھی شامل کئے جا سکیں۔ چنانچہ اس سال اس سکول کے دو طالب علم سیکنڈری بورڈ کی ٹیم میں شامل ہوئے۔

بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول

سکول کے ساتھ ہی بورڈنگ ہاؤس کی عمارت ہے جہاں طلباء کی اخلاقی دینی اور تعلیمی نگرانی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ طلباء میں پنجگانہ نماز کی عادت پیدا کی جاتی ہے۔ بورڈنگ کے ساتھ ہی ایک مسجد واقع ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے نام نامی پر مسجد نور رکھا ہے۔ بورڈنگ کی نگرانی سکول کے ایک سینئر استاد کے سپرد ہے جس کے ساتھ حسبِ ضرورت تین چار اساتذہ بطور ٹیوٹر کام کرتے ہیں، تاکہ صحیح طور پر طلباء کی نگرانی کی جا سکے۔

بورڈرز میں نہ صرف پاکستان کے مختلف علاقوں سے آنیوالے بلکہ بیرونی ممالک سے آنے والے بھی شامل ہیں۔ غیر از جماعت دوست بھی اپنے بچوں کو ہماری مخصوص روایتی تعلیم و تربیت کی وجہ سے یہاں بھجوانے کا اہتمام کرتے ہیں۔

نصرت گرلز ہائر سیکنڈری سکول

تعلیم نسواں کی غرض سے حالیہ نصرت گرلز سکول کی ابتداء پرائمری سکول کی صورت میں بزمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں ہوئی، اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں ۱۹۲۵ء سے اسے مڈل کا درجہ دیا گیا۔ اور ۳۱-۱۹۳۰ء میں نصرت گرلز سکول کی ابتدائی جماعتیں پہلی مرتبہ میٹرک کے امتحان میں شامل ہوئیں۔ ہجرت کے بعد لڑکیوں کی تعلیم کے لئے یہ سکول دوبارہ قائم ہوا۔ پہلے کچھ عرصہ رتن باغ

لاہور میں اور پھر اپریل ۱۹۴۹ء سے ربوہ میں منتقل کر دیا گیا۔

اِس میں دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی تسلی بخش انتظام ہے۔ مکرمہ امۃ العزیز عائشہ صاحبہ بی۔اے۔ بی ٹی ہیڈ مسٹرس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

اِس وقت سکول کے حصۂ پرائمری میں چار صد سے اوپر اور حصۂ ثانوی میں ساڑھے پانچ صد طالبات زیر تعلیم ہیں۔ باہر سے ورنیکلر مڈل پاس کرکے آنیوالی طالبات کے لئے سپیشل کلاس جاری ہے جس میں صرف انگریزی اور دینیات کی تعلیم دیجاتی ہے۔

تقریباً دو لاکھ روپیہ کے خرچ سے سیکنڈری سکول کی بلڈنگ تیار ہو چکی ہے۔ اس میں گورنمنٹ کی امداد بھی شامل ہے۔

طالبات کے لئے کھیلوں اور فزیکل ٹریننگ کی نگرانی کیجاتی ہے اور باقاعدگی سے طالبات ان میں حصہ لیتی ہیں اور طالبات گرل گائیڈز اور ریڈ کراس کی تحریکوں میں بھی سرگرمی سے شامل ہوتی ہیں۔

نصرت گرلز سیکنڈری سکول

محکمۂ تعلیم کی نئی سکیم کے تحت پرانا ہائی سکول اب ہائر سیکنڈری ہو چکا ہے۔ اس لئے سیکنڈری سکول جو مڈل کلاس تک ہے نئی عمارت میں شروع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نصرت زنانہ انڈسٹریل سکول

مئی ۱۹۵۰ء سے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی نگرانی میں نصرت زنانہ انڈسٹریل سکول قائم ہے جو سرکاری طور پر منظور شدہ ہے اور اسمیں کام سیکھنے والی طالبات کو ڈپلومہ بھی دیا جاتا ہے۔ مکرمہ انچارج صاحبہ شعبۂ دستکاری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ہی اسکی نگران ہیں۔ دستکاری کے کام کے علاوہ دینیات کی تعلیم بھی باقاعدہ دیجاتی ہے۔

فضلِ عمر جونیئر ماڈل سکول

سیدہ حضرت اُمِ متین صاحبہ ایم۔اے کی ذاتی توجہ اور تعلیمی دلچسپی صرف اعلیٰ تعلیم کیطرف ہی نہیں بلکہ ابتدائی اور بنیادی تعلیمی ضروریات کا بھی آپکو بدرجہ اتم احساس ہے، چنانچہ لجنہ اماء اللہ کے شعبۂ تعلیم کے تحت یکم دسمبر ۱۹۵۷ء سے یہ سکول جاری ہے جس میں جدید طریق کے مطابق چھوٹے بچوں کو صاف ستھرے ماحول میں تعلیم دیجاتی ہے۔ انگریزی پہلی جماعت سے شروع کیجاتی ہے۔ جسمانی تربیت کا اعلیٰ انتظام ہے۔ دینیات کی تعلیم کا بھی بہت اچھا بندوبست ہے۔ شعبۂ تعلیم کی نگرانی محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب فرماتی ہیں۔

اس سکول کی اصلی غرض یہ ہے کہ بچوں میں اسلامی اخلاق پیدا ہوں جو ایک مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے تاکہ بڑے ہونے پر جب وہ عملی زندگی میں قدم رکھیں تو سلسلہ کے ذمہ دار رکن اور مفید شہری ثابت ہوں۔ نیز جب وہ بڑے ہو کر اعلائے

کلمۃ اللہ کے لئے دوسرے ممالک میں جائیں تو انہیں انگریزی پر پورا عبور حاصل ہو۔

سپورٹس ڈے ایک نمایاں پروگرام ہوتا ہے جس میں بچے کھیلوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

فضلِ عمر ریسرچ

یہ انسٹی ٹیوٹ (INSTITUTE) تحریک جدید کے ماتحت ایک علمی اور صنعتی تحقیقی ادارہ ہے۔ اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ۱۹۴۴ء میں رکھی اور اس کی لیبارٹریز کا افتتاح ۱۹۴۴ء میں ہندوستان کے مشہور سائنسدان سر شانتی سروپ بھٹناگر نے کیا۔

انسٹی ٹیوٹ کے ابتدائی پروگرام میں کیمیاوی اور زراعتی تحقیقات اور کیمیاوی صنعتیں شامل تھیں۔ اس غرض کیلئے ایک تجرباتی فارم بھی بنایا گیا اور ارنڈ (CASTOR) اور سویابین پر کام شروع کیا گیا۔ ابھی اس پروگرام کی ابتداء ہی تھی کہ تقسیم ملک کا ہنگامہ پیش آیا اور اس ادارہ نے بھی پاکستان ہجرت کی۔ کچھ عرصہ لاہور میں کام جاری رکھا گیا اور صابن سازی کی صنعت شروع کی اور ساتھ ہی کیمیکلز (CHEMICLES) یعنی تیزاب اور امونیا وغیرہ کے بنانے کا کام بھی ہوتا رہا۔

ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ایک کام اپنے سکالرز کو اعلیٰ تعلیم اور ٹریننگ دلانا بھی تھا۔ اس سکیم کے ماتحت چار افراد کو انگلستان اور امریکہ بھجوایا گیا۔

مالی مشکلات کے پیش نظر بنیادی ریسرچ کا کام بند کرنا پڑا اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کی طرف رجوع کیا گیا اور کیمیاوی مرکبات بنانے کا کام بھی جاری رہا۔

اس وقت دو سیکشن کام کر رہے ہیں :۔

ا۔ بوٹ پالش سیکشن جس کی نگرانی مکرم ملک منور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی ابن مکرم ملک حبیب الرحمٰن صاحب ڈپٹی ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز سرگودہا ڈویژن کرتے ہیں۔

ب۔ ادویات سازی کا سیکشن جس کے انچارج مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب سیالی ایم۔ ایس۔ سی ابن محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ ایم اے ہیں۔

ان دو سیکشنوں میں حسب ذیل اشیاء تیار ہوتی ہیں :۔

ا۔ شائنو بوٹ پالش، شاہین بوٹ پالش، ویزلین شائنو، برلنٹائن، فریگوتیٹ، وائٹ شو کلینر۔

ہیئر آئیل :۔ کچی گھانی، انیکس شیشی، کشش پہلو شیشی۔

ب۔ کف ایکس، سن شائن گرائپ واٹر، بامیکس۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۶ر جون ۱۹۵۳ء کو فضل عمر ریسرچ کا افتتاح فرمایا۔

پرائمری سکولز

پرائمری سکولز ۵ ہیں۔ ان میں چار سکولز ربوہ ٹاؤن کمیٹی اور ایک صدر انجمن احمدیہ کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے طلباء کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ الحمد للہ!

ٹاؤن کمیٹی ربوہ کے تحت

۱۔ فیکٹری ایریا میں ٹھیکہ دار بدر الدین صاحب کی آرہ مشین کے متصل ہے۔

۲۔ دار النصر کے گراسی پلاٹ میں بجو ریلوے اسٹیشن لیبول کراسنگ کے آگے ہے۔

میں قائم ہے۔

۳۔ دارالصدر غربی میں شارع صدر کی نشیبی زمین پر ایک کوٹھی میں۔

۴۔ دارالیمن کے گراسی پلاٹ میں واقع ہے۔ یہ لڑکیوں کا سکول ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کے تحت، دارالرحمت وسطی کے گراسی پلاٹ میں ایک سکول چل رہا ہے۔ اس کی عمارت کی موجودہ ضرورت کے پیش نظر توسیع ہو رہی ہے۔

حافظ کلاس

آجکل مکرم حافظ شفیق احمد صاحب کی زیر نگرانی بچوں کی حفاظ کلاس جماعت احمدیہ کے زیر انتظام مسجد مبارک میں جاری ہے۔ تیرہ بچے قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔

ربوہ کے حفاظ صاحبان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن)

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری۔

حافظ عبدالسلام صاحب دارالصدر شرقی۔

" شفیق احمد صاحب انچارج حفاظ کلاس۔

" ملک محمد صاحب پٹیالوی دارالرحمت وسطی۔

" مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ۔

" محمد رمضان صاحب دارالرحمت وسطی۔

" محمد افضل صاحب " غربی۔

" محمد اسحاق صاحب دارالصدر جنوبی۔

حافظ فیض اللہ صاحب، دارالصدر جنوبی

" محمد سلیمان صاحب " غربی۔

" حافظ عبدالسمیع صاحب امروہی

متفرق کلاس

اس کا مقصد یہ ہے کہ جو احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز میں آکر تھوڑا عرصہ قیام میں کچھ دینی علوم سیکھنا چاہیں وہ سیکھ سکیں۔ اس کے لئے پورے وقت کا ایک معلم رکھا ہوا ہے جس سے احباب جماعت پورا پورا استفادہ کر سکتے ہیں۔ آجکل مکرم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

علم و عمل

وہ خدا

جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم،
حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنیوالا ہے پس
تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا
کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائیگا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ
ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔
خدا کیلئے ہار اختیار کرو اور شکست کو قبول کرو تا کہ
بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنیوالوں
کو خدا معجزہ دکھائیگا اور مانگنے والوں کو ایک
خارق عادت نعمت دی جائے گی۔

(لیکچر سیالکوٹ)

تربیتی ادارے

۱- مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ

مجلس انصار اللہ کا مرکزی دفتر انصار اللہ کے ہال میں قائم ہے۔ یہ دفتر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے صدر انصار اللہ مرکزیہ کی زیر نگرانی کام کرتا ہے انتظامی لحاظ سے اس کے مختلف شعبے ہیں۔ ہر شعبہ کا نگران قائد کہلاتا ہے۔ مثلاً:۔

قائدِ عمومی، قائدِ مال، قائد تعلیم، قائد تربیت، قائدِ خدمتِ خلق، قائد ذہانت وصحتِ جسمانی۔

اس دفتر کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو نصب فرمایا تھا۔

اس مجلس میں ایسے افراد شامل ہیں جن کی عمر ۴۰ سال یا اس سے زیادہ ہے یہ مجلس انہیں خدمتِ اسلامی کے لئے تحریک کرتی اور انکی روحانی ترقی کا پروگرام بناتی ہے۔

۲- مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد نوجوانوں کی تربیت اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ اس کا دفتر مجلس انصار اللہ کے دفتر سے متصل ہے۔ آجکل مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب فاضل بی۔اے۔ خدام الاحمدیہ کے صدر ہیں۔

شعبہ کے انچارج کو مہتمم کہا جاتا ہے۔ حسب ذیل شعبے کام کر رہے ہیں:۔

مال، تربیت و اصلاح، وقارِ عمل، تعلیم و ذہانت، صحتِ جسمانی، اصلاح و ارشاد، اطفال، اشاعت، صنعت اور تجارت، عمومی، تجنید محاسب، تربیت، تحریکِ جدید و وقفِ جدید، مجالس بیرون و مقامی اور خدمتِ خلق۔

اس دفتر کا سنگِ بنیاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۶ فروری ۱۹۵۲ء کو نصب فرمایا۔

۳- لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

یہ عورتوں کی مرکزی مجلس ہے اس کا دفتر لجنہ اماء اللہ کے اپنے تعمیر کردہ ہال میں واقع ہے۔ اس کی نگرانی حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ ایم اے صدر لجنہ اماء اللہ فرماتی ہیں۔ لجنہ کا کام مختلف شعبوں میں منقسم ہے۔ ہر شعبہ کی انچارج کو سیکرٹری کہا جاتا ہے حسب ذیل شعبے کام کر رہے ہیں:۔

تعلیم، تربیت و اصلاح، اصلاح وارشاد، مال، خدمتِ خلق، دستکاری، ناصرات الاحمدیہ، نمائش۔

تربیتی اداروں کے ممبران کے عہد نامے

۱۔ مجلس انصار اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

"میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کیلئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اسکے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ کے اٹھارویں [18] سالانہ اجتماع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ روح پرور عہد خدام سے لیا:۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک

کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کیلئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے لئے وقف رکھیں گے، اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے، اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین [1]

۳۔ لجنہ اماء اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر مال، جان، وقت اور اولاد کی پروا نہ کروں گی، اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ [2]

---

[1] خالد مارچ/اپریل ۱۹۶۰ء [2] الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۵ء

اشاعتی ادارہ جات

پریس

ربوہ میں دو پریس کام کر رہے ہیں۔ ایک انگریزی، عربی اور اردو ٹائپ کا پریس ہے۔ اور دوسرا لیتھو پریس ہے۔

۱۔ ایک کا نام نصرت آرٹ پریس ہے جو گولبازار میں واقع ہے۔ اور اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی زیرِ نگرانی کام کرتا ہے۔ اس پریس میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور انگریزی کا دوسرا لٹریچر شائع ہوتا ہے۔ بعض اردو رسالجات کے ٹائیٹل پیج بھی شائع ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے فوٹوز کے بلاکس کے نہایت عمدہ پرنٹ کا انتظام ہے۔ اس وقت ملک بشارت احمد صاحب بطور مینجر کام کر رہے ہیں۔

۲۔ دوسرے پریس کا نام ضیاء الاسلام پریس ہے جو ادارہ الشرکۃ الاسلامیہ کے ساتھ ملحق ہے۔ یہ پریس مولانا جلال الدین صاحب شمس کی زیرِ نگرانی کام کرتا ہے۔ روزنامہ الفضل اور اردو کے دوسرے رسائل اسی پریس میں چھپتے ہیں۔ اس پریس کا افتتاح ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ ربوہ سے شائع ہونے والا اردو لٹریچر اسی پریس میں چھپتا ہے۔

اشاعتی ادارے

۱۔ الشرکۃ الاسلامیہ۔ یہ ادارہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے عظام اور علمائے سلسلہ کی اشاعتِ کتب کے لئے قائم ہے۔ اس کے صدر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس (سابق امام مسجد لنڈن) ہیں۔ یہ ادارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سیٹ کی شکل میں روحانی خزائن کے نام سے شائع کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ تفسیرِ کبیر اور تذکرہ وغیرہ کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ضیاء الاسلام پریس کی نگرانی الشرکۃ الاسلامیہ کے انچارج کے سپرد ہے۔

۲۔ اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن، یہ ادارہ غیر زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کے علاوہ اردو کتب کے انگریزی تراجم بھی شائع کرنے کا انتظام کرتا ہے۔ اس ادارہ کے تحت انگریزی ترجمۃ القرآن کے دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اور بھی بہت سی کتب شائع کی جا چکی ہیں۔ نصرت آرٹ پریس اس ادارہ کے انچارج کے زیرِ انتظام کام کرتا ہے۔

۳۔ ادارۃ المصنفین، دسمبر ۱۹۵۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ کو قائم فرمایا۔ اس ادارہ کے فرائض میں تفسیر قرآن کریم و شرح حدیث تاریخ احمدیت و دیگر علمی و تحقیقی کتب کی اشاعت شامل ہے۔ اس ادارہ کے صدر مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی رہ چکے ہیں۔ اس سال کے لئے مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ہیں۔ اور مینجنگ ڈائریکٹر جناب مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب فاضل ہیں۔

اس وقت تک حسب ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں :-

تفسیر صغیر، مسند احمدؒ بن حنبل جلد اول ، تاریخ احمدیت ہر دو حصص،
ہدایت المقتصدہ ، شرح بخاری شریف پارہ سوم تا ششم

ربوہ کی علمی خدمات

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا اور آپکو قلمی میدان میں امید سے بڑھ کر کامیابی نصیب ہوئی - اوّل اوّل آپ دنیائے تصنیف میں بالکل تنہا تھے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں خدا تعالیٰ نے آپکو اہلِ قلم کا ایک لشکرِ جرار عطا فرمایا ۔ سلسلہ کے لٹریچر میں اس وقت تک تصانیف کی تعداد سینکڑوں سے گزر کر ہزاروں تک پہنچ چکی ہے - ربوہ کے چند ایک مصنّفین اور ان کی بعض اہم تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے :-

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثّانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، دیباچہ قرآن کریم ، اسلام کا اقتصادی نظام ، نظامِ نَو ، خلافتِ راشدہ ، سیرت خیر الرسل ؐ ، تحفۃ الملوک ، دعوۃ الامیر ، تحفہ شہزادہ ویلز ، احمدیت یعنی حقیقی اسلام ، انقلابِ حقیقی ، سیرت مسیح موعودؑ ، منہاج الطالبین ، تقدیر الٰہی ، عرفانِ الٰہی ، ذکرِ الٰہی ، حقیقۃ الرؤیا ، ملائکۃ اللہ ، منصبِ خلافت ، انوارِ خلافت ، برکاتِ خلافت ، نجات اور دنیا کا محسن ؐ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی - سیرت خاتم النبیین ؐ ، سیرت المہدی ، سلسلہ عالیہ احمدیہ ، تبلیغ ہدایت ، ختمِ نبوۃ کی حقیقت ، ہمارا خدا ، سیلاب کی تباہ کاریاں ، اشتراکیت اور اسلام ، قربانی کی حقیقت ، حُجۃ البالغہ ، جماعتی تربیت اور اس کے اصول ، دُرِّ منثور ، سیرت طیّبہ ، دُرِّ مکنون ، قرآن کا اوّل و آخر ، چالیس جواہر پارے وغیرہ ۔

مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ ہمارے بیرونی مشن ، اشاعت اسلام اور ہماری ذمہ واریاں ، اسلام آن دی مارچ وغیرہ ،

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی - حیات قدسی پانچ جلدیں ، کلمۃ الفصل ، کشف الحقائق ، ہستی باری تعالیٰ ، مباحثہ لاہور ، جھوک مہدی والی وغیرہ ۔

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب ۔ ایک عزیز کے نام خط ، میری والدہ سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۔

مولانا جلال الدین صاحب شمس تبلیغی خط ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں ، شرح العقیدہ ، تبصرہ ، خلافت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ ، نبیوں کا سردار ؐ ، دس سوالوں کا جواب ، مقدمہ بہاولپور وغیرہ ۔

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ، شرح مسند بخاری ، حیات الآخرۃ ، اسلامی معاشرہ ، اسمہٗ احمدؐ وغیرہ ۔

مولانا ابو العطاء صاحب فاضل - تفہیماتِ ربّانیہ ، تجلّیاتِ رحمانیہ ، فتوحاتِ رحمانیہ ، ہدایت پر بابح مقالے - اخلاق اور انکی ضرورت وغیرہ ۔

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری - شانِ خاتم النبیین ؐ ، قول بلیغ

مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی، فیضان نبوت محمدیہ، حضرت مسیحؑ کا مقام، عبادات اور انکی ضرورت، وغیرہ۔

مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری۔ دستور الارتقاء، رسالہ حج۔

مہاشہ ملک فضل حسین صاحب ہندو راج کے منصوبے، تاثراتِ قادیان۔ ہمارا رسولؐ غیروں میں مقبول، انکشافِ حقیقت وغیرہ۔

گیانی عباد اللہ صاحب، سکھ مسلم تاریخ، پاکستان کے گوردوارے، گورو گرنتھ صاحب اور اسلام، ہندو سامراج اور مسئلہ کشمیر وغیرہ۔

گیانی واحد حسین صاحب سکھ مذہب اور کیس، ست پرچارک، گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل وغیرہ۔

مولوی محمد شریف صاحب فاضل اسلام کی پانچ کتابیں، سلسلہ عالیہ احمدیہ نماز مترجم (انگریزی)، سید الانبیاءؐ وغیرہ۔

شیخ مبارک احمد صاحب فاضل (سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ)۔ ترجمہ قرآن کریم (سواحیلی زبان)۔ مباحثہ نیروبی و دیگر متعدد سواحیلی کتب وغیرہ۔

مولوی محمد جی صاحب۔ تسہیل العربیہ، ترجمہ مفرداتِ راغب۔

مولوی دوست محمد صاحب شاہد۔ تاریخ احمدیت تین جلدیں، المبشرات وغیرہ۔

مولوی فضل الدین صاحب وکیل بہائی مذہب کی حقیقت، جماعت مبائعین کے عقائد صحیحہ وغیرہ۔

شیخ روشن دین صاحب تنویر۔ اسلام میں ارتداد کی سزا، الامام المہدی، اور صور اسرافیل وغیرہ

مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر انچارج شعبہ زود نویسی

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری

محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ۱۷۷ آریہ سماج کا مذہب، نغمۂ اکمل، ظہور المہدیؑ، الواح الہدیٰ وغیرہ

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ حیاتِ بقاپوری۔

مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب فاضل، تفسیر و قدر۔

ملک محمد عبد اللہ صاحب، حدیث الاخلاق، تمدنِ اسلام، روزہ۔

مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی کاشمیری، امام مہدی کا ظہور اور

مولوی غلام احمد صاحب فاضل بدوملہوی، مقدمہ بہاولپور، ترجمہ قرآن مجید معہ مختصر حاشیہ۔

شیخ نور شید احمد صاحب، راہِ ایمان۔

مولوی غلام باری صاحب سیف۔ علاماتِ شناخت الانبیاء

مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر۔ چشمۂ عرفان۔

پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ناصر۔ خلافت۔

ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ اسلام اور غیر مسلم رعایا۔

مولوی بشارت احمد صاحب بشیر۔ ریاض حدیث النبیؐ

شیخ محبوب عالم صاحب خالد۔ اخلاقِ احمدؑ۔ چوہدری محمد صدیق صاحب رسالہ نماز

ربوہ کی علمی ترقی

۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس نئی آبادی کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔ کل آبادی تقریباً دس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں ۳۷۲۷ طلباء یا طالبات ہیں۔ ۴۳۰۰ افراد قرآن کریم ناظرہ اور ۲۸۳۶ قرآن کریم با ترجمہ پڑھے ہوئے ہیں۔

مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب فاضل

شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے

میاں محمد ابراہیم صاحب بی اے

ربوہ میں ۱۶۴ گریجوایٹ، ۶۰ اعلیٰ ڈگری یافتہ (پی ایچ ڈی، ایم اے، ایم۔ایس۔سی، ایم۔بی بی ایس)۔ ۱۷۱ علوم شرقیہ کے مستند فاضل ہیں۔ اور عربی فارسی جاننے والے ایک بڑی تعداد میں ہیں اور اردو تو تقریباً مادری زبان کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً تمام اہالیانِ ربوہ تعلیم یافتہ ہیں۔

احباب کی دلچسپی کے لئے بعض اُن زبانوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جن کے بولنے یا سمجھنے والے ربوہ میں رہائش پذیر ہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر غیر ملکی زبانوں میں تقاریر کا پروگرام نہایت دلچسپ ہوتا ہے:۔

اردو، انگریزی، انڈونیشی، برمی، بلتستانی، بلوچی، بنگالی، سندھی، پیو، بھدری، پٹھواری، پشتو، پہاڑی، تامل، تبتی، ترکی، تلنگو، تھری، ٹمی، جرمنی، چترالی، چینی، حبشی، ڈچ، ڈوگری، سماٹری، سنسکرت، ہندی، گورمکھی، سواحیلی، عربی، مجنیین، فرنچ، کچھی، کردی، کمریلوی، کشمیری، گجراتی، لداخی، لوکنڈا، لوڈ، مالاباری، مرہٹی، مکرانی، ملائی، ملتانی، ملیالم، میواتی، ہندکو وغیرہ تقریباً ۵۰ زبانوں میں مقررین تقاریر فرماتے ہیں۔ (خالد مئی ۱۹۶۱ء)

اخبارات و رسائل

۱۔ روزنامہ الفضل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ادارت میں یہ اخبار ۱۳؍جون ۱۹۱۳ء کو قادیان سے جاری ہوا تھا۔ اس کا نام الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا تجویز فرمایا ہوا ہے۔ اس کا ابتدائی سرمایہ حضور ایدہ اللہ

گیانی عباد اللہ صاحب
مینیجر الفضل

شیخ روشن دین صاحب تنویر
ایڈیٹر الفضل

مسعود احمد خان صاحب
نائب ایڈیٹر الفضل

نے ذاتی طور پر فراہم کیا تھا، بعد میں حضرت اُم المومنین رضؓ نے اپنی کچھ زمین بیچ کر ایک ہزار روپیہ الفضل کی اعانت میں دیا تھا۔ حضرت نواب محمد علی خانصاحب رضؓ نے بھی کچھ زمین جو تیرہ سو روپیہ میں بکی اور کچھ نقد رقم اسکی اعانت میں دی تھی۔

یہ اخبار شروع میں ہفتہ وار تھا۔ دسمبر ۱۹۱۳ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا۔ ۱۵ر نومبر ۱۹۱۵ء سے یہ ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔ ۸ر دسمبر ۱۹۱۵ء سے ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۵ء تک عارضی طور پر یہ ہفتہ میں تین بار کر دیا گیا۔ پھر ۳۱ر جولائی ۱۹۲۴ء سے مستقل طور پر ہفتہ میں تین بار کیا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں کچھ عرصہ کے لئے یہ روزانہ کیا گیا۔ ۱۵ر اپریل ۱۹۳۰ء سے یہ ہفتہ میں چار بار شائع ہونے لگا۔ پھر بعد میں ہفتہ میں تین بار چھپتا رہا۔ ۸ر مارچ ۱۹۳۵ء سے روزانہ کر دیا گیا اور اس وقت سے ابتک یہ روزانہ ہی ہے۔ اور ۱۹۵۳ء کے فسادات کیوجہ سے ایک سال کے جبری التواء کے سوا باقاعدہ روزانہ شائع ہو رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایڈیٹر ہونے کا فخر ۱۱ر مارچ ۱۹۱۴ء تک حاصل رہا ہے۔ اس کے بعد ۲۵ر مارچ ۱۹۱۴ء سے ۲۷ر اگست ۱۹۱۴ء تک کے پرچوں پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کا نام بطور ایڈیٹر چھپتا رہا۔ بعد میں ایڈیٹر کا نام ترک کر دیا گیا اور عملی طور پر ادارت کی ذمہ واری مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل پر رہی۔ جون ۱۹۱۵ء میں ایڈیٹر کے فرائض ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی[1] نے سنبھالے اور انکے فارغ ہونے پر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ بعد میں دوبارہ یہ ذمہ واری مکرم قاضی اکمل صاحب پر ڈالی گئی جولائی ۱۹۱۷ء کے اوائل سے مکرم خواجہ غلام نبی صاحب رضؓ اس کے مستقل ایڈیٹر

[1] آپکے فرزند ڈاکٹر محمد احمد صاحب فرید آبادی ربوہ میں پریکٹس کرتے ہیں۔

ماسٹر احمد حسین فرید آبادی
سابق ایڈیٹر الفضل

خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل

مقرر ہوئے جو ۳۰ سال تک یہ اہم کام سرانجام دیتے رہے۔ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ان کے ریٹائر ہونے پر اسکی ادارت کا کام مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر بی۔اے۔ ایل ایل بی کے سپرد کیا گیا۔ آپ اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

روزناموں میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اور دنیا کے ہر خطہ میں جانے والا یہی ایک روزنامہ ہے جس کا ایک ایک حرف پوری توجہ سے پڑھا جاتا ہے اور احباب اسے جلد بندی کرا کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں بے حد مقبول ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات رؤیا و مکاشفات اور منظوم کلام بھی پورے التزام کے ساتھ شائع کرتا ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ و صحابہ کرام کے حالات شائع کر کے ناظرین تک پہنچاتا ہے سلسلہ کی تحریکات اور دوسرے حالات مرکز یہ اسکے ذریعہ سے بخوبی معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ غیر ممالک میں اشاعت اسلام کے متعلق مبلغین سلسلہ کی تازہ رپورٹیں اس میں شائع ہو کر اشاعتِ اسلام کا جذبہ پیدا کرتی اور تازگی ایمان کا موجب بنتی ہیں۔

ربوہ سے اس کا پہلا پرچہ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۴ء کو شائع ہوا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل پیغام عنایت فرمایا :۔

"آج ربوہ سے اخبار شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ربوہ سے نکلنا مبارک کرے اور جب تک اس کا یہاں سے نکلنا مقدر ہے اسکو اپنے صحیح فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔ اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہیئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپکو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔"

ایڈیٹر۔ مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر بی۔اے۔ ایل ایل بی۔

مینجر۔ مکرم گیانی عباد اللہ صاحب۔ پرنٹر و پبلشر۔ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی بی۔اے ہیں۔

سالانہ چندہ ۲۴ روپے، ششماہی ۱۳ روپے

۲۔ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ رسالہ ۱۹۰۲ء سے با ادارت جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے جاری ہوا۔ آپ کے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ بی۔اے مترجم قرآن کریم (انگریزی)، مکرم مولوی محمد دین صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی سابق مبلغ امریکہ حال ناظر تعلیم، مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے سابق مبلغ جرمنی، حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد رضی اللہ عنہ ایم۔اے سابق امام مسجد لنڈن، مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز سابق مبلغ انگلستان و جاپان اور مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی کو اس رسالہ کی ادارت کا فخر حاصل ہوا۔

۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۱ء تک یہ رسالہ لنڈن سے مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ادارت میں نکلتا رہا پھر واپس قادیان آگیا۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۹۵۳ء سے جناب مکرم صوفی مطیع الرحمن صاحب رضی اللہ عنہ بنگالی، ایم۔اے اس رسالہ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور آجکل اس کے مینجنگ ایڈیٹر مکرم سید داؤد احمد صاحب بی۔ایس سی، شاہد پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں۔

ایڈیٹر مکرم مرزا غلام احمد صاحب ایم۔اے۔ سالانہ چندہ ۱۰ روپے۔

۳۔ الفرقان ۔ یہ رسالہ فرقان کے نام سے جنوری ۱۹۴۲ء میں قادیان سے شائع ہوا تھا۔ انقلاب کے بعد اس کا نام "الفرقان" رکھ کر احمد نگر سے جنوری ۱۹۵۱ء میں جاری کیا۔ بعد میں اسے ربوہ منتقل کر لیا گیا۔ اس رسالہ کا پروگرام حسب ذیل ہے :۔
حقائق قرآن کی اشاعت، عربی زبان کی ترویج، دشمنانِ اسلام کے اعتراضات

کی تردید اور ان اعتراضات کے علمی اور تحقیقی جوابات - یہ رسالہ اسم بامسمیٰ ہے اور اس کا بنیادی مقصد قرآن مجید کے فضائل و محاسن کا اظہار ہے۔ تمام ماہانہ رسالوں میں سب سے زیادہ خدمتِ اسلام انجام دینے والا رسالہ ہے۔

قریباً اڑھائی صد احباب نے تحریک نے اس رسالہ خریداری میں شرکت کی ہے جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے رسالہ مالی طور پر مضبوط بنیادوں پر قائم ہے حضور ایدہ اللہ نے اس رسالہ کے متعلق بتقریب جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۵ء فرمایا:-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اسکی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔"

ایڈیٹر۔ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ سالانہ چندہ ۶ روپے۔

۴ - خالد - مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا یہ ماہوار آرگن اراکینِ مجلس کی روحانی اخلاقی اور علمی ترقی کے لئے جاری ہوا۔ اور تبرکاً اس کا نام حضرت خالدؓ بن ولید کے نام پر خالد رکھا گیا۔ ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء سے جاری ہوا تھا۔ اس کے سب سے پہلے ایڈیٹر مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف فاضل مقرر ہوئے۔ ابتدائی مراحل مولوی صاحب موصوف کی ادارت میں ہی طے ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں اس کے مدیر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے جنرل سیکرٹری مولوی محمد صدیق صاحب شاہد فاضل مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۰ء سے مولوی دوست محمد صاحب شاہد واقفِ زندگی، جون ۱۹۶۲ء تک اور جولائی ۱۹۶۲ء سے پروفیسر محمد رفیق صاحب ثاقب ایم ایس سی ادارت فرما رہے ہیں۔

یہ رسالہ معنوی اور ظاہری خوبیوں سے بکلی آراستہ ہے اور احباب جماعت بالخصوص نوجوانانِ احمدیت کے مذہبی، علمی اور ادبی ذوق کی تسکین کا سامان صحیح اور صحت مند خطوط پر کرتا ہے۔

ایڈیٹر - مکرم پروفیسر محمد رفیق صاحب ثاقب ایم۔ایس سی۔ سالانہ چندہ ۵ روپے۔
پرنٹر - مکرم سید عبدالباسط صاحب۔

۵ - مصباح - ۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مستورات کی علمی و مذہبی ترقی کیلئے اس رسالہ کو قادیان سے جاری فرمایا۔ اوائل میں اس کی ادارت مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کے سپرد رہی پھر مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر فاضل حال انچارج صیغہ زودنویسی (جو اس وقت ادارہ الفضل میں شامل تھے) ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۵ جولائی ۱۹۴۷ء میں عورتوں کی مرکزی تنظیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اس کا انتظام کلیۃً اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لیکن ملکی حالات کی وجہ سے جلد ہی اسے بند کرنا پڑا۔ اپریل ۱۹۵۰ء میں محترمہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ رضی کی ادارت میں ربوہ سے دوبارہ جاری ہوا۔ انکی وفات کے بعد ۲۷ ستمبر ۱۹۶۰ء سے انکی ادارت مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ شوکت علیمہ کے سپرد ہے۔

اس میں مذہبی، علمی معاشرتی اور اخلاقی مضامین کے علاوہ سلائی، خانہ داری اور حفظانِ صحت کے بارہ میں بھی خواتین کی راہنمائی کیجاتی ہے۔ سالانہ چندہ ۶/ روپے

۶ - تشحیذ الاذہان - یہ بچوں کا ماہنامہ ہے جو ماہ جون ۱۹۵۷ء سے مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے ربوہ سے شائع کرنا شروع فرمایا۔ ابتدائی چند ماہ کے بعد آپ نے یہ رسالہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد کر دیا۔ اور اب یہ خدام الاحمدیہ کے شعبۂ اطفال کے آرگن کے طور پر شائع ہوتا ہے۔ اس کی ادارت کے فرائض جنوری ۱۹۵۸ء سے مکرم شیخ خورشید احمد صاحب (اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل) سرانجام دے رہے ہیں۔

پرنٹر و پبلشر - مکرم سید عبدالباسط صاحب ہیں۔ سالانہ چندہ ۵/ روپے

۷۔ **اَلْبُشْریٰ** یکم جولائی ۱۹۵۷ء سے عربی زبان کا سہ ماہی رسالہ جاری ہوا

اس رسالہ کی اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

قرآن مجید کی صحیح تفسیر کی اشاعت، اسلام اور حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار، اسلامی عقائد و ثقافت کی ترویج، غیر مسلم (عیسائیوں اور بہائیوں) کے اسلام پر اعتراضات کے جوابات، اسلامی ممالک میں رابطۂ اتحاد کی توثیق، جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا بیان، اُم الالسنہ عربی زبان کی توسیع و ترقی۔

یہ رسالہ جامعہ احمدیہ کے زیر انتظام شائع ہو رہا ہے۔

ایڈیٹر۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ سالانہ چندہ ۔/۵ روپے

۸۔ **المنار**۔ تعلیم الاسلام کالج کا یہ علمی و ادبی رسالہ ہے جو دسمبر ۱۹۴۹ء میں جاری کیا گیا تھا جس میں طلباء اور اساتذہ کے انگریزی اور اردو میں مضامین چھپتے ہیں۔ انسانی کیفیات اور جذبات کی شگفتہ اور سلجھے ہوئے انداز میں عکاسی بھی کرتا ہے حصۂ اردو کے نگران مکرم پروفیسر چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے اور حصۂ انگریزی کے مکرم مرزا خورشید احمد صاحب ایم اے نگران ہیں۔ سالانہ چندہ ۔/۴ روپے

۹۔ **انصار اللہ**۔ یہ ماہنامہ ۱۹۶۰ء سے جاری ہوا۔ بلند پایہ تربیتی اور دینی رسالہ ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی نگرانی میں شائع ہوتا ہے۔ اس کے بیش بہا مضامین تربیت کے لحاظ سے بفضل خدا بہت پسند کیے جاتے ہیں۔ بہت اعلیٰ کاغذ پر عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ اور اپنے اعلیٰ علمی معیار کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ قیمت برائے نام تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ ایڈیٹر مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی بی اے۔ سالانہ چندہ ۔/۵ روپے۔

لائبریریاں

۱۔ **خلافت لائبریری**۔ جماعت احمدیہ کی مرکزی لائبریری ہے جس میں صدر انجمن احمدیہ کی ملکیتی کتب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی لائبریری کی کتب بھی شامل ہیں۔ اس میں بیس ہزار کے قریب قیمتی کتب کا ذخیرہ ہے جس میں بعض ایسی نایاب کتب ہیں جو پاکستان کی کسی لائبریری میں بھی نہیں۔ یونیورسٹی کے طلباء یہاں اپنے مقالہ جات کی تیاری کے لئے آتے ہیں۔ پبلک کے فائدہ کے لئے صبح شام دو نوں وقت کھلتی ہے۔

لائبریری کی عمارت مسجد مبارک کے متصل ہے۔ آجکل لائبریرین کے فرائض مولوی محمد صدیق صاحب شاہد بی اے۔ ڈی ایل سی سرانجام دے رہے ہیں۔ شعبہ تاریخ اور شعبۂ زود نویسی بھی زیر نگرانی مولوی صاحب کام کر رہے ہیں۔

ممبر شپ کے لئے لائبریری کا سالانہ چندہ ۳/ روپے اور سیکورٹی ۲۰/ روپے ہے۔

۲۔ **جامعہ احمدیہ لائبریری**۔ اس لائبریری میں تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور ادب عربی سے متعلق کتب کا بڑا اچھا ذخیرہ ہے۔ طلباء جامعہ احمدیہ کی علمی ضرورتیں کافی حد تک اس سے پوری ہو جاتی ہیں اور دوسری جگہ کے لوگ بھی یہاں آکر اس لائبریری سے استفادہ کرتے ہیں۔ کتابوں کی موجودہ تعداد دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔

۳۔ **تعلیم الاسلام کالج لائبریری**۔ تقسیم ملک کے بعد کالج لائبریری کے لئے از سر نو کتب مہیا کی گئی ہیں۔ اس وقت کالج میں قریباً چھ ہزار سے زائد بہترین کتب موجود ہیں۔ لائبریری میں سات روزنامہ انگریزی اور اردو اخبارات اور دس انگریزی اور

اردو کے رسالہ جات آتے ہیں اور ہر سال کتب میں معتدبہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ طلباء باقاعدگی کے ساتھ اس لائبریری سے استفادہ کرتے ہیں۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے (آکسن) پرنسپل کالج کی ذاتی لائبریری بھی صرف کثیر سے تیار کی گئی ہے جس میں پولٹیکل سائنس اور دیگر اہم مضامین کی کتب موجود ہیں۔

۴۔ جامعہ نصرت لائبریری۔ جامعہ کی لائبریری میں اساتذہ اور طالبات کے مطالعہ کے لئے جو تعدادِ کتب اس وقت موجود ہے وہ کافی ہے۔ اس لائبریری میں ہر سال مفید کتب کا اضافہ بتدریج ہو رہا ہے۔ نیز روزنامے و ماہنامے بھی منگوائے جاتے ہیں۔ آجکل ہر ایک مضمون پر مشتمل قریباً تین ہزار کتب موجود ہیں۔

۵۔ نصرت گرلز (ہائر سیکنڈری) سکول کی لائبریری تقسیم ملک کے بعد نئے سرے سے قائم کی گئی جس میں معلّمات اور طالبات کے مطالعہ کے لئے بہت مفید کتب ہیں۔ اور انکی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔ امید ہے کہ چند سال تک یہ لائبریری ایک نمایاں حیثیت اختیار کریگی۔ اس میں بھی اردو، انگریزی کے اخبارات اور رسالے منگوائے جاتے ہیں۔

۶۔ امۃ الحیٔ لائبریری۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام قادیان میں حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ رضؓ (بنت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ و حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کی یاد میں "امۃ الحیٔ لائبریری" جاری کی گئی تھی۔ اسمیں مستورات کی تعلیم و تربیت سے متعلق کتب کا خاصہ ذخیرہ تھا جو تقسیم ملک کے وقت ضائع ہو گیا۔ ربوہ میں یہ لائبریری از سرِ نو قائم کی گئی ہے اور مستورات اس سے استفادہ فرماتی ہیں۔

۷۔ مشیرِ قانونی لائبریری۔ اس لائبریری میں قانون کی بعض قیمتی کتب کے

علاوہ ہر نئی کتاب بھی جاتی ہے۔ یہ کتابیں کافی تعداد میں موجود ہیں اور ہر سال ان میں کافی اضافہ ہو رہا ہے۔ پی ایل ڈی کی جلدیں محفوظ کیجاتی ہیں اور صوبائی گورنمنٹ کا گزٹ بھی منگوایا جاتا ہے۔

۸۔ لائبریری وکیل القانون تحریک جدید بھی مذکورہ بالا لائبریری کیطرح اچھی خاصی لائبریری ہے جس سے قانون دانوں کی ضرورت کی ہر ایک اہم کتاب مل سکتی ہے۔ ہر سال کتابوں اور رسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔

۹۔ دار القضاء لائبریری میں فقہ اور حدیث سے متعلق کافی نایاب کتابیں ہیں جن سے سلسلہ کے قاضی صاحبان استفادہ فرماتے ہیں مکرم مولوی تاج الدین صاحب ناظم دار القضاء کی نگرانی میں یہ لائبریری قائم ہے۔

۱۰۔ لائبریری دار الافتاء۔ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زیر نگرانی یہ لائبریری قائم ہے جس میں حدیث، فقہ اور فتاویٰ کی ضروری کتب موجود ہیں اور ممبران افتاء کمیٹی ان سے حسب ضرورت فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۱۱۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول لائبریری۔ اس لائبریری میں انگریزی اور اردو کی کتابیں کافی تعداد میں ہیں۔ مختلف اخبارات اور رسائل بھی منگوائے جاتے ہیں۔ کتب کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ لائبریری کی کتب کا مطالعہ سکول کے روزانہ پروگرام میں شامل ہے تاکہ نئی پود میں مطالعہ کا شوق بڑھے۔

۱۲۔ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائبریری۔ اس لائبریری میں سائنس کے تقریباً ہر مضمون پر ۴۰ ہزار کے قریب کتب موجود ہیں۔ اس کا شمار پاکستان کی چند بڑی لائبریریوں میں کیا جاتا ہے۔ ان کتب میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سائنس کے مختلف رسائل ہر ماہ

منگوائے جاتے ہیں۔ اسکے لائبریرین مکرم عطاء الرحمٰن صاحب غنی ایم۔اے ہیں، جن کی خدمات عاریۃً پاکستان گورنمنٹ سے حاصل کی ہوئی ہیں۔

مندرجہ بالا لائبریریوں کے علاوہ اکثر لوگ اپنے اپنے گھروں میں ذاتی لائبریریاں بھی رکھتے ہیں جن میں کئی ایک ایسی قیمتی کتب بھی موجود ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔

اجتماعات

جلسہ سالانہ کا ایک منظر

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

(درِ ثمین)
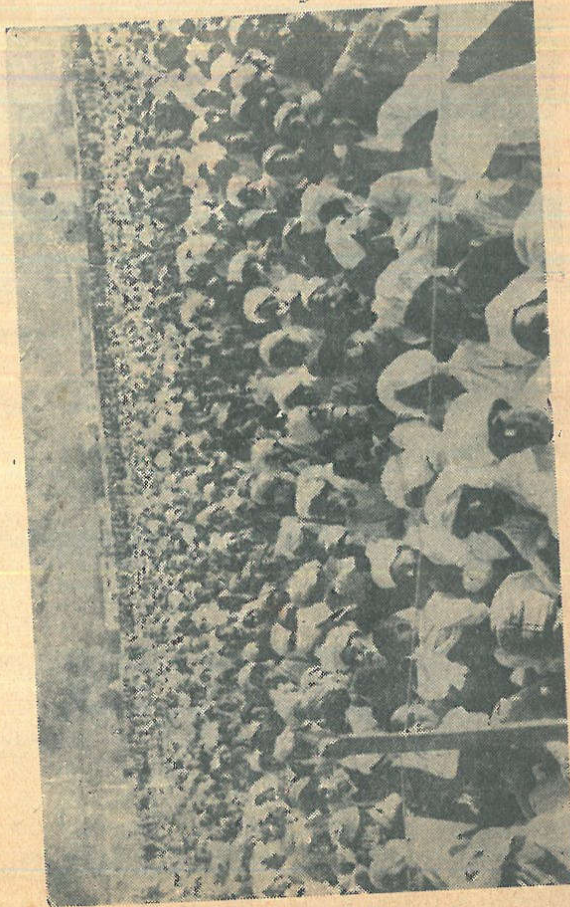
ربوہ کے ابتدائی مناظر
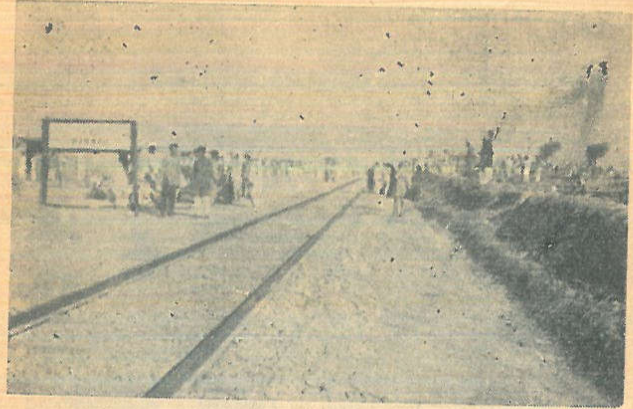
ربوہ کا عارضی ریلوے اسٹیشن ۱۹۵۳ء

ریلوے سٹیشن کی کچی عمارت

۱۔ جلسہ سالانہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ارشادِ الٰہی کی بناء پر قادیان میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے اہم وقت ۲۷ تا ۲۹ دسمبر کی تاریخیں مقرر فرمائیں چنانچہ پہلے جلسہ میں جو دسمبر ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا ۷۵ احباب شریک ہوئے اور جلسہ کے اغراض و مقاصد کیلئے آپ نے حسب ذیل اعلان فرمایا:۔

"تمام مخلصین داخلینِ سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے کی غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔"

دسمبر ۱۸۹۲ء میں جماعت احمدیہ کا دوسرا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت تقریب کے متعلق حسب ذیل بصیرت افروز اعلان فرمایا:۔

"اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں، یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اللہ

پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے تحت ہر سال ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کو جماعت احمدیہ کے مرکز میں جلسہ سالانہ ہوتا چلا آرہا ہے جس میں اسلام کی حقانیت، دیگر مذاہب پر اسکی برتری اور فضیلت کے علاوہ قرآن کریم کے حقائق و معارف سنانے کا شغل جاری ہے۔ اس جلسہ کی برکات کے حصول کیلئے دنیا کے گوشے گوشے سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ ہر سال حاضرین جلسہ کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہو رہا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ایم اے (آکسن) افسر جلسہ سالانہ ہیں اور اپنی خداداد لیاقت سے اس عظیم الشان اجتماع کے انتظام کو نہایت احسن طور پر چلا رہے ہیں۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

سالانہ ۱۹۶۱ء کے جلسہ سالانہ میں بیک وقت ۵۳ ہزار سے زیادہ مہمانوں نے کھانا تناول فرمایا۔ ویسے جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد ۷۵ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

ربوہ میں جلسہ سالانہ کے علاوہ قادیان میں بھی حسب سابق ہر سال جلسہ سالانہ ہوتا ہے جس میں علاوہ احمدی احباب کے غیر مسلم بھی بہت بڑی تعداد میں شرکت کرکے اسلامی مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اس جلسہ میں شمولیت کیلئے پاکستان سے بھی ایک قافلہ ہر سال قادیان جاتا ہے۔

۲۔ سالانہ اجتماع انصار اللہ

اس اجتماع میں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے پُر معارف درس، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی بزرگان سلسلہ کی تقاریر، اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضرین کے تزکیۂ نفس کا باعث ہوتی ہیں۔ اس عظیم اجتماع میں شریک ہونے والے اکثر احباب اپنے قلوب میں نمایاں تغیر اور زندگی میں پاک تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔ یہ اجتماع ہر سال اکتوبر کے آخر میں منعقد ہوتا ہے۔

۳۔ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ

یہ تربیتی اجتماع تین دن رہتا ہے۔ اس میں قرآن مجید اور احادیث نبوی کے درس، بزرگان سلسلہ کے روح پرور خطابات کے علاوہ تقریری و تحریری مقابلے ہوتے ہیں۔ معنوی مقابلے مادی مقابلوں سے زیادہ اہم ہوا کرتے ہیں۔ تقریری مقابلوں کے عنوان عموماً یہ ہوتے ہیں:۔

مذہب کی افادی حیثیت، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ، تربیت نفس کے طریق اور شعائر اسلامی وغیرہ۔

تحریری مقابلے عموماً اس قسم کے عنوانات پر ہوتے ہیں:۔

اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں، مقام حدیث، نظام خلافت، اسلام کے معاشی اصول اور اُن کی برتری، اسلامی تمدن اور اخلاق، قبولیت دعا کے طریق۔

یہ اجتماع عموماً ہر سال اکتوبر کے مہینے میں منعقد ہوتا ہے۔

۴۔ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ، اس اجتماع میں بچے عملی پروگرام میں حصہ لیکر اپنی دینی اور علمی استعداد بڑھاتے ہیں اور علمی مقابلوں میں حصہ لینے سے اپنی علمی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ ورزشی پروگرام میں حصہ لیکر وہ اپنی صحت کو بہتر بنانے کے اصول سیکھتے اور محنت و مشقت کی عادت پیدا کرتے ہیں۔

۵۔ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں ہوتا ہے۔ اس میں تحریری و تقریری مقابلے ہوتے ہیں۔ بعض عنوانات یہ ہیں:۔

اسلام کی فضیلت دیگر ادیان پر، حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے کیا کوششیں کیں، حضورؑ کے عورتوں پر احسانات، تربیتِ اولاد کے طریق، پردۂ اسلامی کے فوائد اور اہمیت، مسلمان عورتوں کے کارنامے، خلافت کی اہمیت، احمدیت کی ترقی میں عورت کا حصہ، سادگی۔

۶۔ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ کے اجتماع کے ساتھ ہی ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع ہوتا ہے جس میں احمدی بچیوں کے تحریری و تقریری اور ورزشی مقابلے بھی ہوتے ہیں۔

۷۔ مجلس مشاورت، سال بھر میں ایک بار مارچ یا اپریل میں تمام جماعت ہائے احمدیہ کے منتخب نمائندے مرکز میں جمع ہوتے ہیں تاکہ اس امر پر غور کر سکیں کہ ہم اسلام کی خدمت کس طرح بہترین طریق پر سرانجام دے سکتے ہیں۔

سب سے پہلی مجلس مشاورت ۱۵-۱۶/ اپریل ۱۹۲۲ء کو بمقام قادیان منعقد ہوئی جبکہ مکرم مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے[1] پرائیویٹ سیکرٹری اور سیکرٹری مشاورت

---

[1] بعد میں آپ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب دردؔ کے نام سے موسوم ہوئے۔

تھے اور ان کے ساتھ کارروائی کو ریکارڈ کرنے والے منشی غلام نبی صاحبؓ، منشی محمد دین صاحبؓ اور منشی محمد عبد اللہ صاحب بوتالویؓ تھے۔

اس میں قادیان سے باہر کے ۵۲ نمائندے شامل ہوئے اور مرکزی نمائندوں کی تعداد تیس تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمہیدی طور پر ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس ارشاد باری تعالیٰ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کے مطابق ہے۔ اس کی غرض کے متعلق مختصراً یوں کہنا چاہیئے کہ:۔

"ایسی اغراض جن کا جماعت کے قیام اور ترقی سے گہرا تعلق ہے (یعنی اشاعتِ اسلام۔) انکے متعلق مختلف جماعتوں کے لوگوں کو جمع کر کے مشورہ لے لیا جائے تاکہ کام میں آسانی ہو یا ان احباب کو ان ضروریات کا پتہ لگے جو جماعت سے لگی ہوئی ہیں، تو یہ مجلس شوریٰ ہے۔"

اس میں اور پہلی کانفرنسوں میں یہ فرق ہے کہ وہ سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کے بلانے پر ہوئی تھیں اور یہ خلیفہ وقت کے بلانے پر منعقد ہوئی ہے۔ اور مشورہ کے لئے حسب ذیل ہدایات دیں:۔ ۱۔ مشورہ کسی دنیوی غرض کے لئے نہ دیا جائے۔ ۲۔ دعا کے ساتھ مشورہ دیا جائے۔ ۳۔ نیک نیت ہو، اپنی رائے کو ہی مقدم نہ رکھا جائے۔ ۴۔ کسی کی خاطر رائے نہ دیجائے۔ ۵۔ کسی زیرِ نظر حکمت کے ماتحت رائے نہ دیجائے۔ ۶۔ جو سچی بات سُنی جائے اسے تسلیم کرنے میں عار نہ سمجھی جائے۔ ۷۔ جلدبازی سے کوئی رائے قائم نہ کیجائے۔

۸۔ کبھی دل میں یہ یقین نہ ہو کہ ہماری رائے ہی مضبوط اور بے خطا ہے۔

۹۔ رائے واقعات کو ملحوظ رکھ کر ہو احساسات کے پردے میں نہ ہو۔

۱۰۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ دینی فائدہ زیادہ ہو، دنیوی بیشک کم ہو۔

۱۱۔ یہ ملحوظ رہے کہ ہماری تجاویز دشمنِ اسلام کے مقابلہ میں بڑھ کر مؤثر ہوں۔

۱۲۔ یہ دیکھ لیا جائے کہ جو رائے پیش کی جا رہی ہے کیا وہ واقعہ میں مفید ہے۔

۱۳۔ سوائے کسی خاص حکمت کے کسی بات کو دہرایا نہ جائے۔

۱۴۔ اپنا وقت بھی بچایا جائے اور دوسرے کا وقت بھی ضائع نہ کیا جائے۔[1]

۱۹۵۲ء سے جن صحابہ کرام کا اس مجلس میں شامل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے انمیں سے آجکل ربوہ میں جو صحابہ کرام مقیم ہیں انکی فہرست صفحہ ۳۱۱ پر ضمیمہ ا پر ملاحظہ فرمائیں۔

۸۔ **یوم سیرت النبی ؐ**۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غیر مسلموں نے گندہ لٹریچر شائع کیا اور اس کے نتیجہ میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے تو حضور ؐ کی عزت و تکریم کو قائم کرنے اور حضور ؐ کے خلاف اشتعال انگیزی اور منافرت کو دور کرنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۸ء کے اوائل میں یوم سیرت النبی ؐ منانے کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۲۸ء سے لے کر اب تک ہر شہر اور ہر قصبہ میں جہاں جہاں احمدی پائے جاتے ہیں یہ جلسہ ہر سال منعقد کیا جاتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور پاک تعلیم اور نیک کارنامے بیان کئے جاتے ہیں ایسے جلسوں میں بالعموم غیر مسلم احباب بھی حصہ لیتے ہیں اور حضور ؐ کی سیرت طیبہ بیان کر کے خراج تحسین ادا کرتے ہیں۔ غیر مذاہب کے سنجیدہ طبقہ نے ان جلسوں کو باہمی ہمدردی اور رواداری کا ذریعہ قرار دے کر بہت پسند کیا ہے۔

۹۔ **یوم حضرت مسیح موعود ؑ**۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء بمقام لدھیانہ لی اور حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیعت کی۔ اس دن گویا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی عرصہ سے مختلف دوست بیعت لینے کے لئے درخواست کیا کرتے تھے، مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

[1] رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۳

ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ مجھے اس بارے میں کوئی ارشاد خداوندی نہیں ہے۔ جب الہام اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔ (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) (ترجمہ۔ وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے)۔ ہوا تو آپ نے بیعت لینی شروع فرمائی۔ اس دن کی یاد میں ہر سال ۲۳ مارچ کو جماعت احمدیہ جلسے کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور حضور علیہ السلام کی خدمات دینی اور مسلمانوں پر احسانات اور پاکیزہ کارناموں کا ذکر کر کے اپنے ایمان کو تازہ کرتی ہے۔

۱۰۔ **جلسہ یوم خلافت**۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا، ۲۷ مئی کو خلافت کا قیام عمل میں آیا۔ قادیان میں کوئی ۱۲ سو آدمی موجود تھے۔ حضرت مولانا حکیم حاجی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ اس دن کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے **یوم خلافت** منایا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس خدائی امانت کی کما حقہ حفاظت فرمائی اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی پورے زور سے تائید فرمائی۔ نیز فرمایا:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے ..... جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہیگا اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)۔

۱۱۔ **یوم مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ**۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ۲۰ فروری کا دن خاص حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "مصلح موعود" کی پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا۔ جماعت احمدیہ کا یقین ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود میں پوری ہو چکی ہے

جماعت اس دن کی یاد میں ہر سال ۲۰ فروری کو اس دن کے شایانِ شان جلسے کرتی ہے اور ان میں حضرت مصلح موعود کے اشاعتِ دین اسلام کے سلسلہ میں نمایاں کارناموں کا تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے۔

لوائے احمدیت

جلسہ جوبلی ۱۹۳۹ء کے موقعہ پر پہلی دفعہ لوائے احمدیت جماعت کو دیا گیا۔ اس جھنڈے کی خصوصیت تھی کہ اس کی ہر ایک چیز صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں سے تیار ہوئی تھی۔ اس کی روئی میاں فقیہ محمد صاحب امیر جماعت ونجواں، ضلع گورداسپور نے اپنے ہاتھوں سے کاشت کی اور اپنے ہاتھ سے پانی دیتے رہے اور پھر خود چُنائی کی، پھر بعض صحابہ سے دُھنوایا اور پھر اپنے گھر سے کتا کر یہ سُوت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ایم۔اے کی خدمت میں بھجدیا۔ چونکہ یہ سُوت کافی نہ تھا اس لئے مزید ۸-۱۰ سیر رُوئی بھائی عبدالرحمٰن صاحب رضی قادیانی کے ذریعہ حاصل کی گئی اور اس رُوئی کو سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے بعض صحابیات سے کتوایا۔

کپڑے کی تیاری، حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اس سُوت سے صحابی بافندگان کے ذریعہ قادیان اور موضع تلونڈی میں کپڑا بُنوایا۔

جھنڈے کا سائز، جھنڈے کے سائز کے متعلق فیصلہ ہوا کہ ۱۸ فٹ لمبا اور ۹ فٹ چوڑا ہو۔ کپڑا تیار ہونے پر صحابی درزیوں نے اس میں جوڑ ڈالا۔ جھنڈے کے نقش شاہدرہ سے بنوائے گئے۔ اور یہ کام ملک عطاء الرحمٰن صاحب مجاہد تحریک جدید کی سعی سے تکمیل کو پہنچا۔

جھنڈے کا پول، چونکہ جھنڈے کے پول کے لئے اتنی لمبی لکڑی نہیں مل سکتی تھی۔

اس لئے پائپ کرائے پر لے کر پول بنایا گیا جو ۶۲ فٹ لمبا تھا۔ اسے ایستادہ کرنے کی خدمت بابو اکبر علی صاحب نے اپنے ذمہ لی۔ جھنڈا بھاری اور وزنی تھا اس لئے اندیشہ تھا کہ اوپر جا کر لہرائے گا نہیں۔ مگر جب اسے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کی دعاؤں کے ساتھ بلند کیا تو ہوا کے ایک جھونکے سے جھنڈا بالکل کھل کر لہرانے لگا۔ اور یہ تقریب نعرہ ہائے تکبیر پر ختم ہوئی۔

جھنڈا لہرانے سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام جماعت سے حسب ذیل عہد لیا:۔

"میں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اسلام اور احمدیت کے قیام، اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کیلئے آخر دم تک کوشش کرتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اونچا اڑتا رہے۔ اللّٰھم آمین! اللّٰھم آمین!! اللّٰھم آمین!!!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

اس وقت پہرہ کا کام خدام الاحمدیہ کے سپرد ہوا۔ جنہوں نے خاندان مسیح موعودؑ کے نونہالوں اور خدام الاحمدیہ کے مرکزی مہتممین کا پہلا پہرہ لگایا۔

(ماخوذ از مرکز احمدیت، قادیان)۔

چند اہم واقعات

مبادلۂ اسیران

— حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا وصال —

— حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر —

— قاتلانہ حملہ کی تفصیلات اور پیغام —

بعض قابل ذکر باتیں

— حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام ۱۱ر مارچ ۱۹۵۵ء —

— حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام ۱۷ر مئی ۱۹۵۹ء —

مبادلۂ اسیران مابین پاکستان و ہندوستان

۱۹۴۷ء کے پُرآشوب زمانہ میں جبکہ مضافات کے مسلمان قادیان میں پناہ گزین تھے اور انکی مناسب طریق پر ہمدردی و مواسات کا انتظام جماعت احمدیہ کیطرف سے کیا جا رہا تھا۔ احمدیہ جماعت کے بعض ذمہ دار افراد کو قید کر لیا گیا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان کا یہ انتظام باقاعدہ قائم رہا جو شائع و متعارف ہے۔

گرفتار ہونے والوں میں سے قابل ذکر دوست حضرت چوہدری فتح محمد صاحب رضی اللہ عنہ سیال ایم اے سابق ایم ایل اے اور حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ، مکرم میجر شریف احمد صاحب باجوہ بی اے۔ ایل ایل بی، مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم فاضل اور مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب محتسب امور عامہ تھے۔

بین المملکتی معاہدہ کے تحت اپریل ۱۹۴۸ء میں جب دونوں ملکوں کے درمیان قیدیوں کا مبادلہ ہوا تو متذکرہ ہر سہ اصحاب بھی ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء کو جالندھر سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دئے گئے اور وہیں سے رہا ہوئے۔

حضرت چوھدری فتح محمد صاحب رض
سیال ایم اے

حضرت سید زین العابدین
ولی اللہ شاہ صاحب

چوھدری عبدالعزیز صاحب بھا
کھاریاں

حضرت اُمّ المومنینؓ کا وصال اور ربوہؔ کی فضیلت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کے موقعہ پر فرمایا :۔ اِس سال احمدیت کی تاریخ کا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہوا ہے اور وہ ہے حضرت اُمّ المومنینؓ کی وفات، ان کا وجود ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زنجیر کیطرح تھا۔ اولاد کے ذریعہ بھی ایک تعلق اور واسطہ ہوتا ہے مگر وہ اور طرح کا ہوتا ہے۔ اولاد کو ہم درخت کا ایک پھول تو کہہ سکتے ہیں مگر اسے درخت کا اپنا حصہ نہیں کہا جا سکتا۔ پس حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زندہ واسطہ تھیں اور یہ واسطہ انکی وفات سے ختم ہو گیا۔

پھر حضرت اُمّ المومنین رضؓ کے وجود کی اہمیت عام حالات سے بھی زیادہ تھی کیونکہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ نے قبل از وقت بشارتیں اور خبریں دیں۔ چنانچہ انجیل میں آنیوالے مسیح کو آدمؑ کہا گیا ہے۔ اسمیں یہ بھی اشارہ تھا کہ جس رنگ میں حوّا آدمؑ کی شریکِ کار تھیں اسیطرح مسیح موعودؑ کی بیوی بھی اس کی شریکِ کار ہو گی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ آنیوالا مسیح شادی کریگا اور اس کی اولاد ہو گی۔ اب شادی تو ہر نبی کرتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس خبر میں یہی اشارہ تھا کہ اس کی بیوی کو یہ خصوصیت حاصل ہو گی کہ وہ اس کے کام میں اس کی شریک ہو گی۔

تبادلہ اسیران

حضرت اُمّ المومنینؓ کا وصال اور ربوہ کی فضیلت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کے موقعہ پہ فرمایا :- اس سال احمدیت کی تاریخ کا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہوا ہے اور وہ ہے حضرت اُم المومنینؓ کی وفات، ان کا وجود ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زنجیر کیطرح تھا۔ اولاد کے ذریعہ بھی ایک تعلق اور واسطہ ہوتا ہے مگر وہ اور طرح کا ہوتا ہے۔ اولاد کو ہم درخت کا ایک پھول تو کہہ سکتے ہیں مگر اسے درخت کا اپنا حصہ نہیں کہا جا سکتا۔ پس حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا ہمارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ایک زندہ واسطہ تھیں اور یہ واسطہ انکی وفات سے ختم ہو گیا۔

پھر حضرت اُم المومنینؓ کے وجود کی اہمیت عام حالات سے بھی زیادہ تھی کیونکہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ نے قبل از وقت بشارتیں اور خبریں دیں۔ چنانچہ انجیل میں آنیوالے مسیح کو آدمؑ کہا گیا ہے۔ اسمیں یہ بھی اشارہ تھا کہ جس رنگ میں حواؑ آدمؑ کی شریک کار تھیں اسیطرح مسیح موعودؑ کی بیوی بھی اس کی شریک کار ہوگی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ آنیوالا مسیح شادی کریگا اور اس کی اولاد ہوگی۔ اب شادی تو ہر نبی کرتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس خبر میں یہی اشارہ تھا کہ اس کی بیوی کو یہ خصوصیت حاصل ہوگی کہ وہ اس کے کام میں اس کی شریک ہوگی۔

مبادلہ اسیران

اسی طرح دِلّی میں ایک مشہور بزرگ خواجہ میر ناصر گزرے ہیں۔ انکے متعلق آتا ہے کہ ان کے پاس کشف میں حضرت امام حسنؓ تشریف لائے اور انہیں روحانیت کی خلعت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تحفہ ایسا ہے کہ جس میں تم مخصوص ہو۔ اس کی ابتدا تم سے کیجاتی ہے اور اس کا خاتمہ مہدی کے ظہور پر ہوگا۔ چنانچہ یہ کشف اس طرح پورا ہوا کہ آپکی ہی اولاد میں سے حضرت اُم المومنین کا وجود پیدا ہوا۔ یہ کشف خواجہ ناصر نذیر فراق کے بیٹے خواجہ ناصر خلیق نے اپنی کتاب "میخانہ درد" میں درج کیا ہے۔"

ایک شبہ کا ازالہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد الہامات کا بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ انمیں سے ایک یہ تھا:۔

یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ حضور نے اس الہام کے متعلق فرمایا:۔

"اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اسمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنینؓ دونوں کے اکٹھے جنت میں رہنے کی خبر ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں دفن ہوئے اور حضرت اُم المومنینؓ یہاں (ربوہ میں) دفن ہیں۔

سو اس شبہ کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مختلف مقامات میں فوت ہونیوالے اور دفن ہونے والے جنت میں اکٹھے ہی ہوتے ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اسمیں یہی تو پیشگوئی ہے کہ گو حضرت ام المومنینؓ کسی اور جگہ دفن ہونگی، مگر اے مومنو! تسلی رکھو کہ ہم انہیں ضرور قادیان واپس لیجائیں گے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس وہ دفن ہونگی۔ پس اسمیں تو قادیان کی واپسی کی خبر ہے۔ اور مومنوں کو امید دلائی گئی ہے کہ تم ضرور وہاں جاؤ گے۔

پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے۔ گو ماموریت ہونے کی وجہ سے میں اس پر کبھی زور نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنینؓ کو ہجرت میں میرے ساتھ رکھ کر میری ایک اور مماثلت نمایاں کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح مسیح اوّل کی ہجرت کے وقت انکی والدہ ان کے ہمراہ تھی اسی طرح مسیح ثانی کے ساتھ اس کی والدہ کو بھی ہجرت کرنی پڑی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"حضرت ام المومنینؓ کے جنت میں رہنے کے الہام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مدفن مقبرہ بہشتی ہے اسی طرح حضرت اُم المومنینؓ کا مدفن بھی یقینی طور پر مقبرہ بہشتی ہے۔ پس آج بلا کم و کاست ربوہ کے اس قبرستان کو بھی وہی پوزیشن حاصل ہے جو قادیان کے مقبرہ بہشتی کو حاصل ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ام المومنینؓ کا جسد اطہر قادیان میں منتقل ہو جائے گا تو پھر ربوہ مقدس مقام رہے گا یا نہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جو مقام ایک دفعہ مقدس ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ ہی مقدس رہتا ہے۔ اس مقدس مقام کے لوگ کسی وقت غیر مقدس ہو سکتے ہیں مگر اس مقام کا تقدس بہرحال قائم رہتا ہے۔"

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء)

اسی طرح دلّی میں ایک مشہور بزرگ خواجہ میر ناصر گزرے ہیں۔ انکے متعلق آتا ہے کہ ان کے پاس کشف میں حضرت امام حسن رضی تشریف لائے اور انہیں روحانیت کی خلعت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تحفہ ایسا ہے کہ جس میں تم مخصوص ہو۔ اس کی ابتدا تم سے کیجاتی ہے اور اس کا خاتمہ مہدی کے ظہور پر ہوگا۔ چنانچہ یہ کشف اس طرح پورا ہوا کہ آپکی ہی اولاد میں سے حضرت اُم المومنین کا وجود پیدا ہوا۔ یہ کشف خواجہ ناصر نذیر فراق کے بیٹے خواجہ ناصر خلیق نے اپنی کتاب "میخانۂ درد" میں درج کیا ہے۔"

ایک شبہ کا ازالہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد الہامات کا بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ انمیں سے ایک یہ تھا:۔

يَآ اَحْمَدُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ حضور نے اس الہام کے متعلق فرمایا:۔

"اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اسمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین رض دونوں کے اکٹھے جنت میں رہنے کی خبر ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں دفن ہوئے اور حضرت اُم المومنین رض یہاں (ربوہ میں) دفن ہیں۔

سو اس شبہ کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مختلف مقامات میں فوت ہونیوالے اور دفن ہونے والے جنت میں اکٹھے ہی رہتے ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اسمیں یہی تو پیشگوئی ہے کہ گو حضرت ام المومنین رض کسی اور جگہ دفن ہونگی، مگر اے مومنو! تسلّی رکھو کہ ہم انہیں ضرور قادیان واپس لیجائیں گے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس وہ دفن ہونگی۔ پس اسمیں تو قادیان کی واپسی کی خبر ہے۔ اور مومنوں کو امید دلائی گئی ہے کہ تم ضرور وہاں جاؤ گے۔

پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے۔ گو ماموریت ہونے کی وجہ سے میں اس پر کبھی زور نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین رض کو ہجرت میں میرے ساتھ رکھ کر میری ایک اور مماثلت نمایاں کر دی ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح مسیح اوّل کی ہجرت کے وقت انکی والدہ ان کے ہمراہ تھی اسی طرح مسیح ثانی کے ساتھ اس کی والدہ کو بھی ہجرت کرنی پڑی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"حضرت ام المومنین رض کے جنت میں رہنے کے الہام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مدفن مقبرہ بہشتی ہے اسی طرح حضرت اُم المومنین رض کا مدفن بھی یقینی طور پر مقبرہ بہشتی ہے۔ پس آج بلا کم و کاست ربوہ کے اس قبرستان کو بھی وہی پوزیشن حاصل ہے جو قادیان کے مقبرہ بہشتی کو حاصل ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ام المومنین رض کا جسدِ اطہر قادیان میں منتقل ہو جائے گا تو پھر ربوہ مقدس مقام رہے گا یا نہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جو مقام ایک دفعہ مقدس ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ ہی مقدس رہتا ہے۔ اس مقدس مقام کے لوگ کسی وقت غیر مقدس ہو سکتے ہیں مگر اس مقام کا تقدس بہرحال قائم رہتا ہے۔"

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء)

چوھدری محمد اقبال صاحب

چوھدری غلام مرتضیٰ صاحب
بی ٹی آئی

چوھدری صلاح الدین صاحب
بی اے ایل ایل بی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کی تفصیلات

مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نمازِ عصر پڑھا کر مسجد مبارک سے باہر تشریف لیجانے لگے تو اچانک ایک شخص نے پیچھے سے چاقو کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ جب حملہ آور نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پر دوسرا وار کیا تو درمیان میں چوہدری اقبال احمد صاحب پہریدار آگئے جو شدید طور پر زخمی ہوئے۔ اسی اثناء میں چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب بی ٹی آئی (تعلیم الاسلام ہائی سکول) نے حملہ آور کو پکڑ لیا۔ جب وہ ان پر وار کرنے لگا تو چوہدری صلاح الدین صاحب بہلول پوری بی۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈوکیٹ نے اسے پوری طاقت سے اپنی گرفت میں لے لیا کہ حملہ آور بے بس ہو گیا اور چاقو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اسی اثناء میں حضور مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ "حملہ آور کو مارا نہ جائے"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنتے ہی دوستوں نے باوجود انتہائی طور پر مشتعل ہونے کے حملہ آور کو کوئی گزند نہ پہنچنے نہ دیا۔ اور اس طرح اطاعتِ امام کا بے مثل نمونہ دکھایا۔

حملہ کے معاً بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت

کے لئے مندرجہ ذیل پیغام لکھوایا :۔

"برادران! آپ سن چکے ہونگے کہ مجھ پر ایک نادان دشمن نے حملہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے اور اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو ان پر فرض عائد ہوتا ہے اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادران! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر میرا وقت آن پہنچا ہے تو میری روح کو تسکین عطا کرے اور اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ نیز یہ بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ لوگوں کو ایسا لیڈر عطا فرمائے جو اس کام کیلئے مجھ سے زیادہ موزوں ہو۔

میں ہمیشہ آپ سے اپنی بیویوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرتا رہا ہوں اور اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنے ہر قریبی اور عزیز کو قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہا ہوں۔ میں آپ سے اور آپ کی آنیوالی نسلوں سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی ہمیشہ اسی طرح عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی" [1]

جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس حملہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا :۔

---

[1] المصلح ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء۔

صوبیدار عبدالمنان صاحب

ڈاکٹر محمد رمضان صاحب

خان عبداللطیف صاحب

"مارچ ۱۹۵۴ء کی دس تاریخ کا واقعہ ہے کہ مَیں عصر کی نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ نماز پڑھ کر مَیں دروازے کی دہلیز کے پاس کھڑا تھا کہ پیچھے سے کسی شخص نے مجھ پر حملہ کیا۔ وہ حملہ اس شدّت کا تھا اور ایسا اچانک تھا، اور پھر چونکہ وہ حملہ سر کے پاس کیا گیا تھا یکدم میرے حواس پر اس کا اثر ہوا اور مجھے یہ نہیں محسوس ہوا کہ کیا ہوا ہے ....

....

....

مجھے اتنا یاد ہے کہ مجھے یہ دھندلا سا محسوس ہوا کہ مَیں گر رہا ہوں اور مجھے کوئی شخص سہارا دے رہا ہے۔ چنانچہ جو پہرے دار تھا وہ مجھے گرتے ہوئے دیکھ کر میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا سینہ لگا کے مجھے سنبھال لیا۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ جیسے اس کے کان پر بھی کوئی زخم ہے .....

....

....

..... اتنے میں اندر سے دوسرے دروازہ میں سے کچھ نمازی نکل کر باہر آگئے اور میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔ بہر حال مولوی ابو العطاء صاحب مجھے نظر آئے تو مَیں نے کہا، مولوی صاحب ہوا کیا؟ اس پر انہوں نے اور بعض دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ آپ پر حملہ ہوا ہے۔

میں (؟) ....

ہوا کہ شاید مَیں نے اپنا ہاتھ زخم پ[ر] ...

بھرا ہوا تھا۔ مَیں نے کہا او ہو! اس میں ...

دیکھے۔ کوٹ اور صدری اور نیچے کرتہ اور ...

تھے اور زمین پر بھی اچھا خاصا تالاب بنا ہوا تھا جیسے ...

کھلی تو مَیں نے کہا۔ مجھے سہارا دے کر گھر پہنچا دو۔ چنانچہ ...

میں نے کہا ڈاکٹر کی طرف آدمی بھجیں تا کہ وہ آئیں اور ہاتھ دیکھ ...

ہے۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر کی طرف آدمی دوڑ گیا ہے۔ بہر حال مَیں آ کر ...

دیر میں ڈاکٹر پہنچ گئے۔ جن میں منور احمد میرا لڑکا بھی تھا۔ ڈاکٹر محمد رمضان ...

رہے تھے۔ ناقل) انہوں نے اوزاروں کو اچھی طرح سٹرلائز کر کے کام شروع کی[ا] ...

ادھر گھر والوں نے لاہور میں میرے لڑکے مرزا ناصر احمد کو فون کر دیا کہ ا[با] پر حملہ ہوا ہے۔ مرزا ناصر احمد نے مرزا مظفر احمد کو بتایا جو میرا داماد بھی ہے اور بھتیجا بھی ہے۔ انہوں نے ... ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب سے کہا اور وہ انکو لیکر آگئے، انکے ساتھ بعض دوسرے ڈاکٹر بھی آگئے۔ مثلاً ڈاکٹر مسعود صاحب، ڈاکٹر محمود اختر صاحب۔ بہر حال ڈاکٹروں نے زخم کو دیکھا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک تو اس کا پھر اپریشن کرنا پڑیگا۔ مَیں نے کہا۔ مجھے اتنی کوفت ہو چکی ہے اور اب رات کے ایک بجے کا وقت قریب آگیا ہے، اگر آپ صبح تک انتظار کر سکیں تو کیا حرج ہے۔ وہ گئے کہ اچھا مشورہ کر کے بتاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر مسعود صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب کہتے ہیں کہ گردن پر ورم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اندر خون جاری ہے اور کوئی رگ پھٹی ہوئی

ان دعاؤں کا الٰہی اور محمد رسول اللہ
پر شفا عطا فرما دی کام تھا جس کو بڑے
عظیم الشان ستارہ سے یہ کام کروا
چاہتے (یعنی پاک
حضور نے تعالیٰ قیامت
علیہ السلام
... پھول
شد

بعض قابلِ ذکر باتیں

۱۔ سب سے پہلے چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج حال ایڈوکیٹ لاہور نے ربوہ کی اراضی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ اراضی حضور کے ۱۹۱۱ء کے خواب کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ سب سے پہلے اس اراضی کو حضرت نواب محمد دین صاحب نے چوہدری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر کی معیت میں آکر دیکھا اور حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔

۳۔ سب سے پہلی پارٹی جو ربوہ میں رہائش پذیر ہوئی چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے اور مولوی محمد صدیق صاحب فاضل بی۔اے پر مشتمل تھی۔

۴۔ مرکزی ادارہ جات میں سب سے پہلے دارالضیافت کا قیام عمل میں لایا گیا۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یادگاری مسجد متصل فضلِ عمر ہسپتال کے مقام پر پہلی نماز ربوہ میں ادا فرمائی۔

۶۔ سب سے پہلے ترکستان کے ایک نوجوان محمد افضل صاحب بیعت کر کے شاملِ سلسلہ ہوئے۔

۷۔ سب سے پہلے کریانہ کی دکان مکرم قریشی فضل حق صاحب ابن قریشی قطب الدین صاحب اور قریشی محمد اکمل صاحب ابن قریشی حافظ محمد حسین صاحب نے کھولی۔ اور دودھ دہی کی پہلی دکان خان میر صاحب اور فیاض محمد خانصاحب کرمانی نے کھولی۔

۸۔ سب سے پہلا نلکہ (ہینڈ پمپ) قریشی فضل حق صاحب نے پہاڑی کے دامن میں لگایا۔

۹۔ سب سے پہلا جلسہ سالانہ ۱۵ تا ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء کو منعقد ہوا۔

۱۰۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں سب سے پہلے ایک مشترکہ انجمن قائم فرمائی جس کا نام ظلی صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید رکھا گیا۔ اس کا صدر چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے اور سیکرٹری مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور فاضل کو مقرر فرمایا۔

۱۱۔ سب سے پہلی آبادی کمیٹی ربوہ اگست ۱۹۴۸ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تین ممبروں پر مشتمل فرمائی۔ نمائندہ صدر انجمن احمدیہ مولانا جلال الدین صاحب شمس، نمائندہ تحریک جدید مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور، اور سیکرٹری ملک خورشید احمد صاحب ریٹائرڈ ایس۔ڈی۔او۔

۱۲۔ سب سے پہلا ٹیوب ویل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی قطعات کے شمال مغربی کونے پر شارع صدر کے ساتھ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی اوورسیر کی نگرانی میں لگایا گیا۔ انہیں قادیان میں سلسلہ کی [illegible] مسجد نور ہائی سکول اور منارۃ المسیح کی تعمیر کا شرف بھی [illegible]

۱۳۔ ربوہ میں ریلوے اسٹیشن کھلنے پر سب سے پہلا ٹکٹ مکرم بابو محمد اسمٰعیل صاحب معتبر سابق ایڈیٹر تحریک جدید نے خریدا۔

۱۴۔ سب سے پہلے مکرم مولوی محمد صادق صاحب فاضل ربوہ سے بیرونی ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سنگاپور تشریف لے گئے۔

۱۵۔ بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلی قبر مکرم چوہدری برکت علی خانصاحب رضی اللہ عنہ سابق وکیل المال کی اہلیہ محترمہ کی ہے۔

۱۶۔ سب سے پہلا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک کا رکھا۔ اور جماعت احمدیہ لائلپور نے اپنے امیر مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر

اینڈوکیٹ کی وساطت سے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں سب سے اوّل ۲۳۳ روپے ۸ آنے کی تھیلی برموقعہ افتتاح پیش کی جس کا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی افتتاحی تقریر میں ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت

مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو سات بجے شام کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اچانک سخت بیمار ہو گئے۔ بلڈ پریشر ۱۷۰ تک پہنچ گیا جبکہ عام طور پر ۱۲۰ رہتا ہے۔ مقامی طور پر محلہ جات کی مساجد میں دعا کیلئے اعلان کر دیا گیا۔ بیرونی جماعتوں کو تار کے ذریعہ اطلاع کر دی گئی۔ اپنی بیماری کا ذکر فرماتے ہوئے احباب جماعت کے نام مندرجہ ذیل پیغام دیا:-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام احباب جماعت کے نام

برادران ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

..... پہلے ڈاکٹروں کو خیال ہوا کہ شاید - SERCHERAL THROMBOSIS کا حملہ ہوا یعنی بعض شریانوں میں خون منجمد ہو گیا۔ اور جو خون دماغ کو غذا پہنچاتا ہے اور جس سے فکرِ انسانی اور عقل انسانی پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی کمی کی وجہ سے دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا مگر بعد میں دوسرے ماہرین ڈاکٹر جو لاہور سے بلائے گئے۔ انہوں نے رائے ظاہر کی کہ یہ حملہ اتنی جلدی گزر گیا کہ یہی سمجھنا چاہیئے کہ دماغ کی رگ پھٹی نہیں اور نہ ہی دماغ یا دل کے THROMBOSIS کا حملہ ہوا ہے بلکہ صرف بعض خون کی رگیں سکڑ گئیں (VASO SPASIN) اور ان کی وجہ سے دماغ کو خوراک پہنچنی بند ہو گئی ہے۔ ان ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ چند ہفتوں میں دماغی حالت اپنے معمول پر آجائیگی۔ لیکن اب تک جو ترقی ہوئی ہے اس کی رفتار اتنی تیز

نہیں۔ پہلے دن تو میں کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے پکڑ نہیں سکتا تھا۔ ہاتھ ڈالتا کہیں تھا اور پڑتا کہیں تھا۔ اب ہاتھ کی حس میں یہ تبدیلی پیدا ہو گئی ہے کہ جس چیز کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہوں اس تک ہاتھ پہنچ جاتا ہے۔ یعنی فاصلہ اور جہت کا اندازہ ٹھیک ہونے لگ گیا ہے۔ مگر اس بیماری میں لیٹے رہنے کی وجہ سے پاؤں میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ آدمیوں کے سہارے ایک دو قدم چل سکتا ہوں مگر وہ بھی مشکل سے اور چلنے سے پیر لڑکھڑا جاتے ہیں اور گھٹنوں میں درد معلوم ہوتی ہے۔ دماغ اور زبان کی کیفیت ایسی ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے خطبہ بھی نہیں دے سکتا۔ اور ڈاکٹروں نے دماغی کاموں سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے حتیٰ کہ معمولی ملاقاتوں سے بھی۔ ان کے خیال میں مجھے کسی چیز کے متعلق سوچنا نہیں چاہیئے۔ اور ابھی میرے سامنے تفسیر قرآن کا بہت بڑا کام پڑا ہے۔ ان حالات میں ڈاکٹری مشورہ سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ میں اہل و عیال اور دفتری عملہ کو لے کر کچھ عرصہ کے لئے یورپ چلا جاؤں تاکہ جلد ہی اس مرض کی روک تھام ہو جائے .... "

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

" سو میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے خدا! جب میرا وجود اس دنیا کیلئے بیکار ہے تو تو مجھے اپنے پاس جگہ دے جہاں میں کام کر سکوں۔ سو اگر چاہتے ہو کہ میری نگرانی میں اسلام کی فتح کا دن دیکھو تو پھر دعاؤں اور قربانیوں میں لگ جاؤ تاکہ خدا تم تمہاری مدد کرے۔ اور جو کام ہم نے مل کر شروع کیا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے کامیاب طور پر پورا ہوتا دیکھیں ......"

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۱ ۵۵"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۵۵ء)

ان دعاؤں کا یہ نتیجہ ہؤا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو کامل طور پر شفا عطا فرما دی اور حضور نے سلسلہ کے کئی اہم کام انجام دینے کے علاوہ تفسیر صغیر جیسی عظیم الشان کتاب تالیف فرمائی۔

چار سال کے بعد ۱۹۵۹ء کے شروع میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پھر بیمار ہو گئے، اور حضور نے جماعت کو حسب ذیل پیغام دیا:۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا

احباب جماعت کے نام ایک ضروری پیغام

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ہم دوسرے انسانوں سے الگ قسم کے انسان نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر دی کہ مسیح موعود شاہی خاندان میں پیدا ہوگا اور اس کے ذریعہ پھر اسلامی بادشاہت قائم ہوگی۔ اس کی وجہ سے باوجود نالائق ہونے کے ہم نے ایک لمبی عمر کی زندگی بسر کی اور اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق شاہی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ہماری اس میں کوئی خوبی نہیں تھی۔ ہم ذلیل تھے اسنے ہمیں دین کا بادشاہ بنا دیا۔ ہم کمزور تھے اسنے طاقتور کر دیا اور اسلام کی آیندہ ترقیوں کو ہم سے وابستہ کر دیا۔ محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے طفیل ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائیں۔ یہ وہ مشکل کام تھا جس کو بڑے بڑے بادشاہ نہ کر سکے لیکن خدا تعالیٰ نے ہم غریبوں اور بے بسوں کے ذریعہ سے یہ کام کروا دیا اور اس بات کو سچا کر دکھایا کہ سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَخْزَى الْأَعَادِيْ (یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے اسلام کے دشمنوں کو ذلیل کر دیا)۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اسلام کو برتری بخشتا رہے گا اور مجھے امید ہے کہ میری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد ہمیشہ اسلام کے جھنڈے کو اونچا کرتی رہے گی اور اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی قربانی کے ذریعہ سے اسلام کے جھنڈے کو ہمیشہ اونچا رکھیگی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیگی۔ میں اس دعا میں ہر احمدی کو شامل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور انکو اس مشن کے پورا کرنیکی توفیق دے۔

وہ کمزور ہیں لیکن ان کا خدا ان کے ساتھ ہے۔ اور جس کے ساتھ خدا ہو اسے انسانوں کی طاقت کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ دنیا کی بادشاہتیں انکے ہاتھ چومیں گی اور دنیا کی حکومتیں انکے آگے گریں گی بشرطیکہ نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق یہ لوگ نہ بھولیں اور اسلام کے جھنڈے کو اونچا رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ انکے ساتھ ہو، ہمیشہ انکی مدد کرتا رہے اور ہمیشہ انکو سچا راستہ دکھاتا رہے۔ بیشک وہ کمزور ہیں تعداد کے لحاظ سے بھی اور علم کے لحاظ سے بھی اور روپے کے لحاظ سے بھی۔ لیکن اگر وہ خدائے جبّار کا دامن مضبوطی سے پکڑیں گے تو خدا تعالیٰ کی پیشگوئیاں انکے حق میں پوری ہونگی، اور دین اسلام کے غلبہ کے ساتھ انکو بھی غلبہ ملے گا۔ اس دنیا میں بھی اور اگلی دنیا میں بھی۔ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے، قیامت کے

دن نہ وہ شرمندہ ہوں، نہ انکی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شرمندہ ہوں، نہ خدا تعالیٰ شرمندہ ہو کہ اسنے ایسی نالائق جماعت کو کیوں چُنا۔
یہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا آخری پودا ہے۔ جو اس پودہ کی آبیاری کریگا خدا تعالیٰ قیامت
تک اس کا بیج بڑھتا جائیگا اور وہ دونوں جہان میں عزت پائیگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اے عزیزو! ۱۹۱۴ء میں خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کا بوجھ مجھ پر رکھا تھا
اور میری پیدائش سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ میری خبر دی تھی۔
میں تو ایک حقیر اور ذلیل کیڑا ہوں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اسنے مجھے نوازا اور
میرے ذریعے اسلام کو دنیا میں قائم کیا جس خدا نے میرے جیسے حقیر انسان کے ذریعہ
سے دنیا میں اسلام کو قائم کیا میں اسی خدائے قدوس کا دامن پکڑ کر اس سے التجا کرتا ہوں
کہ وہ اسلام کو پھر ترقی بخشے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اگلے جہان میں ساری
دنیا کے سردار ہیں اِس جہان میں بھی ساری دنیا کا سردار بنائے بلکہ ان کے خدام کو
بھی ساری دنیا کا بادشاہ بنائے، مگر نیکی اور تقوٰی کے ساتھ نہ کہ ظلم کے ساتھ۔

توحید دنیا سے غائب ہے خدا کرے کہ پھر توحید کا پرچم اونچا ہو جائے، اور جس طرح
خدا غالب ہے اسی طرح اس کا جھنڈا بھی دنیا میں غالب رہے اور اسلام اور احمدیت دنیا
میں توحید اور تقوٰی اور اسلام کی عظمت پھر دنیا میں قائم کردیں، اور قیامت تک
قائم رکھتے چلے جائیں، یہانتک کہ وہ وقت آجائے کہ خدا کے فرشتے آسمان سے نازل ہو کر
خدا کے بندوں کی روحوں کو بلند کر کے آسمان پر لیجائیں اور انمیں ایک ایسا مضبوط رشتہ
قائم کردیں جو ابد تک نہ ٹوٹے۔ آمین ثم آمین۔

بادشاہت سب خدا کا حق ہے مگر افسوس ہے کہ انسان نے اپنی جھوٹی

طاقت کے گھمنڈ میں اس بادشاہت کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے اور خدا کے مسکین بندوں
کو اپنا غلام بنا رکھا ہے، خدا تعالیٰ اس غلامی کی زنجیروں کو توڑ دے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد
کو نیکی پر ہمیشہ قائم رکھے اور اعتدال کے راستہ سے پھرنے نہ دے۔ اُس سے یہ بات
بعید نہیں گو انسان کی نظر میں یہ بات بڑی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میں اُس کے بندوں
کی باگ اسی کے ہاتھ میں دیتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ ان کا خیر خواہ ثابت ہوگا، اور
قریب کی قیامت بلکہ دور کی قیامتوں کے موقعہ پر سچے مسلمانوں کی سرخروئی اور اعزاز
کا موجب ہوگا۔ مَیں اپنے لڑکوں، لڑکیوں اور بیویوں کو بھی اُس کے سپرد کرتا ہوں۔
میری نرینہ اولاد موجود ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا انسان کچھ نہیں کر سکتا
اس لئے میں اولاد در اولاد اور بیویوں اور ان کے وارثوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ
کرتا ہوں جس کی حوالگی سے زیادہ مضبوط حوالگی کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام
تھا ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

ہم نے اس الہام کی سچائی کو ۵۱ سال تک آزمایا ہے اور خدا تعالیٰ سے یقین
رکھتے ہیں کہ وہ دنیا کے آخر تک اس الہام کی سچائی کو ظاہر کرتا رہیگا۔ اس کا کلام ہمیشہ
ہی سچا ثابت ہوتا رہے گا۔

اصل عزت وہی ہے جو مرنے کے بعد انسان کو ملیگی لیکن پھر بھی اس دنیا میں نیکی
کا بیج قائم رکھنے سے انسان دعاؤں کا مستحق بنجاتا ہے اور اپنے پرائے اسکی بلندی
کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ خوبی کا مقام بھلایا نہیں جا سکتا۔ اور میں اپنے

خاندان کے مردوں عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو یہ مقام ہمیشہ عطا رکھے اور اسی طرح میرے بھائیوں اور بہنوں کی اولاد کو بھی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی پیدا نہیں ہوا، نہ آگے پیدا ہوگا۔ آپکو خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں اور اگلے جہان میں بھی سردار مقرر کیا ہے۔ خدا کرے آپکی یہ سرداری تا ابد قائم رہے اور ہم قیامت کے دن درود پڑھتے ہوئے آپکے نشان والا جھنڈا لیکر آپکے سامنے حاضر ہوں اور اپنے خدا سے بھی کہیں کہ اے خدا! تو نے جس انسان کی عزت کو اپنی عزت قرار دیا تھا ہم اس کی عزت قائم کر کے آئے ہیں۔ ہم پر بھی رحم کر اور اپنے فضلوں کا وارث بنا۔ آمین ثم آمین

میری اولاد کے نام

میری نعش، میری اماں جان رضؓ کی نعش اور میری بیویوں کی نعشوں کو قادیان پہنچانا تمہارا فرض ہے۔ میں نے ہمیشہ تمہاری خیر خواہی کی تم بھی میری خواہش پوری کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تمہیں عزت بخشے۔

میں ساری جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا اور رسولؐ کے لئے وقف کریں اور قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو، انکی مدد کرے۔ اور اپنی بشارتوں سے ان کو نوازے۔ آمین

میں امید کرتا ہوں کہ یورپ کے نئے احمدی اپنی جان اور مال سے ایشیا کے پرانے احمدیوں کی مدد کریں گے، اور تبلیغ کے فریضہ کو ادا کرتے رہیں گے یہانتک کہ اسلام

ساری دنیا پر غالب آجائے۔ اگر لینن کے متبعین نے چند سال میں ساری دنیا پر اپنا سکہ جما لیا تھا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین یہ کام کیوں نہیں کر سکتے؟ صرف عزم اور ارادہ کی پختگی کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ وہ کبھی ظلم نہ کریں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے بندوں کے سامنے عجز و انکسار کے ساتھ سر جھکائیں تا کہ خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کی مدد انکو ملتی رہے اور اسلام کا سر ہمیشہ اونچا رہے۔ اور قیامت کے دن خدا کا آخری نبیؐ بلکہ خدائے واحد خود نہایت شوق سے اپنے ہاتھ پھیلا کر انکی ملاقات کیلئے آگے بڑھے اور وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے خدا تعالیٰ کی برکات کے وارث ہوں۔ آمین

میں احمدیت اور اس کے آثار کو بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں وہی انکا بھی محافظ ہو اور انکی عزت کو قیامت تک قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو، اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔ کیا ہمارا خدا اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ جتنا کہ حضرت مسیح ناصریؑ رکھتے تھے۔ مسیح ناصریؑ تو ایک نبی تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار تھے

خداتعالیٰ آپکی سرداری کو دونوں جہان میں قائم رکھے اور ان کے ماننے والوں کا جھنڈا کبھی نیچا نہ ہو اور وہ اور انکے دوست ہمیشہ سربلند رہیں۔ آمین ثم آمین۔

مَیں یہی نصیحتیں پاکستان سے باہر کے احمدیوں کو بھی کرتا ہوں، وہ بھی خداتعالیٰ کے ایسے ہی محبوب ہیں جیسے پاکستان میں رہنے والے احمدی۔ اور جب تک وہ اسلام کو اپنا مطمح نظر قرار دیں گے۔ خداتعالیٰ انکو بھی اور اسلام کو بھی دنیا میں بلند کرتا چلا جائیگا! انشاءاللہ۔

خدا کرے احمدیوں کے ذریعہ کبھی دنیا میں ظلم کی بنیاد قائم نہ ہو بلکہ عدل، انصاف اور رحم کی بنیاد قائم ہوتی چلی جائے اور ہمیشہ خداتعالیٰ کے فرشتے انکے دائیں بھی کھڑے ہوں اور بائیں بھی کھڑے ہوں اور کوئی شخص انکی طرف نیزہ نہ پھینکے جسے خداتعالیٰ کے فرشتے آگے بڑھ کر اپنی چھاتی پر نہ لے لیں۔ آمین ثم آمین۔

آدم اوّل کی اولاد کے ذریعہ سے بالآخر دنیا میں بڑا ظلم قائم ہوا۔ اب خدا کرے، آدم ثانی یعنی مسیح موعودؑ کی اولاد کے ذریعہ سے یہ ظلم ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے اور سانپ یعنی ابلیس کا سر کچل دیا جائے اور خداتعالیٰ کی بادشاہت اسی طرح دنیا میں بھی قائم ہو جائے جس طرح آسمان پر ہے۔ اور کوئی انسان دوسرے انسان کو نہ کھائے اور کوئی طاقتور انسان کمزور انسان پر ظلم اور تعدی نہ کرے۔ آمین ثم آمین۔

مرزا محمود احمد
۱۷ر مئی ۱۹۵۹ء
(منقول از الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

چند نمایاں شخصیتیں

"میں اس بات کے اظہار اور اسکے شکر کرنیکے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا میرے ساتھ تعلقِ اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ میں نے اپنی محنت سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔" (فتح اسلام)

خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قمر الانبیاء کے خطاب سے نوازا۔ آپکے ذریعہ سلسلہ کے لٹریچر میں گرانقدر اضافہ ہوا ہے۔ مجسم حیا۔ مجسم تواضع، نہایت معاملہ فہم اور نکتہ رس بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روحانی نعماء سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ان تمام نوروں کے حامل ہیں جنکی تخم ریزی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی۔ آپکو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفروں میں مقامی امیر ہونے کا فخر بھی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ نظارتِ علیا، نظارت امورِ عامہ، نظارتِ تعلیم، نظارت تالیف و تصنیف جیسے اہم صیغہ جات کی نگرانی آپکے سپرد رہی ہے۔ آجکل آپ نگران بورڈ کے صدر، ایڈیشنل ناظرِ اعلیٰ اور نظارت خدمتِ درویشان کے ناظر ہیں۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور بی اے کے امتحانات پاس کرنے کے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اقتصادیات میں بڑی باریک نظر رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے حافظ بھی ہیں۔ آپ خدا کے فضل سے واقفِ زندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو انتظامی امور کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی برسوں تک کامیاب قیادت فرما چکے ہیں۔ اور... آج کل انصار اللہ کے صدر ہیں۔

آپکی زندگی میں اگر کوئی چیز سب سے نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے تو وہ خدمت دین کا پاکیزہ جذبہ ہے۔ آجکل آپ صدر انجمن احمدیہ کے صدر بھی ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بی۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے صاحبزادے ہیں اور واقفِ زندگی ہیں۔ مولوی فاضل اور بی۔اے کے امتحانات پاس کرنے کے بعد آپ عربی زبان میں مہارتِ تامہ حاصل کرنے کے لئے کچھ عرصہ مصر میں بھی مقیم رہے۔ آجکل آپ تحریک جدید میں وکیل الاعلیٰ اور وکیل التبشیر ہیں۔ اکناف و اطرافِ عالم میں اسلامی مشن قائم کرنے اور غیر ممالک میں مساجد کی تعمیر کا آپکو عشق ہے۔ تبلیغی مراکز کے معائنہ کی غرض سے آپ متعدد بار غیر ممالک کا دورہ فرما چکے ہیں۔ آپ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نائب صدر اور نگران بورڈ کے رُکن بھی ہیں۔

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے۔ آپ حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ اے۔ ڈی۔ ایم کے عہدۂ جلیلہ سے ریٹائر ہونے کے بعد ہمہ تن خدمتِ دین میں منہمک ہیں اور آجکل ناظرِ اعلیٰ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں دیکھا تھا کہ

"ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔"[۱]

---

[۱] ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ صفحہ از اشتہار ۱۲؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ اس رؤیا میں مرزا عزیز احمد صاحب کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی طرف منسوب کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا کہ نہ صرف حضرت مرزا عزیز احمد صاحب بلکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی

چنانچہ اس رؤیا کے ساڑھے چھ سال بعد فروری ۱۹۰۶ء میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔

محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ اور آپکو واقفِ زندگی ہونیکی سعادت بھی حاصل ہے۔ آجکل آپ فضلِ عمر ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر اور حضور ایدہ اللہ کے معالج خصوصی ہیں۔ اپنے دل میں خدمتِ خلق کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ فضلِ عمر ہسپتال کی وسیع اور عالی شان عمارت آپکی کوششوں کی رہینِ منت ہے۔ آپ نہایت معمور الاوقات انسان ہیں اور شب و روز خدمتِ دین میں مصروف رہتے ہیں۔ ایک عرصہ تک مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر اور میونسپل کمیٹی کے سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔

سید داؤد احمد صاحب بی۔ایس سی شاہد۔ آپکی پیدائش ۱۹۲۴ء میں ہوئی۔ آپ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور آپکو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہے۔ آجکل آپ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل ہیں۔ نیز ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کے مینیجنگ ایڈیٹر کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، آپ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ

بقیہ حاشیہ۔ حضورؑ کی بیعت میں داخل ہو کر جسمانی رشتہ کے علاوہ روحانی طور پر بھی فرزندگی میں داخل ہو جائیں گے۔ سو الحمد للہ کہ حضرت ممدوح بھی ۲۵؍ دسمبر ۱۹۳۰ء کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ (حاشیہ تذکرہ صفحہ ۳۷۹)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دامادی کا بھی آپکو شرف حاصل ہے۔ ایک عرصہ تک خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر رہ چکے ہیں، اور افسر جلسہ سالانہ کی نیابت میں ہر سال نہایت جانفشانی سے خدمت سلسلہ بجالاتے ہیں۔ آجکل نظارت امور عامہ میں نائب ناظر کی حیثیت سے خدمتِ دین سرانجام دے رہے ہیں۔

دیگر بزرگ ہستیاں

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ ربوہ میں اور بھی بہت سی بزرگ ہستیاں اقامت گزین ہیں جن میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فاضل، دارالرحمت غربی۔

آپکی ولادت ۱۸۷۸ء میں ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی جماعت احمدیہ کی ایک مقدس شخصیت اور صاحب کشف و الہام صوفی منش بزرگ ہیں۔ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عقیدت اور برکت نے ایک غیر معمولی عاشقانہ رنگ چڑھا دیا ہے اور آسمانی سلسلہ میں داخل ہونیکے بعد آجتک زبان و قلم سے تبلیغِ حق میں سرگرم عمل ہیں۔

حضرت مولانا صوفی بھی ہیں مناظر بھی۔ طبیب بھی ہیں اور شاعر بھی۔ حیاتِ قدسی کی متعدد جلدوں میں آپنے اپنی زندگی کے ایمان افروز سوانح شائع فرمائے ہیں۔ جو مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکے ذریعہ ہزارہا افراد کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نہایت مستجاب الدعوات بزرگ ہیں۔ باوجود ضعیف العمری آپ قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان

کرنے میں ہمہ تن معروف رہتے ہیں۔

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری دار الصدر شرقی

آپ نہایت خلیق اور وضعدار بزرگ ہیں۔ آپکو ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ہر وقت تبلیغ احمدیت میں معروف رہتے ہیں سینکڑوں لوگوں کو آپکے ذریعہ حلقہ احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی علمی و ادبی اعتبار سے آپ کا مقام بہت بلند ہے۔

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی بی اے بی ٹی، دار الصدر شرقی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین ۳۱۳ صحابہ میں سے ہیں۔ ایک عرصہ تک آپکو انگلستان میں تبلیغ اسلام کا شرف بھی حاصل ہو چکا ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں سیکنڈ ماسٹر اور ہیڈ ماسٹر کے عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ نیز دار الضیافت کے افسر کی حیثیت سے بھی آپکو خدمت سلسلہ کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ نہایت متقی اور باخدا بزرگ ہیں۔

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب وائس صدر، آپکو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی وجاہت کے ساتھ خاص دینی مقام بھی عطا فرمایا ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ رہ چکے ہیں۔ بین الاقوامی عدالت کے نائب صدر بھی رہے ہیں۔ آجکل یو۔این۔او میں جنرل اسمبلی کے صدر کی حیثیت سے عالم اسلام کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے دل و جان سے مستعد رہتے ہیں۔ دنیا میں جہاں جہاں گئے وہاں انہوں نے آپکو بحیثیت ایک حقیقی مسلمان کے پیش کیا۔ ان کا منصب اور انکی وجاہت ہمیشہ دین اسلام کی خدمت و اشاعت کے لئے وقف رہی ہے۔ آپ کئی ایک روح پرور کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

آپکے جوشِ ایمانی کا یہ حال ہے کہ جب مولوی نعمت اللہ خان صاحب رضؓ کو کابل میں ۱۹۲۴ء میں شہید کر دیا گیا تو اُس وقت چوہدری صاحب موصوف نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حضور پسند فرمائیں تو میں کاروبار چھوڑ کر کابل میں بطور مبلغ کے چلا جاؤں۔ یہ اور بات ہے کہ حضور نے آپکی درخواست کو اس رنگ میں منظور نہ فرمایا۔ لیکن اس سے حضرت چوہدری صاحب موصوف کے اخلاص پر نہایت تیز روشنی پڑتی ہے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری فاضل دارالصدر شرقی

سلسلہ کے پرانے مبلغین میں سے ہیں آپکے سوانح حیات کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جو نہایت ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہیں[1]۔ نہایت متواضع اور دعاگو بزرگ ہیں۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب بی اے، آپکی پیدائش ۱۸۸۱ء کے آخر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں حاصل کی۔ سن ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۰۸ء میں علیگڈھ یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک نصرت گرلز سکول کے مینجر رہے اور ۱۹۴۸ء میں ناظر تعلیم کے اہم عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ ماہرِ تعلیم ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے منتظم بھی ہیں۔ اس وقت آپ ناظر تعلیم اور صدر انجمن احمدیہ کے ممبر ہیں۔

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل دارالصدر شرقی

آپ حضرت مولانا امام الدین صاحب رضؓ آف گولیکی کے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۹۰۸ء سے انکی نظمیں اخبارات بدر اور الحکم میں نکلتی رہی ہیں۔ آپکو اخبار بدر، الفضل، ریویو آف ریلیجنز

[1]: حیاتِ بقاپوری۔

(اردو) تشحیذ الاذہان، مصباح اور احمدیہ گزٹ۔ غرضیکہ سلسلہ کے اکثر قدیم رسائل و جرائد میں قابلِ رشک خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ خصوصاً الفضل کی اشاعت میں آپنے بہت نمایاں حصہ لیا جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوا۔ آپکے قلم سے چھتیس کے قریب تالیفات بھی شائع ہو چکی ہیں جن میں ظہور مسیح، ظہور المہدی اور الواح الہدیٰ بہت مشہور ہیں۔

محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب دارالصدر شرقی

آپ ۱۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ قادیان اور لاہور تعلیم حاصل کی۔ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کچھ عرصہ مصر میں مقیم رہے۔ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۶ء تک بیروت میں خدمتِ دین بجالاتے رہے۔ اسلامی ممالک سے واپس آکر قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کی مختلف نظارتوں میں کام کیا۔ آجکل آپ ناظر امور خارجہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نہایت زیرک اور علم دوست بزرگ ہیں۔ شرح بخاری شریف آپ کا علمی شاہکار ہے جس کی تکمیل کے لئے آپ دن رات مصروف رہتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب دارالصدر شرقی ۔ آپکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف ۱۸۹۹ء میں حاصل ہوا اور ۱۹۰۵ء میں حضورؑ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۱۸ء سے آپکو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی معالج کی حیثیت سے حضور کی خدمت کا موقعہ مل رہا ہے۔ قادیان میں آپ نور ہسپتال کے انچارج رہے اور پارٹیشن کے بعد بھی ۱۹۵۴ء تک ہسپتال کے انچارج رہے۔ قرآن کریم کے معارف سے آگاہ، تہجد گزار، مخلص اور نہایت ایثار پیشہ بزرگ ہیں۔ آجکل آپکے بڑے صاحبزادے محترم ڈاکٹر محمد احمد صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولوی فضل الدین صاحب وکیل، دارالرحمت وسطی

آپکی پیدائش موضع خان متصل کھوڑی ضلع گجرات قریباً ۱۸۸۷ء میں ہوئی اور
بیعت ۱۹۰۱ء ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رض کی شاگردی کا بھی آپکو شرف حاصل ہے۔
۱۹۱۸ء میں پلیڈری کا امتحان پاس کیا۔ آپ سب سے پہلے ناظم دار القضاء مقرر ہوئے۔
اس کے بعد آپ ایک لمبے عرصہ تک صدر انجمن احمدیہ کے مشیر قانونی رہے اور اسی عہدہ
سے ۱۹۵۰ء میں ریٹائر ہوئے۔

محترم ماسٹر فقیر اللہ صاحب دار الصدر جنوبی۔ آپکی پیدائش ۱۸۷۶ء میں بمقام
پشاور ہوئی۔ ۱۸۹۶ء میں آپنے تحریری بیعت کی، ۱۸۹۹ء میں قادیان آئے، اور
اول مدرس ریاضی مقرر ہوئے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
کی بیعت کی، اگست ۱۹۴۷ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر وکیل المال تحریک جدید میں
مشن ہائے بیرون ہند کے بجٹ تیار کرنے کا کام سپرد کیا۔ یکم اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ جنوری
۱۹۴۹ء تک تحریک جدید میں کام کیا۔ بعد ازاں چند ماہ تک بطور محاسب صدر انجمن احمدیہ
میں خدمات بجالاتے رہے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۰ء کو آپ افسر امانت تحریک جدید مقرر ہوئے
آپ اس وقت تک اسی عہدہ پر فائز ہیں۔

مکرم بھائی مرزا برکت علی صاحب دار الرحمت وسطی۔ آپ ۱۸۸۷ء میں
پیدا ہوئے اور ۱۹۰۲ء کے قریب احمدیت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں تعلیم مکمل کرنے
کے بعد قادیان آگئے اور جماعت کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے
مختلف شعبوں میں نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت سلسلہ بجالانے کے بعد ۱۹۴۲ء میں
ریٹائر ہوئے۔ آپ نہایت یکرنگ، اور خدایاد بزرگ ہیں۔

محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری، محلہ دارالنصر،

آپکی پیدائش قصبہ سنور ریاست پٹیالہ میں ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔ آپ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں۔ احمدیت آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی محبت میں ہمیشہ سرشار نظر آتے ہیں۔ سرکاری ملازمت کے بعد آپکو حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زمینوں پر ایک لمبا عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ
نے آپکو حج بیت اللہ کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے۔

مکرم شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی، دارالرحمت شرقی

آپ ۱۸۸۳ء میں بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ آپنے بٹالہ ہی میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۷ء میں
حضرت مسیح موعود ؑ سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ ملٹری سپلائی کے محکمہ میں ۳۰ سالہ ملازمت
کے بعد ریٹائر ہوئے اور پھر صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں خدمت سلسلہ بجالاتے
رہے۔ نہایت مخلص اور صوفی مزاج بزرگ ہیں۔

حضرت مولوی محمد جی صاحب فاضل، دارالرحمت شرقی

آپکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف ۱۸۹۸ء میں حاصل ہوا۔ مدرسہ احمدیہ
تعلیم الاسلام ہائی سکول اور نصرت گرلز ہائی سکول میں مختلف مواقع پر آپکو خدمت
سلسلہ کا موقعہ ملتا رہا۔ آپ ایک جید عالم ہیں۔ تسہیل العربیہ اور ترجمہ مفردات امام راغب
آپکی گرانقدر تصانیف ہیں۔

محترم ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے نہایت بالغ نظر اور صاف
باطن بزرگ ہیں۔ ایک عرصہ تک جرمنی اور انگلستان میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی ادا
کرچکے ہیں۔ ترجمہ قرآن کریم (انگریزی) میں بھی آپکو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ریویو آف

ریلیجنز کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آجکل تفسیر القرآن (انگریزی) کی خدمت آپکے سپرد ہے۔

مکرم ملک صاحب خان صاحب نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر دار الصدر شرقی[1]۔ آپ بمقام کوٹ حاکم خان تحصیل بھیرہ ضلع سرگودہا ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے آپنے ۱۹۰۵ء میں ایچیسن چیفس کالج لاہور سے ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۹۰۸ء میں آپ گورداسپور میں برائے سٹلمنٹ ٹریننگ مقیم رہے۔ ۱۹۱۱ء میں ایک خواب کی بناء پر احمدیت قبول کی۔ ۱۹۴۱ء کے آخر میں آپ ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

آپ نہایت مخلص بزرگ ہیں اور سلسلہ کیلئے مالی قربانیوں میں بہتوں سے آگے ہیں

مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس[2] دار الصدر شرقی۔ آپ نہایت متبحر عالم ہیں اور قرآنی انوار سے اللہ تعالیٰ نے آپکو وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ آپکی ولادت ۱۹۰۱ء میں ہوئی، ۱۹۱۹ء میں جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ دو سال ملکانہ میں خدمت اسلام بجالانے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک دمشق میں نہایت جانفشانی سے خدمت دین سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۱ء تک فلسطین میں فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ اسی اثنا میں دو دو دفعہ چھ چھ ماہ کیلئے مصر بھی گئے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۶ء تک انگلستان میں نہایت خوش اسلوبی سے تبلیغی فرائض سرانجام دیئے، اور کئی انگریز آپکے ذریعہ مشرف باسلام

---

[1] حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے انفاس قدسیہ کی برکت سے یکم مئی ۱۹۴۹ء کو ملک صاحب موصوف کے ۶۲ سال کی عمر میں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام حضور نے احمد خان تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو لمبی عمر عطا فرمائے اور حسنات دارین سے نوازے۔ آمین۔

[2] ایک جلسہ سالانہ کی تقریر میں بعض اہم امور کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا تھا:۔ "یہ نہ سمجھو کہ اب وہ خالد نہیں اب ہماری جماعت میں اس سے زیادہ خالد موجود ہیں۔ چنانچہ شمس صاحب ہیں، مولوی ابو العطاء صاحب ہیں، ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ جو دشمن کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور دینگے، انشاء اللہ تعالیٰ! اور اللہ تعالیٰ انکے قلم میں اور انکے کلام میں زیادہ کر(الفضل ۲۲ [illegible] ۱۹۵۵ء)

ہوئے۔ آجکل آپ الشرکۃ الاسلامیہ کے ڈائریکٹر اور نظارت اصلاح و ارشاد کے ناظر ہیں۔

مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری، دار الرحمت وسطی، آپ علوم عربیہ کے زبردست فاضل ہیں۔ فارسی اور انگریزی کے علاوہ عبرانی زبان بھی جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فن تقریر کا آپکو خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔

آپ ۱۹۰۴ء میں ضلع جالندھر کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں آپنے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۷ء میں سلسلہ کیطرف سے باقاعدہ مبلغ مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء تک فلسطین میں تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسی دوران میں آپنے وہاں رسالہ البشریٰ کا اجراء فرمایا۔ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۳ء تک جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ ۱۹۵۴ء میں جامعۃ المبشرین کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ آجکل تعلیم الاسلام کالج میں شعبہ دینیات کے صدر ہیں۔ نیز ماہنامہ الفرقان کو ایڈٹ کرتے ہیں۔

مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری، دار الصدر شرقی، آپ نہایت جید عالم ہیں اور طبیعت پر محققانہ رنگ غالب ہے۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ایف اے تک انگریزی تعلیم بھی حاصل کی اور ایک عرصہ تک لائلپور میں اورینٹل ٹیچر رہے۔ پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں دینیات کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۷ء تک جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔ آجکل نظارت اصلاح و ارشاد کے شعبہ نشر و اشاعت کے انچارج کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے ہیں۔

مکرم خانصاحب قاضی محمد رشید خانصاحب سی۔جی۔او، وار اکاؤنٹس دہلی، آپ ۱۸۹۷ء میں ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپکی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک پاس کیا۔ آپ آرڈیننس کور میں ۲۵ سال ملازمت کر کے ریٹائر ہوئے، اور "خانصاحب" کا خطاب ملا۔ دورانِ ملازمت آپ بڑے بڑے شہروں مثلاً راولپنڈی، کوئٹہ، پونہ وغیرہ میں امیر جماعت منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۵۱ء تک آپکی وصیت ۱/۳ حصہ کی رہی۔ ایک عرصہ تک آمد کا ۵۰ فیصد چندہ ادا فرماتے رہے۔

ریٹائر ہونے کے بعد آپ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۶ء تک بطور وکیل المال سلسلہ کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپکو قرآن کریم سے گونہ عشق ہے۔ صوفی منش، خاموش طبیعت، سلسلہ کا درد رکھنے والے بزرگ ہیں۔

۳۔ حُجّاج کرام

ذیل میں ان بزرگوں کے نام درج کئے جاتے ہیں جو ربوہ کے رہنے والے ہیں یا رہ چکے ہیں اور وہ بیت اللہ شریف کے حج کی سعادت سے مشرف ہوئے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الحاج ملک محمد خان صاحب نون۔ حاجی محمد فاضل صاحب اوورسیر، میاں محمد یوسف صاحب[1] سابق پرائیویٹ سیکرٹری۔ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری، چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید، بابو محمد عبداللہ صاحب، ڈاکٹر حاجی عبدالرحمن صاحب باب الابواب، شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ، مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری، مولوی نذیر احمد صاحب مبشر،

[1] آپ ایک لمبا عرصہ سول سپلائز آفیسر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت سرکاری ملازمت سے استعفا دیکر خدمت سلسلہ میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ ۱۹۴۸ء کو حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء کو بوجہ خرابیِ صحت آپکو اس عہدہ جلیلہ سے سبکدوش ہونا پڑا۔ آپ نہایت مخلص بزرگ ہیں۔

الحاج بابو محمد عبداللہ صاحب
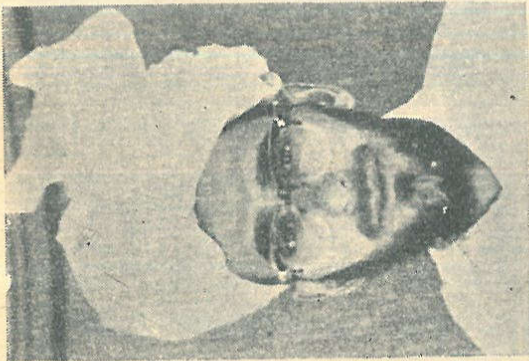
الحاج مولوی عزیز الرحمن صاحب منگلا

الحاج ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب

حاجی محمد سعید صاحب ابن الحاج میاں محمد یوسف صاحب، چوہدری اللہ بخش صاحب، چوہدری اصغر علی صاحب دار النصر، چوہدری شریف احمد صاحب راجپوت دار الصدر غربی۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل دار الصدر شرقی، شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ، مولوی عزیز الرحمن صاحب آف منگلا مربی سلسلہ، حاجی اللہ دتہ صاحب دار الیمن، میاں فضل الہی صاحب دار الیمن۔ چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال (منجانب بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)، مولوی عبد اللطیف صاحب شہید (منجانب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)۔

۴۔ مبلغین جو بیرون پاکستان خدمت انجام دے رہے ہیں

نمبر	نام	ملک	نمبر	نام	ملک
۱	مولوی امام الدین صاحب	انڈونیشیا	۱۱	چوہدری سمیع اللہ صاحب سیالی	سیرالیون
۲	امین اللہ صاحب سالک	امریکہ	۱۲	سید شاہ محمد صاحب	انڈونیشیا
۳	بشیر احمد آرچرڈ صاحب	برٹش گی آنا	۱۳	صالح شبیبی صاحب	"
۴	حافظ بشیر الدین صاحب	ماریشس	۱۴	صلاح الدین خان صاحب	ہالینڈ
۵	خان بشیر احمد صاحب رفیق	لندن	۱۵	ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب	نائیجیریا
۶	بشیر احمد صاحب شمس	نائیجیریا	۱۶	چوہدری عبد اللطیف صاحب	جرمنی
۷	جلال الدین صاحب قمر	مشرقی افریقہ	۱۷	عبد القادر صاحب ضیغم	امریکہ
۸	حنیف یعقوب صاحب	ٹرینیڈاڈ	۱۸	عنایت اللہ صاحب خلیل	مشرقی افریقہ
۹	چوہدری رشید الدین صاحب	نائیجیریا	۱۹	شیخ عبد الواحد صاحب	فجی
۱۰	چوہدری رحمت خان صاحب	انگلینڈ	۲۰	عطاء اللہ صاحب کلیم	غانا

چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید سنوری - ربوہ
شیخ مبارک احمد صاحب فاضل رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ حال ربوہ
چوہدری شبیر احمد صاحب بی - اے وکیل المال تحریک جدید ربوہ
میاں احمد گل صاحب پراچہ بھیرہ (سرگودھا)
چوہدری محمد علی صاحب باجوہ رئیس بالمدھی

۲۱- چوہدری عنایت اللہ صاحب مشرقی افریقہ

۲۲- میاں عبدالحی صاحب انڈونیشیا

۲۳- عبدالکریم صاحب شرما مشرقی افریقہ

۲۴- عبدالوہاب بن آدم صاحب غانا

۲۵- عبدالرحمٰن صاحب سیلون

۲۶- صوفی عبدالغفور صاحب امریکہ

۲۷- عبدالحمید صاحب لنڈن

۲۸- چوہدری غلام یٰسین صاحب امریکہ

۲۹- ملک غلام نبی صاحب سیرالیون

۳۰- قریشی فیروز محی الدین صاحب غانا

۳۱- فیض الحق خانصاحب نائیجیریا

۳۲- حافظ قدرت اللہ صاحب ہالینڈ

۳۳- کرم الٰہی صاحب ظفر سپین

۳۴- سعید کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا ممالک

۳۵- مرزا لطف الرحمٰن صاحب ٹوگولینڈ

۳۶- محمد منور صاحب "

۳۷- حکیم محمد ابراہیم صاحب "

۳۸- مقبول احمد صاحب قریشی ایوری کوسٹ

۳۹- چوہدری محمد شریف صاحب گیمبیا

۴۰- محمد سعید صاحب انصاری ملایا

۴۱- محمد اسمٰعیل صاحب منیر ماریشس

۴۲- محمد صدیق صاحب شاہد سیرالیون

۴۳- مبارک احمد صاحب ساقی لائبیریا

۴۴- مرزا محمد ادریس صاحب بورنیو

۴۵- قاضی مبارک احمد صاحب ٹوگولینڈ

۴۶- چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ۔ سوئٹزرلینڈ

۴۷- منیر الدین احمد صاحب مشرقی افریقہ

۴۸- منصور احمد صاحب انڈونیشیا

۴۹- مسعود احمد صاحب جہلمی جرمنی

۵۰- میر مسعود احمد صاحب ڈنمارک

۵۱- مرزا ہدی صاحب انڈونیشیا

۵۲- کونل محمد یوسف شاہ صاحب نائیجیریا

۵۳- شیخ ناصر احمد صاحب سوئٹزرلینڈ

۵۴- نور محمد نسیم صاحب سیفی۔ نائیجیریا

۵۵- نور الحق صاحب انور مشرقی افریقہ

۵۶- نصیر الدین احمد صاحب سیرالیون

۵۷- نور الحق صاحب تنویر افریقہ

۵۸- نصیر احمد خاں صاحب

۵۹- محمد سعید اللہ صاحب شبوطی

۶۰- شیخ نذیر احمد صاحب

۶۱- شیخ نذیر احمد صاحب بشیر حیدرآبادی

۶۲- مقبول احمد صاحب ذبیح

۶۳- بشارت احمد صاحب امروہی

۶۴- فضل الٰہی صاحب بشیر

۵- مبلغین کرام جو اعلائے کلمۃ اللہ کے بعد بیرونی ممالک سے ربوہ تشریف لائے ہوئے ہیں:

انمیں بعض کے سپرد تو یہاں مقامی خدمت دین ہے اور بعض کو پھر میدانِ عمل میں بیرونی ممالک میں بھیجا جائے گا:-

شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ، سید جواد علی شاہ صاحب سابق مبلغ امریکہ، مولوی بشیر احمد صاحب شاد سابق مبلغ نائجیریا و سیلون، مولانا جلال الدین صاحب شمس (امام مسجد لنڈن)، چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ (امام مسجد لنڈن) مولوی عبدالخالق صاحب (غانا)، مولوی ظہور حسین صاحب (بخارا۔ روس) مولوی نورالدین صاحب منیر ایم۔اے (مشرقی افریقہ)، سید منیر احمد صاحب باہری (برما) حافظ محمد سلیمان صاحب (مشرقی افریقہ)، مولوی فضل الٰہی صاحب انوری (غانا) مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری، مولوی نذیر احمد صاحب بشر (امیر و انچارج غانا)، چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ (سیرالیون)، مولوی محمد صادق صاحب (انڈونیشیا۔ سنگاپور۔ ملایا)، مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل (ہالینڈ) مولوی محمد اسحٰق صاحب صوفی (سیرالیون - غانا - لائبیریا)۔ قریشی محمد فضل صاحب (نائجیریا۔ سیرالیون۔ غانا)، مولوی احمد خانصاحب نسیم (برما) مولوی نیر احمد صاحب عارف (برما)، شیخ نور احمد صاحب منیر (نائجیریا)، سید احمد شاہ صاحب (سیرالیون۔ نائجیریا)، مولوی رشید احمد صاحب چغتائی، مولوی روشن دین صاحب۔

جامعہ احمدیہ کی ایک استقبالیہ دعوت کا منظر (۱ اگست ۱۹۵۳) (اسمائے گرامی صفحہ ۳۶۰ پر)

۶۔ مربیان سلسلہ عالیہ احمدیہ

مندرجہ ذیل علمائے کرام ملک کے مختلف گوشوں میں خدمتِ دین سر انجام دے رہے ہیں:-

مولوی چراغ الدین صاحب، مولوی عبد المالک صاحب، مرزا محمد لطیف صاحب اکبر،
مولوی خورشید احمد صاحب منیر، چوہدری عبد المالک صاحب، مولوی عبد الرشید صاحب ارشد،
مولوی رحمت اللہ خان صاحب، مولوی سلطان محمود صاحب انور، مولوی محمد عمر صاحب سندھی،
مولوی فاروق احمد صاحب بنگالی، مولوی عبد العزیز صاحب، خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی،
مولوی نصیر احمد صاحب ناصر، مولوی محمد اسد اللہ خان صاحب قریشی کاشمیری،
گیانی واحد حسین صاحب، مہاشہ محمد عمر صاحب، مولوی غلام احمد صاحب فرخ، مولوی محمد اجمل صاحب شاہد
مولوی محمد الدین صاحب شاہد، مولوی دین محمد صاحب ایم اے شاہد، مولوی محمود صدیق صاحب شاہد
مولوی محمد احمد صاحب نعیم، مولوی عبد الباسط صاحب، چوہدری رشید الدین صاحب،
مولوی عبد الواحد خان صاحب، مرزا محمد سلیم صاحب، مولوی نذیر احمد صاحب ریحان،
مولوی سعید احمد صاحب اظہر، مولوی عزیز الرحمن صاحب منگلا، شیخ عبد القادر صاحب،
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی، سید اعجاز احمد صاحب بنگالی مولوی محمد اشرف صاحب ناصر
سید عزیز احمد صاحب فاضل، مولوی عبد المنان صاحب، مولوی برکت اللہ صاحب محمود
مولوی ابو المنیر محب اللہ صاحب، مولوی محمد اکبر صاحب فضل، مولوی منور علی صاحب بنگالی،
مولوی محمد شفیع صاحب اشرف، مولوی محمود احمد صاحب مختار، چوہدری عبد الکریم صاحب،
حافظ ابوذر صاحب، مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی

شعرائے ربوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصدِ عالیہ کو شعر و شاعری کے ذریعہ سے دنیا تک پہنچانے والے سینکڑوں کی تعداد تک پہنچ چکے ہیں۔ یہاں صرف اہالیانِ ربوہ میں سے بعض شعرائے کرام کے نام لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے :-

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ
عشق کاریست کہ بے آہ و فغاں نیز کنند

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری
حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل، شیخ روشن دین صاحب تنویر بی اے ایل ایل بی
چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے، صاحبزادہ ابوالحسن صاحب قدسی،
مولانا جلال الدین صاحب شمس، چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے۔
مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری، مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی بی اے۔
مولوی عزیز الرحمن صاحب آف منگا، چوہدری محمد علی صاحب ایم اے۔
خان نعیم احمد خاں صاحب ایم ایس سی، پروفیسر ناصر احمد خاں صاحب پرویز پروازی
مولوی عطاء الرحمن صاحب طالب، میاں غلام محمد صاحب اختر،
مولوی ظفر محمد صاحب ظفر، حکیم محمد صدیق صاحب، مولوی بشارت احمد صاحب راجیکی
مولوی محمد شفیع صاحب اشرف، مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر،
چوہدری قاضی محمد صاحب بی اے۔ بی ٹی، ماسٹر عطا محمد صاحب،

مجاہدین احمدیت عہدیداران جماعت نوشہرہ کے ساتھ (مئی ۱۹۵۱ء)

محمد ابراہیم صاحب فائق ، پروفیسر محمد شریف صاحب خالد ایم ، اے ایل ایل بی

۸۔ ربوہ میں باہر کے طلباء

جو علم حاصل کرنے آئے تھے ، اور ربوہ میں فوت ہوئے

۱۔ رضوان عبداللہ صاحب ابن عبداللہ محمد کبیر صاحب دری دوی ، عدیس ابابا حبشہ متعلم جامعہ احمدیہ ۔

۲۔ سعید احمد صاحب ابن حافظ نیاز احمد صاحب (پروپرائیٹر الفردوس ، انارکلی لاہور) متعلم جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول ۔

۹۔ غیر ملکی طلباء

جو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں ۔

علی امین	مغربی افریقہ	ظفر احمد وسیم	انگلینڈ
سعید عبداللہ	شمالی لینڈ	جعفر سولوقی	مشرقی افریقہ
عبداللہ ابوبکر	"	حسین محمد	کینیا
عبدالشکور رش	امریکہ	نعیم الدین	فیجی
عبدالوہاب بن آدم	غانا	امری عبیدی	مشرقی افریقہ
بشیر بن صالح	"	عبدالعزیز جمن بخش	ڈچ گی آنا
پی ای دی اسماعیل	برما	بشیر احمد آرچرڈ	انگلینڈ
عبدالرحیم نیر	غانا	حنیف یعقوب	برٹش گی آنا

غلام حسین	مشرقی افریقہ	بختیار	سنگاپور
عبداللہ عثمان	"	عارف نسیم	سائپرس
عمر جمعہ	"	ظہور الاسلام	انگلینڈ
عبدالکریم	"	ڈ نیلو خالد	جرمنی
احمد شاہری	"	علی صالح	مشرقی افریقہ
محمد عثمان	چین	عبدالرحمن	سیلون
ابو طالب	مشرقی افریقہ	منصور عطاء اللہ	انڈونیشیا
محمد طاہر	انڈونیشیا	محمد ادریس	"
		امیر حمزہ	"
یحییٰ پوتمٹو	"	محمد شریف	"
محمود گنٹے	سیرالیون	محمد زہدی	"
عبدالشکور گنرے	جرمنی	ابو بکر ایوب	"
رحیم بخش	برٹش گی آنا	عبدالواحد	"
		احمد نور الدین	"
رضوان عبداللہ	اتھوپیا	محمد ایوب	"
صالح الشعیبی	انڈونیشیا	زینی ایلان	"
ابراہیم	چین	محمد یوشع	"
ادریس	"	عبدالکریم	"
مالوسن	"	سید محی الدین	"
لی شن فین	"	یوسف عثمان	مشرقی افریقہ
		ابراہیم ایاز	سنگاپور
چو یو لاؤن	"	عبدالرحمن ملاٹو	نائیجیریا
سپرجا	انڈونیشیا	محمد ادریس	جاپان
ابراہیم مجنگا	بورنیو	ابراہیم ابوبکر	حسن الجابی
علی	چین	سید منیل الحسنی	محمد عبداللہ شیوطی
رشید احمد	امریکہ	ابراہیم عباس	

ربوہ کا رُوحانی مقام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کا

ایک ارشاد

"ہم نے اِس مقام کو اِس لئے بنایا
ہے کہ تا اشاعتِ دین میں حصہ لینے والے
لوگ یہاں جمع ہوں اور دین کی اشاعت
کریں اور دین کی خاطر قُربانی کریں"

تقدسِ ربوہ

ربوہ ایک مقدس مقام ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ بمقام ربوہ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء کو جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

یہ ایک حقیقتِ مسلمہ ہے اور تمام اولیاء اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی برکات بدل جاتی ہیں لیکن مقامات کی برکات نہیں بدلتیں، وہ ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں لیکن مقام کے حالات نہیں بدلتے۔ مقام گناہ نہیں کرتا، وہ جس رنگ میں رنگا گیا رنگا گیا۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک لمبا عرصہ گزر جانے کے بعد لوگ اسکے اندر خرابیاں کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن وہ خرابیاں لوگوں کیطرف منسوب ہونگی اس مقام کیطرف منسوب نہیں ہونگی۔ کیونکہ مقامات جرم نہیں کرتے۔

پس خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی وجہ سے بعض مقامات کو مقدس بنا دیا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے "بیت اللہ" بنایا اور اس وجہ سے مکہ مقدس قرار پایا۔ اسکے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پیدا ہوئے جس کی وجہ سے مکہ کی برکات میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ اسیطرح اور مقامات ہیں جو مقدس ہیں۔

یہ مقام بھی اپنے درجہ کے لحاظ سے مقدس ہے، یہاں وہ لوگ بیٹھے ہیں جو

یہ ارادہ لیکر آئے ہیں کہ وہ دین کی خدمت کریں گے۔ ... دینی تعلیم کے حصول کیلئے بہت دور دور کے ممالک سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ اگر کوئی یہاں آئیگا اور چاہیگا کہ اسکی اصلاح ہو جائے تو اسکی اصلاح ہو جائیگی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ یہاں رہتے ہیں انمیں سے اکثر دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں لہذا جبتک یہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین میں لگی ہوئی ہے اس وقت تک وہ لوگ بھی مقدس ہیں اور یہ مقام بھی مقدس ہے۔ اور جب یہاں رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین سے ہٹ جائیگی تو ان سے تقدیس چلی جائیگی لیکن یہ مقام پھر بھی مقدس رہے گا۔ کیونکہ جب کوئی جگہ مقدس ہو جاتی ہے تو اسکی برکتیں اس سے واپس نہیں لیجاتیں اس لئے کہ اس کے حالات نہیں بدلتے۔ ....

اس وقت ربوہ ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین میں لگی ہوئی ہے اس لئے یہ مقام بھی مقدس ہے اور اسے آیندہ ایک زمانہ تک کے لئے دین کا مرکز بنایا گیا ہے اور یہاں کے رہنے والے بھی مقدس ہیں کیونکہ وہ اس کی تقدیس میں مدد دے رہے ہیں اور یہاں کے رہنے والوں کی اکثریت خدمتِ دین میں لگی ہوئی ہے۔

بیشک جہانتک انسان کا سوال ہے وہ کمزور ہوتا ہے اور اس سے کمزوریاں سرزد ہوتی رہتی ہیں، اسی طرح اگر یہاں کے رہنے والوں میں بعض کمزوریاں پائی جاتی ہوں تو توبہ و استغفار سے خدا تعالیٰ انکی کمزوریوں کو معاف کر دے گا۔ ایسے مقام پر آکر وقت ضائع کرنا نہایت افسوسناک امر ہے۔ پس تم یہاں اپنے آنے کو زیادہ سے زیادہ موجبِ برکات بناؤ۔

(الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء)

~~~~~~
~~~~~~

اہالیانِ ربوہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

ربوہ کی بنیاد کی غرض یہ تھی کہ یہاں زیادہ سے زیادہ نیکی اختیار کرنیوالے اور دیندار لوگ آباد ہوں۔ اس مقام کی بنیاد اس لئے رکھی گئی تھی کہ وہ دین کی اشاعت کا مرکز ہو۔ پس یہاں بسنے والوں کو اس غرض سے بسنا چاہیئے کہ وہ یہاں رہ کر دین کی اشاعت میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیں گے۔ ہم نے اس مقام کو اس لئے بنایا ہے کہ تا اشاعتِ دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں اور دین کی اشاعت کریں اور اسکی خاطر قربانی کریں۔ پس تم یہاں رہ کر نیک نمونہ دکھاؤ اور دینی اصلاح کی کوشش کرو تم خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرلو۔ اگر تم اسکی رضا کو حاصل کرلو تو ساری مصیبتیں اور کوفتیں دور ہو جائیں اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

(از خطبہ جمعہ ۲۱ مئی ۱۹۵۴ء)

اہالیانِ مرکز کی ذمہ داریاں

ا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کے لئے قادیان آنا چاہتا ہوں۔ فرمایا:۔

"یہ نیت فاسد ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے اور اصلاحِ عاقبت کے لحاظ سے یہاں رہنا چاہیئے۔ نیت تو یہی ہو۔ اگر پھر اسکے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ گویا

تجارتوں کے لئے دیگر شہر موزوں نہیں۔ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہ ہو۔ جو کچھ حاصل ہو جائے وہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھو۔"

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء)

ب۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری ارشاد

آج میں آپ لوگوں کو ایک حدیث کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ۔ خوب کان کھول کر سن لو کہ انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ گوشت کا لوتھڑا ٹھیک ہوتا ہے تو سارا جسم انسانی ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ لوتھڑا خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم انسانی خراب ہو جاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ سنو وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔ .....

ایک زمانہ میں قادیان مرکز تھا، اب عارضی طور پر ربوہ مرکز ہے۔ پھر علاقوں علاقوں کی مرکزی جماعتیں نقطۂ مرکزی کی حیثیت رکھتی ہیں اور وہ بیرونی جماعتوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ بہر حال مرکز میں کوئی خرابی پیدا ہوگی تو بیرونی جماعتیں بھی اس سے متاثر ہونگی۔ مرکز میں اگر نمازوں میں سستی یا پستی پیدا ہو جائے تو باہر سے جب کوئی مہمان آئیگا تو وہ یہاں سے کچھ باتیں اخذ کرے گا، اور اپنے گاؤں جا کر کہیگا کہ میں نے ربوہ دیکھا ہے کہ لوگ نمازوں کے بہت پابند ہیں آپ کیا کر رہے ہیں؟ اسطرح بہت حد تک اس

جماعت کے لوگ پابند ہو جائیں گے۔ لیکن اگر وہ مہمان مرکز سے بُرا اثر لے کر گیا۔ تو جب کوئی اُٹھ کر لوگوں کو نماز کی پابندی کی تلقین کریگا تو وہ شخص کہیگا۔ میں ربوہ گیا تھا وہاں بھی لوگ نماز کے پابند نہیں۔ اسیطرح جماعت میں سستی پھیل جائیگی۔

پس اذا فسدت فسد الجسد کلّہ واذا صلحت صلح الجسد کلّہ مرکز وہ جگہ نہیں ہوسکتی جہاں باہر سے لوگ نہ آئیں۔ اور جب باہر سے لوگ آئیں گے وہ دیکھیں گے بھی۔ وہ سنیں گے بھی اور وہ اپنے اپنے گاؤں میں واپس جا کر باتیں بھی کریں گے۔

پس ربوہ پر ویسی ہی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جیسی ذمہ داریاں پہلے قادیان پر تھیں اور اب بھی ہیں۔ بلکہ اب ربوہ کا جماعت پر زیادہ وسیع اثر ہے۔ کیونکہ عارضی طور پر خلافت ربوہ آگئی ہے ... جبتک ربوہ میں خلافت ہے اسے بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور یہ اہمیت ساری دنیا پہ اثر انداز ہوگی ......" (الفضل ۱۵ ۹/۵۱)

اہالیانِ ربوہ کیلئے شرائطِ رہائش

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی کہ "احبابِ جماعت کو آئندہ نئے مرکز میں بار بار آنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بار بار آنے سے نہ صرف یہ کہ مرکز سے ان کا تعلق مضبوط ہوگا بلکہ وہ ترقی کی سکیموں اور اسلامی خدمات کے سلسلہ میں دیگر جماعتی سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رہیں گے اور ان کا کثرت کے ساتھ یہاں آنا انکے ایمان اور اخلاص میں ترقی کا موجب ثابت ہوگا۔"

اس موقعہ پر ریلوے حکام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضور نے احبابِ جماعت کو ہدایت فرمائی کہ وہ جب بھی آئیں حتی الوسع ریل کے ذریعہ ہی سفر کریں۔ تا

ریل کی آمدنی ایسی دکھائی جا سکے جس سے ربوہ ریلوے سٹیشن کا قیام ریلوے کیلئے ہر لحاظ سے نفع رساں ثابت ہو۔

ربوہ میں زمین خرید کر مستقل رہائش اختیار کرنیوالوں کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ ہم اس مرکز کو اسلامی تہذیب و تمدن اور معاشرت کا ایک نمونہ بنانا چاہتے ہیں، اسلئے جو لوگ بھی مکان بنا کر مستقل طور پر یہاں رہنا چاہیں گے انہیں بعض شرائط اور قواعد و ضوابط کی پابندی کرنی ہوگی۔ مثلاً:

ہر شخص کو خواہ اس کی تجارت کا نقصان ہو یا اسکے کاروبار پہ اس کا اثر پڑے، سال میں ایک ماہ خدمتِ دین کے لئے ضرور وقف کرنا ہوگا۔

ہر بچے اور بچی کے لئے سکول میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرنی ہوگی، اور ہر فرد بشر کے لئے اسلامی اخلاق کو اس درجہ اپنانا ضروری ہوگا کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکے۔ مثلاً نماز باجماعت کی پابندی، ڈاڑھی رکھنا وغیرہ۔"

(الفضل ۲۰ اپریل ۱۹۴۹ء و ۱۲ جون ۱۹۶۱ء)

منظومات

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلّق
اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے

(درثمین)

شانِ اسلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ہم اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

—(درثمین)—

تمنّائے ملّت

اٹھو کھل گئے آسماں کے دریچے — سنو آگیا وہ مسیحائے ثانی

وہ طُور و حرا کی اداؤں کا محرم — وہ عہدِ محبت کی زندہ نشانی

وہ عرفانِ یزداں میں ظلِّ محمدؐ — وہ ایمانِ ایزدمیں عیسیٰؑ ثانی

وہ برجِ طریقت کا ماہِ منوّر — وہ دُرجِ حقیقت کا لعلِ یمانی

وہ چرخِ نبوت کا مہرِ درخشاں — وہ فرقِ ولایت کا تاجِ کیانی

وہ اقوامِ عالم کا موعود رہبر — وہ اقلیمِ تقویٰ کا صاحبقرانی

وہ محبوبِ یزداں تمنّائے ملّت
وہ شاہِ جہاں احمدؑ قادیانی

(تابعینِ اصحابِ احمدؑ جلد ۲)

دراغِ ہجرت

(از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی)

عجب وحیِ حق میں ہیں اسرارِ قدرت ۔ کہ ہے برتر از فہم ان کی حقیقت
تحیر میں ہی ڈالتی اُن کی عظمت ۔ مثال انکی ہے وحیِ حق "دراغِ ہجرت"

مسیحِ محمدؐ کا الہام ہے یہ
حقیقت میں تصدیقِ اسلام ہے یہ

یہ الہام اور وحیِ حق "دراغِ ہجرت" ۔ ہے احمد نبی کا نشانِ نبوت
نشاں غیب کا ہے باعجازِ قدرت ۔ حقیقت کے کھلنے پہ ہوتی ہے حیرت

یہ پچپس سالہ نشاں غیب کا ہے
نشاں غیب کا خاصۂ کبریا ہے

یہ ہجرت بھی سنتِ مرسلیں ہے ۔ پس از مرسلاں مسلکِ مومنیں ہے
گروہِ مسیحا جو ہجرت گزیں ہے ۔ تو یہ از پئے حفظِ ایمان و دیں ہے

مہاجر نبیؐ اور اصحابؓ بھی تھے
نکالا جنہوں نے وہ کافر شقی تھے

نکل کر جو مکہ سے یثرب کو آئے ۔ نہ چھوڑا خدا کو خدا ساتھ لائے
خدا نے بھی فاراں پہ جلوے دکھائے ۔ کہ کفار ناکام واپس لوٹائے

خدا نے معیت کا مژدہ سنایا
جو محزون تھا حزن اُس کا مٹایا

صحابہؓ خدا سے بعہدِ وفا تھے ۔ رفاقت سے غاروں میں بھی وہ فدا تھے
عجب عشق کی رہ میں جوہر نما تھے ۔ وہ با مصطفےٰؐ جب ہوئے با خدا تھے

وطن جان و مال اور عزت فدا کی
جہاں میں کسی نے نہ ایسی وفا کی

یہ مکہ سے ہجرت بھی اخبار سے تھی ۔ نبوت کے پوشیدہ اسرار سے تھی
خدا کی تجلیٔ انوار سے تھی ۔ خبر سورتوں میں یہ تکرار سے تھی

مجالس میں جا کر سنایا گیا تھا
جو مخفی تھا پہلے ۔ بتایا گیا تھا

وہ ہجرت نشاں غیب کا سر بسر تھا ۔ یہ وہ راز تھا جس سے غافل بشر تھا
اگرچہ مقدر میں یہ اک سفر تھا ۔ بجز وحیِ حق خود نبیؐ بے خبر تھا

جسے بعثِ اوّل میں دیکھا جہاں نے
نشاں وہ دکھایا ہے پھر آسماں نے

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی

ربوہ

(از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب ہوتی مردان امیر جماعتہائے سرحد)

یارب رہے سلامت دارالسلامِ ربوہ
باعزت و باکرامت کردے مقامِ ربوہ

ہم نے بسائی بستی تیری رضا کی خاطر
پُرنور ہو سویرا پُر امن شامِ ربوہ

مومن ہوں متّقی ہوں اس جا کے رہنے والے
مخلص ہوں باعمل ہوں سب خاص و عامِ ربوہ

ہر فرد نام تیرا ہر سُو بلند کردے
اور تُو بلند کردے عالَم میں نامِ ربوہ

جو نور قادیاں میں چمکا ہلال بن کر
کردے اسے الٰہی! ماہِ تمامِ ربوہ

محمود ابنِ احمد سالارِ قافلہ ہو
اور اسکے ہاتھ میں ہو یارب زمامِ ربوہ

یوسف کی یہ دعا ہے یارب قبول فرما
اہلِ جہان پاویں ہر فیضِ عامِ ربوہ

جشنِ بہاراں

(از مکرم مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی[۱])

دل مچل کر رہ گیا حسنِ گلستان دیکھ کر
یاد آیا پھر کوئی جشنِ بہاراں دیکھ کر

منحصر ہے اک نظر پر جان و دل کا فیصلہ
کون کرتا ہے محبت عہد و پیماں دیکھ کر

جب کبھی آتا ہے دل میں اُن کے آنیکا خیال
ڈبڈبا جاتی ہیں آنکھیں گھر کا ساماں دیکھ کر

دل میں کیا کیا ولولے تھے اشتیاقِ دید کے
جان لیتے کاش وہ نالوں کا عنواں دیکھ کر

جانے کس قبلے کی جانب پھر گیا روئے نیاز
خود چلا آتا ہے کعبہ جذبِ ایماں دیکھ کر

مصلحِ شیدا نے کس کو دیکھ پایا ہے یہاں
پھیر بیٹھا ہے جو نظریں بزمِ امکاں دیکھ کر

[۱] آپکے سوانح اور مجموعہ کلام تابعین اصحابِ احمدؑ جلد دوم کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی مولوی فاضل و منشی فاضل

ربوہ میں قادیاں

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

مَیں ربوہ میں اَب قادیاں دیکھتا ہوں
یہیں اپنا دارالاماں دیکھتا ہوں

طبیعت شگفتہ ہے ہر وقت اپنی
کہ صحرا میں باغِ جناں دیکھتا ہوں

نشانے پہ ہر تیر لگتا ہے اُس کا
میں جس ہاتھ میں اَب کماں دیکھتا ہوں

ثُریّا سے لایا ہے ایمان و عرفاں
مَیں تفسیرِ قرآں عیاں دیکھتا ہوں

دُعائے ایازانِ محمود اکملؔ
بجائے سیُوف و سناں دیکھتا ہوں

ربوہ

(از جناب شیخ روشن دین صاحب تنویرؔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل)

ترا بھی ہو گیا اونچا بڑا نشان ربوہ
کہ تو بھی بن گیا انکا ہی آستاں ربوہ

یہاں بھی رحمتیں اسکی کیا کرینگی نزول
قریب ہو گیا تجھ سے بھی آسماں ربوہ

ترس رہا ہے جہاں جس کے قطرے قطرے کو
وہ چشمہ پھوٹنے والا ہے اب یہاں ربوہ

تری ہوائیں بھی جاں بخش ہو گئیں کہ یہاں
اُتر پڑا ہے مسیحا کا کارواں ربوہ

تری زمین بھی آباد ہوگی سجدوں سے
تری فضا میں بھی گُونجیگی اب اذاں ربوہ

ہر اک زمیں کا کنارہ ہے تیرا حلقہ بگوش
کمندیں پہنچی ہیں تیری کہاں کہاں ربوہ

(الفضل [illegible])

تعمیرِ نَوی

(از مکرم ثاقب صاحب زیروی)

اب غم کی وہ قدریں ختم ہوئیں اب غم کا مداوا کر لیں گے
راحت نہ سہی۔ کلفت ہی سہی۔ کلفت میں گزارا کر لیں گے

رعنائیِ رخ مدھم مدھم۔ شیرازۂ دل برہم برہم
ایماں کی جِلا دے کر دل کو چہروں پہ اُجالا کر لیں گے

منجدھار نے کیا کیا لطف دیا آسودۂ ساحل کیا جانیں؛
طوفاں سے نپٹنا ہے پہلے ساحل کا نظارا کر لیں گے

دُزدیدہ نگاہی سے ہی سہی دیکھا تو ہے مستِ خوبی نے
اِس لُطف کے بدلے غربت کی زحمت بھی گوارا کر لیں گے

اِن خاک آلود جبینوں کو تقدیر بدلنا آتا ہے!
ہم ریت کے ادنیٰ ذروں کو ہمتابِ ثریا کر لیں گے

تعمیرِ نوی کے ہنگامے شاہد ہیں کہ ربوہ میں ثاقبؔ،
گرتوں کو سہارا دے لیں گے بچھڑوں کو اکٹھا کر لیں گے

ربوہ کی کہانی

(از چوہدری عبد السلام صاحب اختر ایم اے)۔

طبیعت میں جو کچھ آئے روانی — سُناؤں تم کو ربوہ کی کہانی
فقط چھ سال پہلے اِس زمیں پر — بگولوں کی تھی اندھی حکمرانی
نہ آدم تھا نہ آدم زاد کوئی — نہ سبزہ تھا نہ دانہ تھا نہ پانی
نہ پوچھو قافلہ پہلے جو آیا — گراں کتنی تھی اُس پہ زندگانی
کبھی خیموں کی اُڑتی تھیں طنابیں، — کبھی کمروں میں بھر جاتا تھا پانی
زہے! وہ سعیِ دل طوفاں در آغوش — خوشا! وہ غم برنگِ شادمانی
مگر اے دیکھنے والے! ذرا دیکھ — بدل جاتی ہے کیونکر زندگانی
ہیں ہر جانب درختوں کی قطاریں — ہر اِک جا ہے بہارِ نَو کی روانی
یہ بن اور سبزہ زاروں کا تبسّم! — چٹانیں اور گلوں کی گلفشانی

یہ کس منزل پہ آیا ہے زمانہ
کہاں ٹھہری ہے آ کر عمرِ فانی!

صُبحِ وطن

(از مکرم مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی)

نہ جانے کون مسیحا جبیں ہے جلوہ فگن — کہ جگمگانے لگے دشت و کہسار و دمن

یہ انقلاب ہے یا رحمتِ خدا کا ظہور — کہاں وہ شامِ غریباں کہاں یہ صبحِ وطن

متاعِ دیدۂ گریاں کو رائگاں نہ سمجھ — اِسی سے پھولے پھلیگا تری دعا کا چمن

غلط کہ اہلِ جنوں کو کہیں سکوں نہ ملا — بجا کہ راہِ محبت کی منزلیں ہیں کٹھن

خرد فریب تھی کتنی ادائے دلداری — حیاتِ نو کو سمجھتا رہا ہوں دورِ محن

نگاہِ فضلِ عمر کا یہ فیض کیا کم ہے — دلوں میں کروٹیں لینے لگی خدا کی لگن

شبِ دراز مبشرؔ گذر گئی ہوگی!

فرازِ چرخ سے پھوٹی ہے روشنی کی کرن

مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی

نئے ارض و سما

(از جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

نغمہ زن کون ہے یہ شعلہ نوا ربوہ میں
ایک ہنگامۂ محشر ہے بپا ربوہ میں

نیک طبع سی پہ ہے، دن رات فرشتوں کا نزول
در ہے فیضانِ الٰہی کا کھلا ربوہ میں

مسکراتا ہے فضاؤں میں مسرت کا فُسُوں
ہمنشیں تم میں ہیں شاہ و گدا ربوہ میں

مستیاں بادۂ عرفاں کی ہیں پھیلی ہر سُو
لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہے صبا ربوہ میں

دل میں جل جاتی ہے قندیل محبت روشن
ایسی افکار کو ملتی ہے جلا ربوہ میں

کیسی آکر یہ فرشتوں نے بسائی بستی
نظر آتے ہیں نئے ارض و سما ربوہ میں

ایک مُدّت سے جو رُوپوش تھا دنیا سے خدا
آج آتا ہے نظر جلوہ نما ربوہ میں

علم و ایقان یہاں، دولتِ ایمان یہاں،
تمہیں تسنیم بتاؤ نہیں کیا ربوہ میں،

میر اللہ بخش صاحب تسنیم

مولوی ظفر محمد صاحب فاضل
سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ

براہیمی دعائیں

(از مکرم عبدالمنان صاحب ناہید)

ہم نے ربوہ کے حسین شام وسحر کو دیکھا
اپنا اِس مملکتِ قلب ونظر کو دیکھا

کس قدر صبح ومسا کے تھے نظارے پیارے
شفقِ شام کو انوارِ سحر کو دیکھا

زیرِ تعمیر کھلی گلیاں کشادہ سڑکیں
ہم نے کس شوق سے ہر راہگذر کو دیکھا

اِک نگہ خفتہ نصیبوں کو جگا دے جس کی
پھر اسی صاحبِ بیدار نظر کو دیکھا

ایک دن رکھی گئی جن سے بنائے ربوہ!
اُن براہیمی دعاؤں کے اثر کو دیکھا

پیاری بستی

(از مکرم فیض اسلم صاحب)
سیول جج

آتی ہے یاد مجھ کو۔ کرتی ہے شاد مجھ کو،
ربوہ کی پیاری بستی ۔ یعنی ہماری بستی

ماضی میں کھو گیا ہوں ۔ مدہوش ہو گیا ہوں
وہ پیارا پیارا منظر ۔ ہے نقش میرے دل پر

وہ شاندار خیمے ۔ وہ باوقار خیمے
وہ چاند وہ ستارے ۔ وہ جانفزا نظارے

پھر یاد آرہے ہیں ۔ پھر دل پہ چھا رہے ہیں
چہروں پہ تھیں ضیائیں ۔ ہونٹوں پہ تھیں دعائیں

اک نام تھا زباں پر ۔ اسلام تھا زباں پر
انجام تھا نظر میں ۔ انعام تھا نظر میں

آنکھوں میں نور ہر دم ۔ دل میں سرور ہر دم
نے جان کی تمنّا ۔ نے شان کی تمنّا

قرآن کی تمنّا ۔ ایمان کی تمنّا

براہیمی دُعائیں

(از مکرم عبدالمنان صاحب ناہید)

ہم نے ربوہ کے حسیں شام و سحر کو دیکھا
اپنا اِس مملکتِ قلب و نظر کو دیکھا

کس قدر صبح و مسا کے تھے نظارے پیارے
شفقِ شام کو انوارِ سحر کو دیکھا

زیرِ تعمیر کھلی گلیاں کشادہ سڑکیں
ہم نے کس شوق سے ہر راہگذر کو دیکھا

اِک نگہ خفتہ نصیبوں کو جگا دے جس کی
پھر اسی صاحبِ بیدار نظر کو دیکھا

ایک دن رکھی گئی جن سے بنائے ربوہ!
اُن براہیمی دعاؤں کے اثر کو دیکھا

پیاری بستی

(از مکرم فیض اسلم صاحب
سیول جج)

آتی ہے یاد مجھ کو - کرتی ہے شاد مجھ کو،
ربوہ کی پیاری بستی - یعنی ہماری بستی

ماضی میں کھو گیا ہوں - مدہوش ہو گیا ہوں
وہ پیارا پیارا منظر - ہے نقش میرے دل پر

وہ شاندار خیمے - وہ باوقار خیمے
وہ چاند وہ ستارے - وہ جانفزا نظارے

پھر یاد آ رہے ہیں - پھر دل پہ چھا رہے ہیں
چہروں پہ تھیں ضیائیں - ہونٹوں پہ تھیں دعائیں

اک نام تھا زباں پر - اسلام تھا زباں پر
انجام تھا نظر میں - انعام تھا نظر میں

آنکھوں میں نور ہر دم - دل میں سرور ہر دم
نے جان کی تمنّا - نے شان کی تمنّا

قرآں کی تمنّا - ایمان کی تمنّا

مکرم مولوی ظفر محمد صاحب
سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ

زندگیٔ جاوداں

خدا کی ذات کا زندہ نشاں ہے ربوہ میں
مثیلِ مہدیٔ آخر زماں ہے ربوہ میں

وہ حُسنِ یارِ ازل جس کو نُور کہتے ہیں
برنگِ دینِ محمدؐ عیاں ہے ربوہ میں

وہ ذاتِ پاک کہ دنیا نہ پاسکی جس کو
بہت قریب بہت مہرباں ہے ربوہ میں

کسی میں ذوقِ طلب ہے، تو آزما دیکھے
شرابِ زندگیٔ جاوداں ہے ربوہ میں

مرے پکڑنے کو صیّاد آ نہیں سکتا
اُسے خبر ہے، مرا آشیاں ہے ربوہ میں

نہ پوچھ مجھ سے ظفرؔ بزمِ یار کا عالم
نئی زمیں ہے نیا آسماں ہے ربوہ میں

میخانۂ عرفان

(از مکرم پروفیسر پرویز پرواز ی صاحب ایم۔اے)

میخانۂ عرفان ہیں ربوہ کے نظارے
تسکینِ دل و جان ہیں ربوہ کے نظارے

تفریقِ مَن و تُو سے ہیں آزاد سراسر
اِنصاف کا میزان ہیں ربوہ کے نظارے

ہر ذرّۂ خاکی میں نہاں سوزِ عمل ہے
تلقین کا عنوان ہیں ربوہ کے نظارے

مرکوز ہیں عالم کی نگاہیں تو اسی پر
تقدیرِ مسلمان ہیں ربوہ کے نظارے

محمودؔ کی کوشش ہی تو معبودؔ کی بخشش
پروردۂ احسان ہیں ربوہ کے نظارے

پرویزؔ بھی ہے طالبِ اسرارِ محبت
خمخانۂ ایمان ہیں ربوہ کے نظارے!

شورِ بلیٰ

(از مکرم شمس الاطباء حکیم محمد صدیق صاحب)

دنیا میں اُجالا جس نے کیا وہ شمعِ ہُدیٰ ہے ربوہ میں
جو نُورِ حرا میں چمکا تھا وہ جلوہ نُما ہے ربوہ میں

ایسا بھی کسی نے آقا سے خادم کا تعلق دیکھا ہے
فرمانِ اَلَستُ مکّہ میں اور شورِ بلیٰ ہے ربوہ میں

وہ نور جسے ممسوح کیا خود عطرِ رضا سے خالق نے
وہ رشکِ قمر ہے ربوہ میں وہ شمس الضُّحیٰ ہے ربوہ میں

قرآں کو عظمت دی جس نے اسلام کو غالب جس نے کیا
باطل کو پچھاڑا ہے جس نے وہ شیرِ خدا ہے ربوہ میں

اس وادی کے ہر گوشے سے فردوس کی نکہت آتی ہے
کیا خلدِ بریں کا منظر ہے کیا بادِ صبا ہے ربوہ میں

رحمت کی گھٹائیں آتی ہیں عرفان کی بارش ہوتی ہے
قرآں کے معارف کھلتے ہیں کیا فضلِ خدا ہے ربوہ میں

جذباتِ خادمؔ

اللہ! اللہ! یہ عظمت یہ وقارِ ربوہ
ہے مقاماتِ مقدّس میں شمارِ ربوہ

ذرّے ذرّے میں نظر آتے ہیں لاکھوں گلشن
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے بہارِ ربوہ

جاتے ہیں داعیٔ اسلام یہاں سے ہر جا
دیکھو ہر گوشۂ دنیا میں نثارِ ربوہ

درسِ قرآں ہی کہیں اور کہیں درسِ حدیث
ہے فقط یادِ خدا لیل و نہارِ ربوہ

"تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد"
اے کہ ہے شاکیٔ خاشاک و غبارِ ربوہ

کیوں نہ روشن ہوں اسے دیکھ کے خادمؔ آنکھیں
"داغِ ہجرت" نے دیا ہم کو دیارِ ربوہ

تاریخ کتاب ہذا

ہم نے پایا عہدِ خلافت
دیکھا خادمؔ فیضِ نبوت

خوب کہی تاریخِ ربوہ
ربوہ میں ہے نُورِ خلافت

۱۳۸۲ھ

خادم حسین،

آ پہنچے

(از حسن رہتاسی مرحومؒ)

مقامِ ارفع و اعلیٰ پہ اکثر انبیاء پہنچے — نہ پہنچا کوئی اُس حد پر جہاں خیر الوریٰ پہنچے

کوئی نزدیک پہنچا اور کوئی گھر دیکھے جنّت میں — جو وقت آیا تو جہاں دیکر بھی مہمانِ خدا پہنچے

پہنچنا انکا احسن ہے جو پہنچے کامرانی سے — پھرے ناکام جو واں پہنچے بھی تو کیا پہنچے

درِ جاناں پہ جانے کو کھلے تھے مختلف کوچے — مقدّر تھا پہنچنا جن کا اُن کوچوں سے جا پہنچے

بجز اسلام لیکن ہو چکیں مسدود راہیں — نہیں ممکن کہ اب کوئی بھی اس رہ کے سوا پہنچے

کہاں ہم اور کہاں بزمِ محمدؐ بس غنیمت ہے — کہ اٹھتے بیٹھتے گرتے سنبھلتے ہم بھی آ پہنچے

یہ کہہ دیجو گنہگارانِ امت میں حسن بھی ہے
اگر کوئے محمدؐ میں تو اے بادِ صبا پہنچے

کہتی ہے ہم کو خلقِ خدا غائبانہ کیا!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر اسکو غلبہ بخشیگا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ اِس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے اسے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہانتک کہ قیامت آجائے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

(روزنامہ سفینہ لاہور)
۱۳ر نومبر ۱۹۴۸ء

ربوہ ایک سبق ہے

"ایک مہاجر کی حیثیت سے ربوہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ ساٹھ لاکھ مہاجر پاکستان آئے لیکن اس طرح کہ وہاں سے بھی اُجڑے اور یہاں بھی کس مپرسی نے انہیں منتشر رکھا۔ ...... ہم اعتقادی حیثیت سے احمدیوں پر ہمیشہ طعنہ زن رہے ہیں لیکن انکی تنظیم، انکی اخوت اور دکھ سکھ میں ایک دُوسرے کی حمایت نے ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نیا قادیان آباد کرنے کی ابتداء کر دی ہے۔

مہاجرین میں وہ لوگ بھی آئے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک آدمی ایسی بستیاں بسا سکتا تھا لیکن ان کا روپیہ انکی ذات کے علاوہ کسی غریب مہاجر کے کام نہ آسکا۔ ربوہ ایک اور نقطۂ نظر سے ہمارے لئے محلِّ نظر ہے۔ وہ یہ کہ حکومت بھی اس سے سبق لے سکتی ہے اور مہاجرین کی صنعتی بستیاں اسی نمونہ پر بسا سکتی ہے۔

ربوہ عوام اور حکومت کے لئے ایک مثال ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ بڑے بڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں، اور عملی کام کرنیوالے کوئی دعویٰ کئے بغیر سب کچھ کر دکھلاتے ہیں۔"

(ہفت روزہ اقدام لاہور)
۵ر جنوری ۱۹۵۲ء

احمدیوں کا اجتماع

"چنیوٹ سے چھ میل کے فاصلہ پر چناب کے کنارے کالے کالے مہیب پہاڑوں کے درمیان صاف ستھرے مکانوں کی ایک نئی بستی آباد ہو رہی ہے۔ یہ بستی

جماعت احمدیہ پاکستان کا مرکز ہے اور "ربوہ" کے نام سے مشہور ہے۔ ہر چند کہ بستی
تعمیر کے ابتدائی مراحل میں سے گزر رہی ہے پھر بھی اس درجہ اہمیت حاصل کر چکی ہے
کہ اس کا اپنا ریلوے اسٹیشن، لاریوں کا اڈہ، پوسٹ آفس، پبلک کال آفس اور تار گھر
بھی معرضِ وجود میں آچکا ہے۔ ہر سال دسمبر کے آخر میں جماعتِ احمدیہ کا سالانہ جلسہ
منعقد ہوتا ہے۔

پاکستان کے کونے کونے سے احمدی یہاں کھچے چلے آتے ہیں، اور وہ چہل
پہل ہوتی ہے کہ اس خاموش بستی کے ذرّے ذرّے میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے
اور کثرتِ اژدحام سے گرد و غبار کے بادل اٹھ اٹھ کر دور دراز سے گزرنے والے
راہگیروں کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہتے۔

سٹیج جو جلسہ گاہ کی مناسبت سے اچھا خاصا وسیع تھا۔ وہاں دریاں بچھی
ہوئی تھیں۔ سٹیج اور پبلک کے درمیان آجکل کے "فیشن" کے مطابق کافی فاصلہ تھا جو
غالباً حفاظت کے پیشِ نظر چھوڑا گیا تھا۔ مرزا صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ) نے آتے ہی کہا:۔

"یہ فاصلہ غیر ضروری طور پر زیادہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک حد
تک حفاظت بھی ضروری ہے، لیکن اصل محافظ خدا تعالیٰ ہے۔ حفاظت
کے ظاہری سامانوں پر اس درجہ بھروسہ کرنا خدائی حفاظت کے احساس پر
گراں گزرتا ہے۔ اس لئے اس فاصلہ کو ختم کیا جائے۔ اگر دوسرے روز
جلسہ شروع ہونے سے قبل اس فاصلے کو پاٹا نہ گیا تو میں تقریر نہیں کرونگا۔"

بس پھر کیا تھا، مریدانِ باصفا اس جرأت مندانہ اعلان پر جھوم ہی تو

اُٹھے، اور چاروں طرف سے "امیر المومنین زندہ باد" کے نعرے بلند ہونے لگے۔ وہ
تو مرید تھے اس لئے ان کا جھومنا لازمی تھا لیکن مرزا صاحب نے کچھ اس دلیری سے یہ اعلان
کیا کہ میں بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

دوسرے روز مرزا صاحب کی تقریر سے قبل میں پھر وہاں جا پہنچا۔ میں نے
دیکھا کہ واقعی سٹیج اور سامعین کا درمیانی فاصلہ غائب تھا، اور لوگ قریب سٹیج
سے لگ کر بیٹھے ہوئے تھے۔

میں جسقدر بھی مجمع کی کیفیت کا مطالعہ کرتا تھا اسیقدر میرا یہ احساس بڑھتا
جا رہا تھا کہ مولویوں کی مخالفت نے انہیں زیادہ راسخ العقیدہ بنا دیا ہے۔ یہ اپنے
ارادوں میں اور زیادہ پختہ ہو گئے ہیں۔ اور انکے حوصلے نہ صرف بڑھے ہیں بلکہ
بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

ربوہ میں دو گھنٹے

(از نسیم سعید صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ اخبار "چوٹ" راولپنڈی)

اس سے قطع نظر کہ ایک قوم یا فرقے یا گروہ کے عقیدوں میں سچائی کا عنصر کس حد
تک ہے یا وہ ناقد کے ذاتی عقائد سے کس حد تک مشابہت رکھتے ہیں، یہ امر قابلِ
توجہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا جو اس مخصوص گروہ سے تعلق رکھتے ہیں عملی رویّہ کیا
ہے۔ کیونکہ بے عمل حقیقت سے باعمل کم علمی بہتر ہوتی ہے۔ اور ایک مشہور حدیث
(بقولِ بعض قولِ علیؓ) ہے کہ یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کیا کہتا ہے۔ جب
اس نظریہ سے تحریکِ احمدیت سے وابستہ لوگوں کا کردار جانچا جائے

تو بلا شبہ انکے لئے سر عقیدت سے جھک جاتا ہے۔

پچھلے دنوں آل پاکستان جرنلسٹ ایسوسی ایشن کی مرکزی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے مجھے سرگودہا جانے کا اتفاق ہوا۔ واپسی پر جب ربوہ اترا، تو اجنبی ہونے کی وجہ سے میں پیش آئندہ دقتوں کے تصور سے مانوس ہو چکا تھا۔ اسٹیشن سے متصل ایک چھوٹی سی مسجد سے باہر نکلتے ہوئے ایک ضعیف شخص سے میں نے الفضل کے دفتر کا پتہ پوچھا جس شفقت اور نرمی سے اس بزرگ نے میرا احوال پوچھا اور مجھے خود دفتر تک پہنچایا اس سے خلوص اور محبت کا وہ بین القومی جذبہ جھلک رہا تھا جو کسی بھی حساس دل کو مرعوب کرنے کے لئے کافی ہے۔ انسانی اخوت کے اس چھوٹے سے مظاہرے نے مجھے بیحد متاثر کیا۔

میرا ارادہ ربوہ کے کچھ مقامی اخبار نویسوں سے ملنے کا تھا۔ الفضل کے دفتر سے تھوڑا آگے نکل کر نظر اٹھائی تو قصر خلافت کی عمارت کو احاطہ میں لئے طویل چاردیواری دکھائی دی۔ میرا ربوہ آنے کا چونکہ پہلا موقعہ تھا اس لئے محض مٹر گشت کے خیال سے چل پڑا۔ ایک چیز جس نے میرے ذہن پر گہرا اثر چھوڑا، ربوہ کے مختصر قصبہ میں صفائی کا بندوبست تھا۔ بازاروں اور کوچوں کی صفائی اور کسی شہر میں صفائی کا ہفتہ منانے کے دنوں میں بھی نہیں دیکھی جا سکتی۔ چھوٹی چھوٹی عمارات بھی انہیں ماڈرن طور پر بنانے کی کوشش کی گئی تھی اور صاف ستھرا ماحول قابلِ رشک منظر پیش کرتا تھا۔

وہاں سے رسالہ مصباح کے دفتر پہنچا تو ایک عزیز نے مجھے خوش آمدید کہا۔ چائے کے کپ پر جو گفتگو چھڑی تو اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ مسز عطاء الکریم

کی باتوں میں سادگی اور شیرینی کا حسین امتزاج تھا انہوں نے مجھے تحریکِ احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں سے روشناس کرایا اور مختصر سے عرصہ میں جو ترقی کی تھی اس پر روشنی ڈالی۔ اپنائیت اور بیساختہ پن کا احساس اس ماحول میں ایسی نعمت معلوم ہوتا تھا جس سے جدا ہوتے پر رنج ہوتا تھا۔

مجھے پتہ چلا کہ بڑے بڑے شہروں سے دور یہ جگہ علم و ادب کا ایک چھپا ہوا مرکز ہے۔ وہ جگہ جہاں تعلیم کا ذکر بھی نہ ہوتا تھا اب ایک سے زائد کالجوں جن میں سے ڈگری کالج برائے طالبات بھی ہے، کا مستقر ہے۔ مفت طبی امداد بلا امتیاز ہر شخص کو حاصل ہو سکتی ہے۔ الفضل، مصباح اور الفرقان اور ریویو آف ریلیجنز (مذہبی جائزہ) اور دیگر رسائل کا مرکز ہونیکی وجہ سے اس کی صحافتی اہمیت بھی نظر انداز نہیں کیجا سکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انمیں سے بیشتر بلکہ تمام رسالے مذہبی قسم کا لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ لیکن یہ بعید نہیں کہ جلد ہی ادبی معیار کے لحاظ سے انمیں سے کسی دن کوئی جریدہ ملک گیر شہرت حاصل کرلے۔

آج اگر یہ پوچھا جائے کہ مسلمان جو ہمیشہ سے دعویٰ کرتے آئے ہیں کہ انہوں نے اسلام تبلیغ کے زور سے پھیلایا کس حد تک اس مقصد کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں؟ تو ہم خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔ اگر احمدیوں کی ان کوششوں کو نظر انداز کر دیا جائے جو وہ اپنے نظریات پھیلانے کے لئے کر رہے ہیں، دنیا کے دور افتادہ علاقوں اور سمندر پار کے ملکوں میں ان کے مضبوط ادارے قائم ہیں جن کا رشتہ مرکز سے اتنا مستحکم ہے کہ اس پہ رشک کیا جا سکے۔

اس محدود سی تنظیم کی نگرانی میں برطانیہ، افریقہ، مراکش، امریکہ اور

دوسرے ملکوں میں تبلیغ کا کام پوری تندہی سے جاری ہے۔ گلوب کے کونے کونے سے مبلغ ربوہ میں آتے ہیں اور ہدایات لیکر اپنے اپنے مقاموں کو لوٹ جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں نے زندگی اس مقصد کے لئے وقف کر رکھی ہے اور خیالات کی اشاعت کے لئے ہر طرح کی تکالیف بصد خوشی برداشت کرتے ہیں۔ اس جذبہ کی قدر نہ کرنا حد درجہ ناانصافی ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ ہر تحریک جبتک وہ محدود دائرہ میں رہتی ہے مضبوط اور پُرخلوص ہاتھوں میں رہتی ہے۔ لیکن جونہی اس کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اس میں ہر قسم کی بدعنوانیاں شروع ہوجاتی ہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کسوٹی پر متذکرہ تحریک کس حد تک پرکھی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر اس کے عقیدتمندوں کی تعداد پر بحث نہ کیجائے تو معلوم ہوگا کہ انمیں وہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم موجود ہیں جن کیلئے معاشرہ میں اصلاح کیجاتی ہے۔

معدودے چند افراد کو چھوڑ کر یہ لوگ عقیدہ میں راسخ۔ مخلص، راست گو اور دیانتدار ہوں گے۔ اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے ایک احمدی ذاتی نقصان کی پرواہ نہیں کرے گا۔ اور جہاں مجموعی مفاد کا سوال ہوگا وہاں کسی بھی شخص کی بہبودی اس کی سدِّراہ نہیں ہوسکتی۔ یہی وہ صفات ہیں جو کسی قوم کی تعمیر میں خشتِ اوّل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

احمدیوں کے خلاف بیشمار شکایات کیجاتی ہیں لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر سنجیدگی سے انپر غور کیا جائے تو انمیں بیشمار غلط فہمی پر مبنی ہونگی۔ .... اگر ہم کسی سے اختلاف رکھتے ہوں تو اس پر ٹھنڈے دل سے سمجھنے

اور سمجھانے کی پالیسی پر عمل کرنا چاہیئے نہ کہ تلوار بازی پر۔

شام کو جب مَیں ربوہ سے لائلپور کے لئے روانہ ہُوا تو مَیں اپنے دل میں خوشگوار تأثر لئے ہوئے تھا جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔"

تعلیم الاِسلام کالج

(نوائے وقت ۳۱/۸/۵۴)

جب تعلیم الاسلام کالج لاہور سے منتقل ہو رہا تھا تو اس سے لاہور میں گویا ایک کمی محسوس کیجا رہی تھی اور دیدہ ور لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:۔

"اِک اَور کمی متوسّط طبقہ کے طلباء کو سختی سے محسوس کرنی پڑے گی وہ تعلیم الاسلام کالج کا لاہور سے ربوہ کو منتقل ہوجانا ہے۔ مَیں متعلقہ حکام سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کی طرف فوری توجّہ کرتے ہوئے موجودہ تعطیلات گرما کے اختتام کے ساتھ ہی تعلیم الاسلام کالج کی کمی کو پورا کرنے کے لئے لاہور میں کسی مناسب جگہ پر ایک نیا کالج کھول دیا جائے جہاں کے اخراجات گورنمنٹ کالج اور ایف سی کالج کے اخراجات کا ۴۰ فیصد ہوں۔"

"کافروں کی بستی ندی کنارے"

"جماعت احمدیہ نے سیلاب زدگان کی سب سے زیادہ مدد کی!"

(پشاور کے ہفت روزہ اخبار قلندر کے نامہ نگار کے تاثرات ۲۶/۱۱/۵۵)

"گزشتہ ماہ میں ۵ر اکتوبر کو اتفاق سے لاہور چلا گیا اور ۶ر اکتوبر کو سیلاب آگیا۔ میں بھی کئی دنوں تک وہاں رکا رہا۔ حتیٰ کہ تمام راستے ریل اور لاریوں کے بند ہو گئے۔ ..... تقریباً ۱۵ دن کے بعد کچھ راستہ بنا ..... میں نے فیصلہ کر لیا کہ سرگودہا کے راستے میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں سرگودہا کا ٹکٹ لیکر لاری پر کراؤن بس کے اڈے سے سوار ہو گیا۔ ۱۲ بجے شیخوپورہ پہنچا۔ ون وے ٹریفک تھا اور سڑک پر ہزاروں مخلوق خدا بے یار و مددگار پڑی تھی۔ سڑک کے دونوں طرف پانی ہی پانی میلوں تک نظر آرہا تھا۔ نصف راستہ طے کر لیا تو سڑک کے کنارے ایک رضا کاروں کا کیمپ تھا۔ رضا کار کیمپ سے نکل کر دیوانہ وار اس سمندر کو چیر کر چار چار، پانچ پانچ فٹ پانی میں سروں پر کھانے کا سامان، دوائیاں، کپڑے لیکر سیلاب سے تباہ دیہاتوں کی طرف بے خوف و خطر جا رہے تھے۔ کیمپ کا بورڈ میں نے غور سے پڑھا:-

'رضا کاران انجمن احمدیہ۔ ربوہ'

میرا دل غصہ سے تلملا اُٹھا۔ یہ کیا غضب ہے! یہ کیا اندھیر نگری ہے!! یہ لوگ ہماری نظر میں خارج از اسلام ہی سہی، مگر اس وقت تک یہ میرے خیال میں سب سے زیادہ خدمت کر رہے ہیں۔ مگر پندرہ دن سے کسی اخبار نے یہ لکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ .....

چنیوٹ کے اڈے سے لاری آگے جو ہوئی دریائے چناب کا پل آگیا۔ وہ راوی والی لہر پانی کی نہ تھی۔ میں نے عنوان اپنے مضمون کے لئے دل میں قائم کر لیا۔ (کافروں کی بستی ندی کنارے)۔ پل پار کر کے تھوڑی دیر کے بعد ربوہ کی آبادی شروع ہو گئی۔ گو میرا ٹکٹ سرگودہا کا تھا۔ میرے کہنے پر لاری رُکی۔ لاری سے میں اکیلا ہی اترا۔ وہاں دو تین آدمی آگے موجود تھے۔ غالباً دوسری طرف جانے کے لئے بس کے انتظار میں تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا:-

مولوی صاحب! کہاں جانا ہے؟ کیا آپ احمدی ہیں؟

میں نے برجستہ جواب دیا۔ جانا تو بھائی پشاور ہے، اور احمدی بھی نہیں۔ یہاں صرف کافروں کی بستی دیکھنے اتر کھڑا ہوں۔ کیا یہاں اس بستی میں کوئی دکان ہے جہاں رات بسر کر سکوں، اور کیا یہاں سامان اٹھانے کے لئے مزدور نہیں ہوتے؟

وہ میرے سامان پر جھپٹ پڑے۔

ہم آپکے مزدور ہیں!

سامان اٹھا لیا اور چل پڑے۔ تھوڑی دور ایک احاطہ کے اندر جا کر ایک کمرے میں میرا سامان رکھدیا۔ اور ایک انچارج کو بلا کر اطلاع دی، یہ مہمان ہیں۔ انہوں نے دو آدمی بلائے جنہوں نے ایک چارپائی پر میرا بستر کھول کر لگا دیا۔ کرسیاں میز درست کر کے منٹوں کے اندر پُر تکلف چائے لا کر پیش کر دی۔

بس سے سامان لانے والے "معزز مزدور" جا چکے تھے۔ یہ قیافہ درست نکلا۔ انہوں نے دوسری طرف سے آنے والی بس پر جانا تھا۔ پہلی بسم اللہ سے میرے دل پر جانے والوں کی اس حرکت کا گہرا اثر ہوا۔

چائے کے ساتھ میں نے منتظم صاحب کو اپنا کرتم کترم شروع کر دیا۔ جناب یہ تو فرمائیے! سنا ہے کہ مدت سے ہیڈ آف دی جماعت احمدیہ یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کو کسی نے نہیں دیکھا؟

انہوں نے جواب دیا۔ یہ غلط ہے، ابھی آپ ایک منٹ کے اندر ان کو مل سکتے ہیں۔

مَیں ان کے ساتھ ہو لیا۔ حضرت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ سینکڑوں آدمی ارد گرد بیٹھے تھے۔ قابلِ عمل نصیحتیں کی جا رہی تھیں۔ سب سے زیادہ سیلاب کے مصیبت زدوں کو ہر قسم کا آرام، کھانا، سردی سے بچانا، دوائیاں پہنچانا تھا۔ یہ گفتگو سن کر میں بہت متاثر ہوا۔ صرف علیک سلیک کر کے بیٹھ گیا تھا۔ میرا خاص مقصد کوئی تھا ہی نہیں مَیں دُور تھا۔ ایک غیر ملکی آدمی غالباً کوئی جرمن تھا، زیادہ توجہ اس کی طرف تھی۔ حق بھی یہی تھا۔ کیونکہ ہزاروں میل کا سفر کر کے آیا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد شام سے کچھ ہی پہلے وہ تشریف لے گئے اور مَیں اپنی قیام گاہ پر آ گیا۔ وہاں ہی نماز ادا کی اور ساتھ لائی ہوئی اخباروں کو پڑھتے پڑھتے نماز عشا ادا کر کے سو گیا۔

صبح سویرے اٹھا۔ رفع حاجت کے بعد نماز ادا کی۔ اتنے میں آفتاب نے آنکھ دکھائی۔ مَیں آبادی کے بیچوں بیچ معلومات حاصل کرتا، یہ مکان کے لئے زمین کون دیتا ہے، کس نرخ پر ملتی ہے، یہاں کیا تکلیف ہے، کیا آرام ہے؟ لب لباب میری تحقیقات کا یہ نکلا کہ ایک پورے نظام کے ماتحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

مَیں اپنی آرام گاہ پر پہنچا۔ وہاں میری انتظار چائے کے لئے تھی۔ چائے سے فارغ ہو کر کپڑے بدلے۔ منتظم کو عرض کیا کہ کیا میں جماعت کے دفتروں کو دیکھ سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ ان کے ساتھ ہو لیا۔ دفتر کیا تھے، ایک

سیکرٹریٹ۔ میں ایک ایک دفتر میں گیا اور دیکھا، بابو لوگ اپنے کام میں مشغول ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس سارے سیکرٹریٹ کے انچارج مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ہیں جو ڈپٹی کمشنر ریٹائرڈ ہیں۔

پھر پھرا کر مجھے امور عامہ کے دفتر لیجایا گیا۔ مَیں نے دروازے پر بورڈ پڑھا۔ اندر جانے پر مجھے کرسی پیش کر دی گئی۔ مَیں بیٹھ گیا۔ پانچ منٹ کے بعد میرے لئے چائے آ گئی۔ میں نے عرض کیا کہ چائے سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔ دفتر میں بیٹھے ہوئے صاحب بڑی دھیمی آواز سے فرمانے لگے:۔

"اجی آجکل چائے تو ایک فیشن ہے۔ آجکل چائے تکلیف نہیں دیتی، نوش فرمائیے۔" ایک دو بزرگوں کو انہوں نے آواز دی کہ تشریف لا کر میرے ساتھ چائے میں شریک ہو جائیں۔

چائے کے ساتھ ساتھ مَیں نے دریافت کیا۔ کیا آپ اِس دفتر کے انچارج مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے ہیں۔ وہ سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کو بذات خود دیکھنے گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کا اسسٹنٹ ہوں۔ میرا نام خادم حسین ہے اور مَیں صوبہ سرحد میں کافی عرصہ گزار کر اب ملازمت سے فارغ ہو کر یہاں آیا ہوں......

مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں رسالپور میں کسی اچھے عہدہ پر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دفتر کا انتظام خاطر خواہ ہے۔ یہ تجربہ کار لوگ ہیں۔

میں نے سیلاب کے لئے جو کچھ یہاں ہو رہا ہے پوچھا۔ انہوں نے مجھے سٹاک دکھایا۔ کپڑوں اور رضائیوں کے انبار لگے ہوئے تھے جو ہیڈ آف جماعت احمدیہ کی آواز پر ان کے معتقد خود بخود لا رہے تھے۔ میں اس کام کی رفتار کو دیکھ کر

بہت خوش ہوا۔

یہاں ایک بات ضرور عرض کرنے کے قابل ہے۔ سب لوگ یہ کافر بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا، امیر ہو یا غریب نماز پوری پابندی سے ادا کرتے تھے حقہ یا سیگرٹ مجھے وہاں کوئی پیتا نظر نہیں آیا۔

دفتر میں آکر بڑی خندہ پیشانی سے مجھے مرزا عزیز احمد صاحب بھی ملے۔ میں نے اجازت چاہی۔ خادم حسین صاحب نے فرمایا:۔

"کبتک ہمیں یہاں آپ کی خدمت کا موقعہ ملے گا؟"

مَیں نے جواب دیا "بس صاحب ابھی چند منٹ کے بعد جانے والا ہوں"

میں واپس آرامگاہ پہنچا۔ سامان درست کیا۔ آدمیوں نے میرا سامان اٹھایا اور مجھے سرگودہا جانے والی بس میں سوار کرا دیا۔

مَیں خاموش بس کے اندر اور رات گاڑی پر بھی یہی سوچتا رہا، یہ اچھے کافر ہیں! نماز کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک، اچھی طرح ایک نظام کے ماتحت خدمتِ خلق کا جذبہ موجود ہے"

سیلاب ۱۹۵۵ء

"خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بنیادی فرض احمدی نوجوانوں میں خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ یہ تأثرات انکے اِس جذبہ کے پیدا کرنے کا عملی ظہور ہے۔

"مَیں اب ان نوجوانوں (احمدی والنٹیروں) کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے گزشتہ کئی

ہفتے فلڈ ریلیف کے سلسلہ میں ٹھوس کام کیا ہے۔ اور سیلاب زدگان کی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اب یہاں پر مریضوں کا زور کم ہے"

(دستخط) عبد الرؤف صاحب فاروقی ہیچ پو سیکٹر۔ ۱۰/۵/۵۵

"مَیں مسٹر شیخ رشید احمد اور انکی پارٹی کو یہ سرٹیفکیٹ دینے میں خوشی محسوس کرتا ہوں جنہوں نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر ہدایت میرے ساتھ حلقہ مانگٹانوالہ کے سیکٹر میں کام کیا ہے ....

ان لوگوں نے نہایت تندہی سے خدمت کی اور انکی خدمات بہت مفید ثابت ہوئیں۔ انہوں نے دور دراز دیہاتی لوگوں کو طبی امداد پہونچائی۔

منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے دشوار گذار راستے اِس پارٹی کے لئے کبھی سدِ راہ نہ بن سکے۔ مَیں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں نے تنظیم، اتحاد اور یقین سے اپنے کام کو سرانجام دیا۔ خدا تعالیٰ انہیں ہمیشہ کامیابی عطا فرمائے۔"

(دستخط) میڈیکل آفیسر انچارج مانگٹانوالہ سیکٹر ضلع شیخوپورہ[1]

"سیالکوٹ ۱۸ اکتوبر۔ جماعت احمدیہ کیطرف سے قائم کردہ علاقہ کی واحد ریلیف کمیٹی اپنے پانچ ڈاکٹروں کی مدد سے سیلاب زدہ علاقہ میں ۶ اکتوبر سے کام کر رہی ہے۔ اِس عرصہ میں ربوہ سے دو ڈاکٹر یہاں پہنچ چکے ہیں نیز توقع ہے

---

[1] خالد جنوری ۱۹۵۶ء

مزید دو ڈاکٹر بھی عنقریب یہاں پہنچ جائیں گے۔ جماعت احمدیہ پہلے ہی پہنتے کے ۱۳۰۰ کپڑے تقسیم کر چکی ہے۔ اسی طرح جملہ وسائل کو کام میں لا کر پانی میں گھرے ہوئے لوگوں کے پاس جا جا کر انہیں دوائی بھی بہم پہنچائی جا رہی ہے۔ ریلیف کمیٹی کا کام پندرہ حصوں میں منقسم ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی زیر ہدایت جماعت احمدیہ نے اپنے مرکزی ارباب حل و عقد سے درخواست کی ہے کہ وہ امدادی عملہ کے ساتھ مزید ڈاکٹر سیالکوٹ بھجوائیں۔" (پاکستان ٹائمز ۱۹ر اکتوبر ۱۹۵۵ء)

"امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) نے جماعت کے ڈاکٹروں کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں سیلاب زدگان کی طبی امداد کے لئے کم از کم دس دن وقف کریں۔ ..... مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے آج ڈاکٹروں کی نگرانی میں سیلاب زدگان کو طبی امداد پہنچائی۔" (امروز لاہور ۲۴/۱۰/۵۵)

"کراچی کی جماعت احمدیہ نے امام جماعت احمدیہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مبلغ ایک ہزار روپیہ مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے بھجوا دیا۔ نیز کراچی کی احمدی خواتین نے بھی مبلغ دو سو روپیہ اس سلسلہ میں ارسال کیا ہے۔"

(نوائے وقت لاہور ۳۰/۸/۵۵)

"راولپنڈی ۸ر نومبر۔ مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک ڈاکٹر کو ضلع شیخوپورہ بھجوایا۔ انکے ہمراہ ضروری ادویات اور سوا چار سو کپڑے جنمیں کمبل، گرم کوٹ اور لحاف شامل تھے بھجوائے۔ دوسرے ڈاکٹر کو مزید سامان کے ساتھ بھجوایا جائے گا۔" (تعمیر راولپنڈی ۱۰/۱۱/۵۵)۔

"احمدیہ ریلیف کیمپ کھاریہ ضلع لائلپور نے ۳۰۰ مریضوں کو کونین کے ٹیکے لگائے۔ نواحی دیہات کے کوئیں صاف کرنے کے لئے ۲۰ پونڈ پوٹاشیم پرمنگنیٹ صرف کی۔ اسی جماعت کے شیخوپورہ گروپ نے ۵۰۰ افراد کو خوراک اور دواؤں کی امداد بہم پہنچائی۔ چھ من روٹیاں، تین سو روپے کی دوائی، دو سو روپے کے کپڑے سیلاب زدگان میں تقسیم کئے۔" (نوائے وقت لائلپور ۱۷/۱۰/۵۵)

"اِعترافِ حقیقت"

(اقتباسات از ہفت روزہ المنیر لائلپور ۲ر مارچ ۱۹۵۶ء بحوالہ الفرقان اپریل مئی ۱۹۵۶ء)

"قادیانیت (احمدیت) میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اوّلین اہمیت اس جد و جہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔ تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں۔ سید المرسلین ؐ کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں، ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن و سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب کی یہ واحد جماعت تھی جس کے سرکاری خزانہ میں اپنے معتقدین کے لاکھوں روپے جمع تھے۔ اور جب یہاں مہاجرین کی اکثریت بے سہارا ہو کر آئی تو ان کا یہ سرمایہ جوں کا توں محفوظ پہنچ چکا تھا۔ اس سے ہزاروں اشخاص بغیر کسی کاوش کے

از سرِ نو بحال ہو گئے۔

پھر یہ موضوع بھی مستحق توجہ ہے کہ یہ وہ واحد جماعت ہے جس کے ۳۱۳ افراد تقسیم کے لمحہ سے آج تک قادیان میں موجود ہیں۔ اور وہ اپنے مشن کے لئے کوشاں بھی ہیں اور منظم بھی۔

ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی (احمدی) عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جو اخلاص کے ساتھ اس حقیقت کو سمجھ کر مال و جان اور دنیوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔"

اشاعتِ اسلام کا اعتراف

جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے سوئٹزرلینڈ کا اخبار OSTSCH WEIZ ST GALLE اپنی ۳/۵۸ کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"آج مسلمانوں کے ثقافتی حلقوں میں تبلیغ و اشاعت کی شدید خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ یہ خواہش جو اپنے جوش کی وجہ سے اچانک پھوٹ پڑی ہے یورپین مبصرین کے لئے سنسنی خیز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دنیا اچانک اپنی قوت سے دوبارہ آگاہ ہو گئی ہے۔ ایسی قوت سے جو سیاسی نہیں بلکہ نظریاتی ہے۔ ایک ایسی خواہش جو تین صدیوں تک دبی رہی اچانک شعلہ بن کر یورپ کے ثقافتی حلقوں کو متاثر کرنے کے عزم صمیم میں تبدیل ہو چکی ہے تاکہ مسلمان قرآن اور ہلال کے لئے موجودہ ترقی یافتہ تبلیغی کام کے ذریعہ نئے آفاق تلاش

کر سکیں۔ اسلام عرصہ سے اپنی اشاعت کے اس نئے جوش اور نئے ولولہ کی وجہ سے یورپ کو اپنی کوششوں کا مرکز قرار دے چکا ہے۔ اور محض یہی نہیں بلکہ اپنے قدموں کو مضبوطی سے جما رہا ہے۔ اگر کوئی اس حقیقت کو خوش فہمی سمجھ کر نظرانداز کرنے کی کوشش کرے تو اسے ان حقائق پر غور کرنا چاہیئے۔

زیورک میں چند سالوں سے ایک اسلامی تبلیغی مرکز قائم ہے جو اپنا رسالہ خود شائع کرتا ہے اور جو اپنے لیکچروں اور خطبات کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ کی ہر سوسائٹی اور ایسوسی ایشن سے ہر ممکن تعلق پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ اسلامی لٹریچر کی سرگرم اشاعت کے کسی موقعہ کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ خاص طور پر نوجوانوں میں ایسے مواقع کو کسی صورت میں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

زیورک کا یہ اسلامی مرکز کسی لحاظ سے بھی ایک الگ تھلگ کوشش نہیں بلکہ ایک بہت بڑی منظم سکیم کی ایک شاخ ہے۔ اب ہر ایک شخص کو یہ حقیقت مدنظر رکھنی پڑے گی کہ سرخ دیو آہنی پردے کے پیچھے آڑ لئے بیٹھا ہے اور وہ اپنی تمام تر طاقتوں کو مجتمع کئے ہوئے منتظر ہے کہ کب اسے موقع میسر آئے اور وہ مغرب کا گلا گھونٹنے کے لئے میدان میں آ کودے۔ اس اثناء میں اسلام بھی یورپ کا مقابلہ کرنے کے لئے نہایت اطمینان کے ساتھ پیش قدمی کر رہا ہے۔ مگر اس کی یہ پیش قدمی اس کی محتاط۔ متحرک اور مؤثر قوت کے ساتھ ہے جو اس کا خاصہ ہے۔"

(از مکرم اقبال شاہ صاحب)
لاہور

ربوہ میں چند یوم

ایک عرصہ سے میری دلی تمنا اور خواہش تھی کہ میں ربوہ میں جا کر اپنی آنکھوں سے ان چیزوں کا بغور مشاہدہ کروں جن کی بابت ہر طبقہ میں طرح طرح کی روایتیں مشہور ہیں مثلاً یہ کہ احمدیوں نے قادیان اور ربوہ میں جنت اور دوزخ بنائی ہوئی ہے۔ اور وہاں پریاں اور حوریں رہتی ہیں، احمدی مرزا صاحب کو نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے اور کہتے ہیں، اور ان کا خدا ربوہ میں رہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی اور بہت سی روائتیں مشہور ہیں۔ اور میں نے خود بہت سے غیر احمدی حضرات سے اس قسم کی بے بنیاد باتیں سُنی ہیں جن کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ جب میں ان باتوں کو سنتا تو میرا اشتیاق بڑھتا تھا۔ چنانچہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جب کبھی موقع ملا ان کی اصلیت معلوم کروں گا۔

ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوتا ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی اور غیر احمدی شرکت فرماتے ہیں ..... اس دفعہ مجھے بھی اس جلسہ میں شرکت کا موقعہ ملا۔ میں اپنے ایک احمدی دوست کے ہمراہ ربوہ گیا تھا۔ میں ایک غیر جانبدار مسلمان کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بھی وہاں دیکھا خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کو صحیح صحیح عوام کے سامنے رکھوں تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں جو ان میں اس جماعت کے متعلق پیدا ہو چکی ہیں۔

ہمارا مذہب اسلام ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم ہر مذہب اور طبقہ کا صحیح طور سے

مطالعہ کریں اور پھر اپنی عقل اور دماغ سے اس کے اچھا اور برا ہونے کا فیصلہ کریں۔ نہ کہ تعصب سے یونہی برا بھلا کہیں۔ اب میں اپنے مشاہدات کا ذکر کرتا ہوں۔

جلسہ کے ایام میں ربوہ میں اہالیانِ ربوہ کی طرف سے ہر خاص و عام کے لئے (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) قیام و طعام کا مفت انتظام ہوتا ہے اور اس مقصد کے لئے ربوہ کے اکثر مکانات، سکول اور دفاتر کی عمارات خالی کروا لی جاتی ہیں۔ ربوہ میں آنیوالوں کا استقبال کرنے کے لئے جماعت کی طرف سے سٹیشن اور بس کے اڈہ پر مجلس استقبال کے کارکن موجود ہوتے ہیں جو انکو مہمانخانوں میں یا جہاں انہوں نے جانا ہوتا ہے پہنچاتے ہیں۔ میں چونکہ اپنے دوست کے ہمراہ گیا اس لئے انہی کے ساتھ انکے ایک مقامی عزیز کے ہاں ٹھیرا۔ گو مکان مختصر تھا اور مہمان زیادہ، لیکن اس کے باوجود بھی لوگوں نے میری رہائش کا معقول انتظام کیا، اور اس بات کا ثبوت دیا کہ "مسلمان کے دل میں جگہ ہوتی ہے"۔ جس کے لئے میں انکا نہایت ممنون ہوں۔

۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء جلسہ کا پہلا دن تھا اور لوگ صبح سے ہی جلسہ گاہ میں جمع ہو رہے تھے۔ تقریباً سوا نو بجے تلاوتِ قرآن پاک سے شروع ہوا۔ افتتاحی تقریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تھی۔ آپکی تقریر کے بعد دیگر حضرات نے تقاریر کیں اور اس طرح یہ جلسہ پونے ایک بجے تک ہوتا رہا۔ یہ پہلی نشست تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد دوسری نشست ہوئی جو تقریباً چار بجے تک ہوئی۔ خود خلیفہ صاحب اور دیگر حضرات کی تقریریں نہایت شائستہ اور قرآن و سنت کے دائرہ میں تھیں۔ اس طرح مختلف عنوانات پر یہ سلسلہ ہائے تقاریر

۲۸ دسمبر تک رہا۔

تقاریر کے دوران بھی ان لوگوں نے نہایت ادب، خلوص اور محبت کا ثبوت
دیا۔ کسی تقریر یا برتاؤ سے یہ ظاہر نہیں ہوا کہ احمدی غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں بلکہ
انہوں نے بارہا اور صاف الفاظ میں یہ ظاہر کیا کہ خدا و رسول اور قرآن کے ماننے
والے سب بھائی ہیں۔ غیر احمدی مسلمان بھی تمہارے بھائی ہیں۔ فقط فرق تھوڑا سا عقائد
میں ہے۔ بنیادی عقائد اور اصول ایک ہی ہیں۔ انمیں کوئی فرق نہیں۔ نیز انہوں نے
مرزا غلام احمد صاحب کی کتب سے حوالہ جات دیتے ہوئے ثبوت دیا کہ مرزا صاحب نے
خود بھی کسی غیر احمدی کو کافر کے نام سے نہیں پکارا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم پر الزام لگایا
جاتا ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں، یہ محض بہتان ہے۔

شروع سے آخر تک ان سب حضرات کی تقریروں کا لب لباب حضور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف، فوقیت اور بڑائی رہا۔ ان حضرات نے
خود اپنی تقاریر میں اس بات کا اعتراف کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب حضور رسول مقبول
کی شریعت کے تابع اور آپ کے غلام تھے۔

گویا انکے قول و فعل سے یہ پتہ نہیں چلا جس سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی شانِ مبارک میں کوئی گستاخی یا کمی واقع ہوتی ہو یا یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کوئی نیا دین
یا اصول پیش کرتے ہیں۔

ہم اگر تعصب کے جامہ کو اتار کر بغور مشاہدہ و مطالعہ کریں تو ہم کو کہنا پڑیگا کہ
صحیح اسلام کی جھلک ربوہ میں ملتی ہے!

مثلاً ربوہ میں نماز کی سختی سے پابندی کیجاتی ہے۔ آجکل کے منکرات و سینما وغیرہ نہایت
سختی سے منع کر دیئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ سگرٹ نوشی کو بھی بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
اکثر لوگ کھانا اپنے گھروں کی بجائے ہوٹلوں میں کھاتے ہیں۔ میں نے ایک چیز
کا بغور مشاہدہ کیا کہ ہوٹل والے گاہکوں کے پیسوں کا حساب نہیں رکھتے تھے۔ ان کا
کہنا تھا کہ یہاں کوئی بے ایمانی نہیں کر سکتا۔ جس قدر کھاؤ خود اپنا حساب کر دو۔
چنانچہ میں نے دیکھا کہ کوئی گاہک ایک پیسہ کی بے ایمانی نہیں کرتا تھا اور سب اپنی
اپنی جگہ مطمئن تھے۔

اس موقعہ پر ہزاروں کی تعداد میں مستورات بھی شرکت کرتی ہیں۔ پردہ میں رہتے
ہوئے آزادی کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہتی ہیں اور مردوں کے دوش
بدوش چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ مستورات کا احترام کیا جاتا ہے۔ مستورات کے جلسہ کا ایک
الگ انتظام اور پروگرام ہوتا ہے۔

موجودہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نہایت ہی نیک کردار کے
مالک ہیں۔ جماعت کے ہر کام میں آپکو دخل ہے اور آپکی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی
نہیں اٹھایا جاتا۔ اور یہ نہایت اچھی بات ہے کہ کسی ایک کو اپنا امیر اور سرپرست
مان کر اسکی قیادت میں ہر کام کیا جائے۔

جہاں تک جنت اور دوزخ کا سوال ہے تو اس میں ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں۔
محض لوگوں کو دھوکا دینے اور بدظن کرنے کے لئے ایسی بات مشہور کی گئی ہے۔ میں نے اس
کے متعلق اپنے دوست سے کہا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جنت دوزخ تو کوئی نہیں، البتہ ایک
قبرستان ہے (قادیان میں) جس کا نام بہشتی مقبرہ ہے۔ یہ قبرستان اُن لوگوں کے لئے

مخصوص ہے جو وصیت کرتے ہیں۔ وصیت کی بڑی سخت شرائط ہیں۔ جو ان شرائط کو پورا کرے صرف وہی اس میں دفن کیا جاتا ہے۔ اہم شرائط یہ ہیں کہ:۔

وہ نماز روزہ کا پابند ہو۔ جماعت کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو۔ جماعتی احکام کی پابندی کرتا ہو۔ وصیت کرنیوالا اپنی آمد اور جائیداد کا کچھ حصہ جماعت کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ آمد کا جو حصہ وقف کیا ہو اسے باقاعدگی سے ادا کرتا رہا ہو، تب جا کر وہ اس بات کا حقدار ٹھہرتا ہے کہ وہ اس میں دفنایا جائے۔

مندرجہ بالا شرائط کو پورا نہ کرنے والے کی وصیت منسوخ کر دیجاتی ہے یعنی وصیت کرنیوالا اسلام کے اصولوں کا ایک چلتا پھرتا نمونہ ہونا چاہیئے۔

یہ ہے وہ جنت جس کے متعلق طرح طرح کی روایات مشہور ہیں!

"احمدی جماعت کے مرکز ربوہ میں چند گھنٹے"

(از جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار "ریاست" دہلی)

"..... میری خواہش تھی کہ اگر کبھی میں پاکستان جاؤں تو اس نئی آبادی ربوہ کو بھی دیکھوں جہاں کہ یہ لوگ قادیان سے تباہ ہو کر بطور مہاجر آباد ہوئے۔ میں نے جب پاکستان جانے کا قصد کیا تو دوسرے دوستوں کے علاوہ ایک احمدی بزرگ گیانی عباد اللہ صاحب (جو سکھ مذہب اور سکھ تاریخ میں ایک اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں) کو بھی لکھا کہ اگر ممکن ہوا تو دو تین گھنٹے کے لئے ربوہ بھی آؤں گا......

۲۸ اور ۲۹ فروری کو دوستوں سے (کراچی میں) ملتا رہا اور یکم مارچ ۱۹۶۰ء

کی شام کو چناب ایکسپرس میں ربوہ کے لئے روانہ ہوا۔ کیونکہ یہ ٹرین کراچی سے سیدھی ربوہ جاتی ہے۔ یہ گاڑی شام کے قریب لائلپور پہنچی۔ وہاں گیانی عباد اللہ صاحب موجود تھے۔ ان کے اور مسٹر ظفر احمد (جو پاکستان کے تمام دورے میں میرے ساتھ تھے) کے ہمراہ مغرب کے وقت ربوہ سٹیشن پر پہنچا۔ وہاں دو سو کے قریب طلباء اور دوسرے دوست اور معترف موجود تھے۔ یہ مجمع میرے لئے خلاف توقع تھا کیونکہ میں ایسے مجمع کا عادی نہیں ہوں۔ اور میں تمام زندگی ہی تنہائی میں لطف محسوس کرتا رہا ہوں۔

سٹیشن سے گیسٹ ہاؤس پہنچا۔ وہاں احمدی جماعت کی کئی شخصیتیں میری منتظر تھیں ان سے ملا۔ ان تمام دوستوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد چند طلباء آئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ کل میں ان کے سامنے تقریر کروں۔

میں نے ان سے کہا کہ میں لیڈر کلاس میں سے نہیں ہوں۔ نہ تو کبھی تقریریں سننے جاتا ہوں اور نہ زندگی میں کبھی کوئی تقریر کی۔ اور میں تو صرف ایک جرنلسٹ ہوں مگر آپ لوگوں سے ملنے اور ان کے کالج ضرور آؤں گا۔

رات کو آرام سے سویا۔ صبح پانچ بجے کے قریب اذان ہوئی۔ میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کبھی اس خوش الحانی کے ساتھ اذان نہ سنی تھی۔ چنانچہ میں نے صبح ایک دوست سے یہ دریافت کیا کہ کیا اذان دینے والا عرب تھا یا پاکستانی؟ تو معلوم ہوا کہ مؤذن ربوہ کا ایک پاکستانی ہے (مکرم بشارت احمد صاحب دکاندار گوشت)۔

نو بجے تک غسل وغیرہ سے فارغ ہوا تو کار آ گئی اور مجھے بتایا گیا کہ مجھے مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں ناشتہ پر جانا ہے۔ اس کار میں ان کے ہاں گیا، وہاں ایک درجن کے قریب احمدی لیڈر موجود تھے اور سب کے سب روزہ میں تھے اور صرف میں ہی روزہ

سے محروم تھا۔ ناشتہ کے لئے کئی اقسام کی اشیاء موجود تھیں۔ مگر میں دن کے وقت کچھ نہیں کھایا کرتا۔ صرف ایک پیالی چائے پی۔

یہ لوگ محبت اور اخلاص کے مجسمے ہیں مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ تو میں نے ان سے مذاقاً کہا:۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکی جماعت کے لوگوں نے میرے خلاف ایک سازش کر رکھی ہے کہ آپ مجھے بغیر احمدیت کا کلمہ پڑھائے واپس دہلی نہ جانے دیں گے۔ کیونکہ لاہور اور کراچی میں احمدیوں کی محبت اور اخلاص کا شکار رہا اور اب یہاں بھی یہی کیفیت ہے۔

یہاں باتیں کرنے اور انکی محبت کا شکار ہونے کے بعد دوستوں کے ساتھ احمدی جماعت کے پیشوا حضرت صاحب کے مکان پر گیا کیونکہ وہاں ساڑھے نو بجے کا وقت ملاقات کے لئے مقرر تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری کے کمرہ میں چند منٹ بیٹھنے کے بعد اوپر کی منزل میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور بیمار تھے۔ انہوں نے انتہائی اخلاص اور محبت کے جذبات میں میرے وہاں جانے پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور میں نے کہا کہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے اپنی زندگی میں آپکی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

یہاں چند منٹ حاضری دینے کے بعد جب میں زینہ سے اُتر رہا تھا تو ایک صاحب ایک تحفہ لائے جو پیکٹ کی صورت میں تھا۔ اور اس پیکٹ میں ایک رومال، جرابوں کا ایک جوڑا اور عطر کی ایک شیشی تھی۔ یہ تحفہ میجر حبیب اللہ شاہ صاحب کی بھتیجی کی طرف سے مجھے بھجوایا گیا تھا جو میجر صاحب موصوف کے ساتھ میرے دیرینہ اور مخلصانہ مراسم کی بناء پر تھا۔

اس ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ کالجوں میں گئے کیونکہ وہاں

طلباء منتظر تھے۔ سب سے پہلے تبلیغی کالج کے ہال میں پہنچے۔ مائیکروفون پر میرا تعارف کرایا گیا جس کے لئے میں نے شکریہ ادا کیا۔ اس کالج میں غیر ممالک میں بھیجنے کے لئے مبلغ تیار کئے جاتے ہیں۔ اور طلباء میں کئی غیر ممالک مثلاً افریقہ اور جرمنی کے نوجوان بھی ہیں جو بے تکلف اردو بول سکتے ہیں۔ ان طلباء نے مختلف قسم کے سوال شروع کر دیئے ہندوستان میں مسلمانوں کی کیا حالت ہے، ہندوستان میں اردو زبان کا مستقبل کیا ہے۔ میں ان سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ تو ایک طالب علم نے مجھ سے سوال کیا۔

"آپ احمدی مذہب کیوں قبول نہیں کرتے؟"

اس سوال کا جواب تو میں نے یہ دیا کہ میں نے اس مسئلہ پر آج تک کبھی غور نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میری تو دعا ہے کہ خدا آپکو بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں کامیابی نصیب کرے۔ اور اس دعا کی وجہ یہ ہے کہ احمدی جماعت میں جتنے نیک اور مخلص بزرگ ملتے ہیں کسی مذہب میں نہیں مل سکتے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس جماعت کا حلقہ محدود ہے۔ اور میں خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے کے طور پر جب اس جماعت کو بھی بہت زیادہ وسعت نصیب ہوگی تو اس میں بھی برے لوگ شامل ہو جائیں گے۔ جیسے دوسرے بڑے مذاہب میں شامل ہیں۔ یعنی زیادہ کپوتوں کے مقابلہ میں چند سپوت زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ یا دوسری مثال یہ ہے کہ جب میں کسی چھوٹے سے خوبصورت اور معصوم بچہ کو دیکھتا ہوں تو میری خواہش ہوتی ہے کہ یہ بچہ کبھی بھی بڑا نہ ہو۔ کیونکہ بڑا ہونے کی صورت میں یہ اپنے حُسن اور اپنی معصومیت سے محروم ہو جائے گا۔

میرے اس جواب کو سن کر تمام لڑکے ہنس پڑے۔

اس تبلیغی کالج کے بعد دوسرے کالجوں میں گیا کیونکہ وہاں کے طلباء بھی میرے منتظر تھے۔ وہاں اسی قسم کے سوالات ہوتے رہے اور میں جواب دیتا رہا۔ ایک بجے تک ان کالجوں میں رہا۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد روزانہ اخبار "الفضل" کے دفتر میں گیا۔ کیونکہ اپنی صحافتی برادری کی حاضری بھی ضروری تھی۔

ڈیڑھ بجے کے قریب ہم لوگ واپس گیسٹ ہاؤس پہنچے۔ وہاں کھانا تیار تھا میں نے اور ظفر صاحب نے کھانا کھایا کیونکہ انکار کرنا مناسب نہ تھا۔ تین بجے کے قریب ہم ربوہ سے روانہ ہوئے.....

ربوہ بہت وسیع علاقہ میں تعمیر کیا جا چکا ہے اور صرف دس برس کے عرصہ میں اتنے بڑے قصبہ یا شہر کا آباد ہونا ایک تعجب انگیز بات ہے۔ کیونکہ احمدی جماعت کے لوگ عام طور پر غریب یا درمیانہ حیثیت کے ہیں جو اپنی ذاتی ضروریات کی پروا نہ کرتے ہوئے بھی اپنے فدا ہونے والی قابل قدر سپرٹ کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جماعت کی خدمت کرنا اپنا ایمان اور فرض سمجھتے ہیں۔ اور

یہی سپرٹ احمدیت کے مذہبی جھنڈے کو ہندوستان
اور پاکستان کے علاوہ اکثر غیر ممالک میں بلند کرنے کا باعث ہے!"

(منقول از ہفت روزہ بدر قادیان ۳/۲۰ ۳۱)

"احمدی جماعت"

(از علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر "نگار" لکھنؤ)

"اب سے تقریباً ۶۰ سال پہلے کی بات ہے جب مناظرہ کی ایک کتاب "سرمہ چشم آریہ" میری نگاہ سے گزری۔ اور یہ تھا میرا اولین غائبانہ تعارف اس کتاب کے مصنف جناب مرزا غلام احمد صاحب (بانی جماعت احمدیہ) سے۔ میرے والد کو اس فن سے خاص دلچسپی تھی اور یہ کتاب انہی کے اشارہ سے میں نے پڑھی تھی۔ یہ زمانہ میری طالب علمی کا زمانہ تھا اور بعض معقولی اساتذہ کے زیر اثر مذہب کا مجادلانہ ذوق میرے اندر بھی نشوونما پا رہا تھا اس لئے یہ کتاب مجھے بہت پسند آئی، اور بار بار میں نے اس کا مطالعہ کیا۔
لیکن یہ مطالعہ صرف کتاب ہی تک محدود رہا اور خود مرزا صاحب کی شخصیت یا انکی مذہبی تبلیغ و اصلاح پر غور کرنے کا موقعہ مجھے نہ مل سکا کیونکہ اس کی اہلیت و فرصت دونوں مجھے حاصل نہ تھیں۔ اوّل تو میں بہت کم سن تھا۔ دوسرے درس نظامی کی قال اقول اور اس کی روایت پرستانہ گرفت سے کہاں چھٹکارا تھا کہ میں آزادی کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور کر سکتا۔ تاہم یہ کتاب مرزا صاحب کی وسعتِ مطالعہ اور قوتِ استدلال کا بڑا گہرا اثر میرے ذہن و فکر پر چھوڑ گئی، اور عرصہ تک میں اس سے متأثر رہا۔
مجھے نہیں معلوم کہ احمدی تحریک کا آغاز اُس وقت تک ہو چکا تھا یا نہیں، اور اگر ہو چکا تھا تو اس کے مقاصد و دعاوی کیا تھے۔ لیکن اس کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی آواز اس جماعت کے متعلق میرے کانوں میں پڑ جاتی تھی، اور وہ آواز یکسر مخالفانہ ہوتی تھی۔

زمانہ گزرتا گیا اور ختم تعلیم کے بعد بھی عرصہ تک میں احمدی تحریک سے بے خبر رہا۔ لیکن اس دوران میں بعض ایسی کتابیں ضرور میری نگاہ سے گزرتی رہیں، جو اس تحریک کی مخالفت میں شائع ہوئیں۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ میں ان سے متاثر بھی ہوا۔ لیکن یہ تاثر زیادہ تر سلبی قسم کا تھا ایجابی نہ تھا۔ کیونکہ جو کچھ میں نے سنا وہ مخالفین کی زبان سے سنا خود اس جماعت کے لٹریچر کیطرف سے میں بالکل خالی الذہن تھا۔

ان کتابوں نے بعض عجیب و غریب باتیں میرے ذہن نشین کرادی تھیں مثلاً یہ کہ یہ جماعت اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتی، انکی مسجدیں اور نمازیں جمہور سے علیحدہ و مختلف ہیں، وہ غیر احمدی جماعتوں سے رشتۂ مصاہرت بھی قائم نہیں کرتے، نیز یہ کہ مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل نہ تھے، اپنے آپکو مثیلِ مسیح یا مہدیٔ موعود کہتے تھے، وحی و الہام کا مہبط بھی قرار دیتے تھے اور برطانوی حکومت کی حمایت حاصل کرنا انکی تحریک کا حقیقی مقصد تھا۔

اس میں شک نہیں کہ ان میں سے بعض باتیں مجھے پسند نہیں آئیں اور میں اس تحریک کو بنظرِ استخفاف دیکھتا رہا لیکن جب اس کے بعد میں نے دائرۂ تقلید و روایات سے ہٹ کر غائیت مذاہب کا مطالعہ شروع کیا اور انہیں علمائے اسلام کے اقوال، افعال و کردار کو سامنے رکھا جو اس تحریک کے سخت دشمن تھے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر احمدی جماعت گمراہ ہے تو غیر احمدی جماعتیں اور انکے اکثر علماء (خواہ وہ سُنی ہوں یا شیعہ، مقلد ہوں یا غیر مقلد، اہل قرآن ہوں یا اہل حدیث) کہیں زیادہ گمراہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ماننے کے بعد بھی وہ اسوۂ نبی کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا احمدی جماعت باوجود "انکارِ ختم نبوت" کے (حالانکہ یہ الزام صحیح نہیں) کرتی ہے۔

اگر اسلام کی صحیح روح محض بلندیٔ اخلاق و انسانیت پرستی ہے جس کا تعلق یکسر عملی زندگی سے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بے عمل جماعت کو تو ہم سچا مسلمان سمجھیں اور دوسری باعمل جماعت کو کافر و غیر مسلم قرار دیں محض اس لئے کہ اسکا بانی دعوئے مسیحیت کچھ ایسی باتیں کہتا ہے جو ناقابلِ قبول معلوم ہوتی ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو چند مخصوص شعائر و معتقدات نہ رکھتا ہو لیکن حقیقی مقصود محض اصلاحِ اخلاق ہے اور عبادات و معتقدات صرف ذریعہ ہیں تمدن و معاشرہ کی تنظیم اور اخوت و انسانیت کی ترویج و اشاعت کا۔

پھر اس حقیقت کے پیش نظر آپ مسلم جمہور اور ان کے علماء کے حالات و کردار کا مطالعہ کرینگے تو صورتِ حال بالکل واژگوں نظر آئیگی۔ کیونکہ انکے نزدیک اسلام کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ چند مابعد الطبیعاتی عقائد کو تسلیم کرکے رسمی عبادت تسلیم کرلی جائے اور ہیئتِ اجتماعی کے مسائل خیر و فلاح کو خدا پر چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ خدا نے یہ چیز خود انسان پر چھوڑ دی تھی۔

(لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی)

اس سلسلہ میں جب میں نے مسلمانوں کی دیگر جماعتوں کا مطالعہ کیا تو عملی زندگی اور اصلاحی جدوجہد کے لحاظ سے کئی جماعتیں سامنے آئیں۔ بوہرہ، میمن، خوجہ بہائی اور احمدی۔ ان میں سے اول الذکر تین جماعتوں کو میں نے نظر انداز کر دیا کیونکہ وہ ایک مخصوص دائرہ کے اندر محدود ہیں جس میں کوئی غیر شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ بہائیوں کا دائرۂ عمل بے شک زیادہ وسیع ہے۔ اور عقائد سے قطع نظر اخلاقی حیثیت

سے اسکی وسعتِ نظر مجھے پسند آئی۔ لیکن چونکہ یہ عجمی تحریک ہے، اور سرزمین ہند سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے اس کی کامیابی یہاں مجھے بہت مستبعد نظر آئی۔

اب رہ گئی تھی صرف احمدی جماعت، سو بے اختیار میرا جی چاہا کہ انکی زندگی کا قریب سے مطالعہ کرنیکی غرض سے خود قادیان میں جاؤں۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ ارادہ فی الحال پورا نہ ہو سکا۔ (ممکن ہے کبھی پورا ہو جائے)۔ اور ان کا لٹریچر فراہم کر کے اس کا مطالعہ شروع کیا۔

پھر میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ از اوّل تا آخر میں نے اس کا سارا لٹریچر پڑھ لیا ہے لیکن جتنا کچھ میسر آیا وہ بھی نتیجہ تک پہنچنے اور صحیح رائے قائم کرنیکے لئے کافی تھا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کے معتقدات میرے سامنے آئے اور انمیں کوئی بات مجھے ایسی نظر نہ آئی جو جمہور مسلم کے معتقدات کے منافی ہو۔ یعنی مسلمان ہونیکی جو شرطیں دوسری مسلمان جماعتوں میں ضروری قرار دی جاتی ہیں وہی ان کے ہاں بھی ہیں۔ اور ان کے اس عقیدہ کو نظر انداز کر دیا جائے کہ مرزا غلام احمدؐ مثیلِ مسیح یا مہدی معہود تھے تو تمام عقائد و شعار میں یکساں ہیں۔ میں نے انکی تفاسیر دیکھیں، ان کا استناد بالاحادیث دیکھا۔ انکی کتب تاریخ و سیر کا مطالعہ کیا لیکن انمیں کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی جو مسلمۂ جمہور کے خلاف ہو۔ یہانتک کہ انکارِ ختمِ نبوت کا الزام بھی مجھے بالکل غلط نظر آیا۔

رہا دعوئ مہدویت، سو اس سے انکار کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ جب خود کلامِ مجید سے ہر زمانہ اور ہر قوم میں کسی نہ کسی ہادی و مصلح کا پیدا ہونا ثابت ہے۔ اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے وہ واقعی اپنے آپکو مہدیٔ معہود سمجھتے تھے۔ اور یقیناً انہوں نے

یہ دعویٰ ایسے زمانہ میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم کیلئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی۔

علاوہ اس کے دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت کو جان سکتے ہیں نتیجۂ عمل ہے۔ سو اس باب میں احمدی جماعت کی کامیابیاں اس درجہ واضح اور روشن ہیں کہ اس سے انکے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔

اس وقت دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں انکی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہوں، اور انہوں نے خاص عزت و وقار حاصل نہ کر لیا ہو۔ پھر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کامیابیاں بغیر انتہائی خلوص و صداقت کے آسانی سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ کیا یہ جذبۂ خلوص و صداقت کسی جماعت میں پیدا ہو سکتا ہے اگر اسے اپنے ہادی و مرشد کی صداقت پر یقین نہ ہو؟ اور کیا وہ ہادی و مرشد اتنی مخلص جماعت پیدا کر سکتا تھا، اگر وہ خود اپنی جگہ صادق و مخلص نہ ہوتا؟

بہر حال اس سے انکار ممکن نہیں کہ مرزا صاحب بڑے مخلص انسان تھے اور یہ محض انکے خلوص کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی بے عمل جماعت میں زندگی کا احساس پیدا ہوا اور ایک مستقل حقیقت بن گیا!"

"دمید دانہ و بالید و آشیانہ گشت"

۱۔ مجلسِ احرار کے لیڈر چوہدری افضل حق صاحب اپنی کتاب "فتنۂ ارتداد اور پولیٹکل قلابازیاں" کے صفحہ ۴۶ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

"مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت ان اغراض کے لئے پیدا نہ ہوئی، ہاں ایک دل (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے آگے بڑھا...... (اور) اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابلِ تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

۲۔ مشہور مسلم لیڈر جناب مولانا محمد علی صاحب جوہر اپنے اخبار ہمدرد دہلی ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء میں فرماتے ہیں :۔

"ناشکر گذاری ہوگی اگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلافِ عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف تبلیغ اور مسلمانوں کی تنظیم اور تجارت میں بھی انتہائی جد و جہد سے منہمک ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ (احمدیہ) کا طرزِ عمل سوادِ اعظم کے لئے اور اُن اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدماتِ اسلام کے بلند بانگ دُور از باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔"

۳۔ اسی طرح ایک مشہور صحافی اور لیڈر مولانا ظفر علی خانصاحب اپنے اخبار زمیندار لاہور ۷ دسمبر ۱۹۲۶ء میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلّغین انگلستان اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔

کیا ندوۃ العلماء، دیوبند، فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ اور اشاعتِ حق کی سعادت میں حصہ لیں ؟

کیا ہندوستان میں ایسے متموّل مسلمان نہیں ہیں جو چاہیں تو بلا دِقّت ایک ایک مشن کا خرچ اپنی گرہ سے دے سکتے ہیں ؟

یہ سب کچھ ہے لیکن افسوس کہ عزیمت کا فقدان ہے۔ فضول جھگڑوں میں وقت ضائع کرنا، ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنا آجکل مسلمانوں کا شعار ہو چکا ہے۔"

۴۔ اخبار نیروبی (مشرقی افریقہ) مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۸ء میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی کامیابی کا ان الفاظ میں اعلان کرتا ہے :۔

"جہاں تک مبشرین کی آمد و رفت کا تعلق ہے امام جماعت احمدیہ کے مبلّغین نے ہوا کا رُخ بالکل پھیر کر رکھ دیا ہے !

پہلے عیسائی مشنری مغرب سے مشرق کی طرف آئے تھے۔ اب مبلّغینِ اسلام مشرق سے مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔ اسلام کے یہ منّاد آجکل یورپ میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے وسیع انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔"

---

۵ - بین الاقوامی شہرت رکھنے والا ہفت روزہ لائف (امریکہ) ۸ اگست ۱۹۵۵ء رقم طراز ہے :-

"اسلام کے بعض دوسرے فرقوں میں بھی زندگی اور قوت کے آثار دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں۔ انمیں سب سے زیادہ پیش پیش ایک نیا فرقہ ہے جو جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا صدر مقام پاکستان میں ہے۔ اور یورپ، افریقہ، امریکہ اور مشرق بعید کے ممالک میں اس کے باقاعدہ تبلیغی مشن قائم ہیں ......

اس جماعت کا جس نے افریقہ کو خاص طور پر اپنی توجہ اور جد و جہد کا مرکز بنا رکھا ہے، دعویٰ ہے کہ اب تک وہاں ساٹھ ہزار حبشی باشندوں کو اسلام میں داخل کر چکی ہے۔

..... بعض علاقوں میں جہاں آجکل عیسائی مشنری اور مسلمان مبلغ ایک دوسرے کے بالمقابل اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ حالت یہ ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والے ایک شخص کے مقابلہ میں دس حبشی اسلام قبول کرتے ہیں۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مغربی افریقہ میں اب اسلام کو واضح طور پر حبشیوں کا مذہب قرار دیا جاتا ہے جبکہ عیسائیت صرف سفید فام لوگوں کا مذہب بن کر رہ گئی ہے"۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیامت تک غلبے کی پیشگوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا :-

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا، اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں

تک پہنچا دے گا۔ ..... میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا، اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور انمیں کثرت بخشوں گا۔ .....

وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے، کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ (تذکرہ)

بہر حال،

خدا تعالیٰ کی تقدیر میں یہ بات

جلی حروف سے لکھی جا چکی ہے کہ تجدید و احیائے دین اور قیام شریعت اور اسلام کا عالمگیر غلبہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ سے ہو گا

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

ضمیمہ جات

ا۔ صحابہ کرام جو ربوہ میں موجود ہیں۔

ب۔ صحابہ کرامؓ مدفونِ بہشتی مقبرہ :-

١. چاردیواری کے اندر

٢۔ قطعہ خاص نمبر ١

٣۔ قطعہ خاص نمبر ٢

ج۔ فہرست نصب شدہ ٹیلیفون ہائے ربوہ

د۔ فہرست دکانداران و پیشہ ورانِ ربوہ

ہ۔ فہرست ناظرانِ صدر انجمن احمدیہ (پاکستان)

و۔ فہرست وُکلائے تحریک جدید (پاکستان)

منشی عبدالحق صاحب

حضرت قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل

ملک عزیز احمد صاحب

ضمیمہ ۱

صحابہ کرام جو ربوہ میں موجود ہیں اور

انکی عمر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک کم از کم ۱۲ سال کی تھی اور انکو حضور علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھنے اور استفادہ کا موقعہ ملا :-

۱. حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲. حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی، ایم اے

۳. حضرت صاحبزادہ میرزا عزیز احمد صاحب سلمہ اللہ ایم اے

۴. الف دین صاحب

۵. چوہدری الحاج اللہ بخش صاحب

۶. مرزا برکت علی صاحب

۷. میاں پیر محمد صاحب

۸. خدا بخش صاحب عرف مومن جی

۹. ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب

۱۰. حکیم دین محمد صاحب

۱۱. میاں دین محمد صاحب مالی ساکن ننگل

۱۲. حکیم رحمت اللہ صاحب

۱۳. ملک رسول بخش صاحب

۱۴. بابا رنگ علی شاہ صاحب

۱۵. سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

۱۶. چوہدری سربلند خان صاحب

۱۷. حکیم شیخ محمد صاحب

۱۸. ڈاکٹر ظفر حسن صاحب

۱۹. مولوی عبدالحق صاحب بدوملہوی

۲۰. منشی عبدالحق صاحب خوشنویس۔

۲۱. حکیم عبدالرحمٰن صاحب قریشی

۲۲. منشی عبدالرحیم صاحب شرما

۲۳. حافظ عبدالسمیع صاحب

۲۴. حکیم عبیداللہ صاحب انجھا

۲۵. خواجہ عبیداللہ صاحب

خواجہ عبیداللہ صاحب ریٹائرڈ ایس ڈی او

چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی

مرزا برکت علی صاحب

٢٦۔ ملک عزیز احمد صاحب
٢٧۔ ماسٹر عطا محمد صاحب
٢٨۔ مولوی عطا محمد صاحب
٢٩۔ مستری علم دین صاحب
٣٠۔ ٹھیکیدار علی احمد صاحب
٣١۔ ماسٹر علی محمد صاحب
٣٢۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
٣٣۔ شیخ غلام قادر صاحب
٣٤۔ غلام محمد صاحب زرگر
٣٥۔ سید فخر الاسلام صاحب
٣٦۔ شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی
٣٧۔ مولوی فضل دین صاحب وکیل
٣٨۔ فضل دین صاحب ساکن ڈلہ
٣٩۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب
٤٠۔ سید فقیر محمد صاحب کابلی
٤١۔ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
٤٢۔ مہر قطب الدین صاحب
٤٣۔ شیخ کرظیم الرحمٰن صاحب آف حاجی پورہ ریاست کپور تھلہ۔
٤٤۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری
٤٥۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب معتبر
٤٦۔ چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کاٹھ گڑھی
٤٧۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ
٤٨۔ مرزا محمد حسین صاحب چغتائی مسیح۔
٤٩۔ مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے۔
٥٠۔ میاں محمد شریف صاحب
٥١۔ چوہدری محمد شفیع صاحب
٥٢۔ ماسٹر محمد علی صاحب اظہر
٥٣۔ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
٥٤۔ میاں محمد عبد اللہ صاحب جلد ساز
٥٥۔ خواجہ محمد عبید اللہ صاحب
٥٦۔ قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی بی۔ اے۔ بی ٹی
٥٧۔ حکیم محمد عمر صاحب۔
٥٨۔ حاجی محمد فاضل صاحب
٥٩۔ محمد فقیر اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر
٦٠۔ محمد یامین صاحب
٦١۔ سید محمود عالم صاحب
٦٢۔ حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری
٦٤۔ پیر منظور حق صاحب
٦٥۔ حافظ ملک محمد صاحب
٦٦۔ مرزا نذیر علی صاحب
٦٧۔ نواب دین صاحب سقہ

ضمیمہ ب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام رض جو بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں

(ا) چاردیواری کے اندر

(١) حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ رض اُمّ المومنین نوّر اللہ مرقدہا (حرم محترم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

آپ خواجہ میر درد رح (دہلی) کی دختر نیک اختر سیدہ زینت النساء رح کی نسل سے تھیں۔ والدِ محترم کا نام حضرت میر ناصر نواب رض تھا۔

١٨٨٤ء میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقد میں آئیں۔ حضرت اقدس ع کو کثرت اولاد اور موعود اولاد دیئے جانے کا وعدہ آپ کے ذریعہ ہی پورا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ اور اِنَّكَ مَعِیْ وَاَهْلُكَ میں آپکو اپنی معیت کا وعدہ دیا۔ اور اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ میں آپکو دنیا میں جنت کی بشارت دیدی۔

آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی دعا رَبِّ زِدْنِیْ عُمُرِیْ وَفِیْ زَوْجِیْ زِیَادَةً خَارِقَ الْعَادَةِ (تذکرہ) کے مطابق لمبی عمر پائی۔ آپ حضرت اقدس ع کے بعد قریباً ٣٤ سال زندہ رہیں۔

آپ کا وجود جماعت کے لیے ایک تعویذ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہجرت کے بعد

آپ قادیان سے پاکستان تشریف لائیں اور کچھ عرصہ لاہور میں قیام پذیر رہنے کے بعد ربوہ میں مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی۔

آپ نے ۲۰ اپریل ۱۹۵۲ء ۱½ بجے شب ربوہ میں انتقال فرمایا اور ۲۲ اپریل کو حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھایا، اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپکو دفن کیا گیا۔

آپکی مختصر سیرت بزبان حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ :۔

(۱)۔ بہت صدقہ و خیرات کرنے والی، (۲) ہر چندہ میں شریک ہونے والی، (۳) اوّل وقت اور پوری توجہ اور انہماک سے پنجوقتہ نماز ادا کرنے والی، (۴) صحت اور قوت کے زمانہ میں تہجد کا التزام کرنے والی تھیں۔

۲۔ حضرت سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ رضؓ (اُمّ ناصر)

حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اصل نام رشیدہ بیگم تھا جو حضرت اُم المومنین رضؓ کی خواہش کے مطابق بدل دیا۔ آپ کا وجود خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان تھا۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بہو اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی حرم اوّل تھیں۔ حضرت اقدس ؑ کے کئی الہامات مثلاً تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّکَ وغیرہ آپکے ذریعہ پورے ہوئے۔

آپ کا رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تجویز فرمایا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں بمقام رڑکی آپ کا نکاح ہوا اور اگلے سال یعنی ۱۹۰۳ء میں بمقام آگرہ رخصتانہ ہوا۔

آپ عرصہ تک صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ رہیں۔ حضرت اُم المومنین کی وفات کے بعد احمدی مستورات کا مرکز اور حضور کے گھر کی رونق تھیں۔

اوّلین موصیوں میں سے تھیں۔ اپنے مقدس خاوند کی طرف سے موصول شدہ جیب خرچ سارے کا سارا چندہ میں دے دیتیں۔ ۱۹۱۳ء میں اپنے زیورات فروخت کرکے روزنامہ الفضل کے اجراء کا باعث ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپکی خدمت کی سعادت پائی۔

آپ مخلص و بزرگ صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضؓ کی بیٹی تھیں۔ جن کو ۳۱۳ صحابہ میں سے ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور حضور ؑ نے انہیں اپنی تالیفات میں تعریفی کلمات سے نوازا ہے۔

آپ بڑی سلجھی ہوئی طبیعت کی مالک، تقویٰ شعار، باوقار مخلص اور سلسلہ کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے والی خاتون تھیں اور سب روحانی جسمانی عزیزوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک رکھتی تھیں۔

۳۱ جولائی ۱۹۵۸ء کو ۶ بجے صبح کوہ مری میں وفات پائی۔ یکم اگست ۱۹۵۸ء کو سوا سات بجے صبح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپکو حضرت اُم المومنین رضؓ کے قریب دفن کیا گیا۔

۳۔ حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہ رضؓ (اُم داؤد)

آپ ایک مشہور بزرگ و صوفی احمد جان صاحب رضؓ لدھیانوی کی پوتی اور پیر منظور محمد صاحب رضؓ کی بیٹی تھیں۔ آپکی شادی الٰہی منشاء کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ کے ساتھ تجویز فرمائی تھی۔

مرحومہ نہایت علم دوست، سلیقہ شعار، صفائی پسند، وضع دار، متقی، متوکل اور فیض رسان تھیں آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا، اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ کئی بار عورتوں میں قرآن اور حدیث کا درس دیا۔ تقریر و تحریر میں عورتوں میں بیداری کا سامان پیدا کیا۔ سالہا سال تک نائب صدر لجنہ کی حیثیت سے عورتوں کی تنظیم میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عورتوں کی رہائش اور خوراک کا انتظام آپ ہی فرمایا کرتی تھیں۔ صحابیہ اور موصیہ ہونے کے علاوہ صاحبِ رؤیا و کشوف تھیں۔

آپنے ۸ ستمبر ۱۹۵۳ء بروز منگل لاہور میں جہاں آپ بغرض علاج مقیم تھیں وفات پائی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور آپکو بہشتی مقبرہ کے احاطۂ مزار مبارک حضرت اُمّ المومنین رضؓ میں دفن کیا گیا۔

۴۔ حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ رضؓ (اماں جی صاحبہ) حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ

مشہور ولی اللہ و صوفی احمد جان صاحب رحؒ لدھیانوی کی صاحبزادی تھیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعویٰ سے قبل شناخت کرکے فرمایا تھا ؎

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر   تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپکو خود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ جیسی ہستی کے لئے منتخب فرمایا۔ آپکو یہ امتیاز حاصل تھا کہ حضرت اقدسؑ کی بیعت کرنیوالی عورتوں میں سے اوّل نمبر پر تھیں۔

جماعت کی پہلی مضمون نگار تھیں۔ جنہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے الحکم میں مضامین لکھنے شروع کئے۔ طب میں کافی دسترس حاصل تھی۔ نہایت

شفیق، مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔

شادی کے بعد حضور علیہ السلام نے آپکو اپنے ہی گھر میں ٹھیرایا تھا خود برات میں شمولیت اختیار فرمائی۔ ۱۸۸۹ء میں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی زوجیت میں آئیں۔ ۵/۶ اگست ۱۹۵۵ء کی درمیانی شب ساڑھے بارہ بجے قریباً ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ان دنوں بغرض علاج یورپ میں مقیم تھے اس لئے جنازہ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھایا۔ اور احاطہ مزار مبارک حضرت اماں جان رضؓ میں مدفون ہوئیں۔

۵۔ مولوی عبدالسلام صاحب عمر رضؓ ابن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام عبدالسلام تجویز فرمایا۔

آپنے علی گڑھ سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو ذیابطیس کیوجہ سے میو ہسپتال لاہور میں داخل ہوئے۔ ۲۴/۲۵ مارچ ۱۹۵۶ء کو ۱½ بجے شب کے قریب ہسپتال میں وفات پائی۔ ۲۵ مارچ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپکو احاطۂ مزار مبارک حضرت اُمّ المومنین رضؓ میں دفن کیا گیا۔

مرحوم بہت خلیق اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کا جوش رکھنے والے تھے۔ خدا پرستی، غیرت دینی اور حمیتِ اسلامی کا نمونہ، ایک باوضع انسان اور بامروت دوست تھے سادہ اور درویشانہ طبیعت رکھنے کے ساتھ ساتھ نہایت شگفتہ مزاج بھی تھے۔ کسی کی دل آزاری پسند نہ کرتے تھے۔

۶۔ حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضؓ ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضؓ

حضرت نواب صاحب رضؓ کو ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دامادی کا فخر حاصل تھا تو دوسری طرف آپکے والد بزرگوار حضرت نواب محمد علیخان صاحب رضؓ کو بھی حضورؑ سے شرفِ مصاہرت حاصل تھا۔ گویا صہر و نسب دونوں لحاظ سے آپ کا مقام بلند تھا۔

آپ یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو حضرت نواب صاحب رضؓ کی زوجۂ اولیٰ مہر النساء صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ مشرقی پنجاب کی سابق ریاست مالیر کوٹلہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

جون ۱۹۱۵ء میں حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ اور ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء کو رخصتانہ ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور میں آپنے ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کا منصب سنبھالا اور ۸ فروری ۱۹۴۹ء تک جبکہ آپ پر دل کی بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ یہ منصب عالی آپکے پاس رہا۔

آپ قریباً ۱۲½ سال تک صاحب فراش رہے۔ ۶۵ سال ۹ ماہ کی عمر میں ۱۸ ستمبر ۱۹۶۱ء بروز دوشنبہ بوقت قریب ۸½ بجے صبح لاہور میں وفات پائی آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا، اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے آپ کی نماز جنازہ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۱ء بوقت ۹ بجے صبح پڑھائی۔ جس کے بعد آپکو احاطۂ

مزار حضرت اماں جان رضؓ میں دفن کیا گیا۔

۷۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر فرزند تھے اور ان پانچ بچوں میں ایک تھے جن کے متعلق حضورؑ نے فرمایا تھا ؎

یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

آپ ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو حضرت اُم المومنین نصرت جہان بیگم رضؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپکی ولادت کی بشارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "انوار الاسلام" میں درج فرمائی۔ اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر آپ نے "ضیاء الحق" میں فرمایا ہے۔ آپکی ذات والاصفات سے متعلق حضورؑ کو کئی الہامات ہوئے آپ جسمانی لحاظ سے اور پھر اخلاقی و روحانی لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص مشابہت رکھتے تھے۔

آپ کا علم نہایت ٹھوس تھا۔ کئی سال تک ٹیریٹوریل فورس میں رہے۔ قادیان میں کئی نظارتوں میں بطور ناظر آپکو خدمتِ دین کا موقعہ ملا۔ قیام پاکستان کے بعد ناظر اصلاح وارشاد رہے۔

آپکی شادی محترمہ بُو زینب بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضؓ سے ہوئی۔ نکاح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہو گیا تھا۔ رخصتانہ خلافتِ اولیٰ میں ۹ مئی ۱۹۰۹ء کو ہوا۔

۶۶½ سال کی عمر میں ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو بروز شنبہ بوقت ۸ بجے صبح جلسہ سالانہ کے افتتاح سے تھوڑی دیر قبل وفات پائی۔ اور اسی دن سہ پہر کو

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضؓ

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی اقتداء میں ہزاروں احمدیوں نے نماز جنازہ پڑھی - اور آپکو حضرت اماں جان رضؓ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق رکھنے والی بعض اور بزرگ ہستیاں

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضؓ آپ نہایت پاک باطن بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انکے صدق و وفا کو دیکھ کر انکی صاحبزادی کا رشتہ اپنے لختِ جگر کے لئے مانگا اور اس طرح اُس مصلح موعود کا خسر ہونے کا فخر حاصل ہوا جسے حضورؑ کے الہام میں خدا تعالیٰ نے حضور کا نظیر قرار دیا تھا۔

حضرت سید ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب اپنے تقویٰ و طہارت کیوجہ سے جماعت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ انکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خاندان میں شامل فرمایا اور حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب رضؓ سے نہایت چھوٹی عمر میں انکی صاحبزادی کا رشتہ کیا اور صاحبزادہ صاحب موصوف کی وفات کے بعد حضرت اقدسؑ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ رشتہ ہمارے ہی گھر میں رہنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی اس خواہش کی تعمیل میں اس جگہ اپنی تیسری شادی کی - اور خدا تعالیٰ نے اس تعلق کو ہر لحاظ سے بابرکت بنایا ؂

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب رضؓ

سول سرجن

حضرت مولانا عبدالماجد صاحبؓ مونگھیری آپ مونگھیر کے ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے ہندوستان کے مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ احمدیت کے فدائی تھے۔ ایک لمبا عرصہ محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔ آپکو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحبؓ آف جدہ جماعت کے مقتدر اصحاب میں سے تھے۔ آپکو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت سیٹھ صاحبؓ کو خدا تعالیٰ نے مالی خدمت کرنے کا بڑا موقعہ عطا فرمایا۔ ایک دفعہ ۱۷ ہزار روپے کی رقم یکمشت پیش کی۔ کئی ابتلاء آئے مگر آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ دین کے لئے انکی طبیعت میں بڑی غیرت تھی۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۵۵ء کو ربوہ میں بعمر ۸۵ سال انتقال فرمایا۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ آپ حضرت اُمّ المومنینؓ کے سگے بھائی تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپکو علم الابدان اور علم الادیان دونو نعمتوں سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت قریب سے دیکھا۔ اور جس طرح حضورؑ کو آپ نے دیکھا اس طرح بہت کم نے دیکھا ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے آپکی نسبت فرمایا کہ:-

"انکے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت بلکہ عشق خاص طور پر پایا جاتا ہے۔ اس محبت کی وجہ سے روحانیت کا ایک خاص رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ ...... اور مَیں امید کرتا ہوں کہ اس تعلق کی وجہ سے جو برکات ان پر نازل ہونگی، ان کے اور جماعت

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضؓ

کے لئے بہت مفید ثابت ہونگی۔"

آپکو بھی سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا خسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت سید حافظ عزیز اللہ شاہ صاحب رضؓ } آپ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضؓ کے خلف الرشید تھے۔ محکمہ جنگلات میں ملازم رہے اور ملازمت کے دوران میں ہی آپ نے رحلت فرمائی۔ آپکی ایک صاحبزادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عقد میں ہیں۔ آپ نہایت مخلص اور پاک باطن بزرگ تھے۔ صاحب الہام و کشوف صحابی تھے حضور آپ سے قرآن کریم سن کر انتہائی مسرت کا اظہار فرماتے۔

(١١) قطعۂ خاص میں مدفون صحابہ رضؓ

١۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضؓ رانجھا قادیان حال ربوہ } آپ ٢٤ نومبر ١٨٧٥ء کو ادرحمہ ضلع سرگودہا میں پیدا ہوئے۔ ١٨٩٧ء میں دستی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے۔ ١٩٠٢ء میں گریجوایٹ ہوئے۔ ١٣ نومبر ١٩٤٧ء بروز جمعرات میو ہسپتال لاہور میں وفات پائی۔

مرحوم نہایت پاکباز، بے نفس اور فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔ انگریزی زبان کے بڑے ماہر تھے۔ قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کے نگران رہے۔ آپ ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں چار سال انگلستان میں بھی مقیم رہے۔ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب قادیان میں کالج کھلا تو اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

ریویو آف ریلیجنز (انگریزی و اردو) کے ایک عرصہ تک ایڈیٹر رہے۔

حافظ سید عزیز اللہ شاہ صاحب رض ←

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رض سول سرجن   حضرت سیٹھ ابوبکر صاحب رض آف جدہ

متعدد نظارتوں میں کام کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی غیر حاضری میں اکثر قادیان کے مقامی امیر مقرر ہوتے رہے۔ آپ تقویٰ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ اور صاحبِ کشف و رؤیاء بزرگ تھے۔

۲۔ حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب رض مبلغ ماریشس، قادیان حال لاہور } آپ کا وطن شیخوپورہ تھا۔ بچپن میں ہی احمدیت قبول کی۔ ۳۱۳ میں شمولیت کا فخر حاصل تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتی طور پر خدمات بجالانے کا موقعہ ملا۔

حضرت اقدسؑ کی تحریک کی تعمیل میں بڑی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ تلاوت کا نہایت شوق تھا۔ اور قرآن کریم میں سے آیات کا حوالہ نکالنے میں کمال حاصل تھا۔ کئی سال تک اپنے محلہ کے پریذیڈنٹ رہے۔

خلافتِ ثانیہ میں جزیرہ ماریشس میں سب سے پہلے آپ نے مشن کھولا اور بارہ سال تک وہاں اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ سیلون میں بھی مبلغ رہے۔ اس کے بعد ریٹائرمنٹ تک ہائی سکول میں بطور ٹیچر کام کیا۔

$\frac{16}{17}$ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ۱۲ بجے کے قریب لاہور میں وفات پائی۔

۳۔ حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحب رض گوہر سابق ناظر اعلیٰ قادیان حال لاہور } حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی اور جماعت کے مقتدر اصحاب میں سے تھے۔ ساری عمر سلسلہ کی خدمت میں بسر کی۔ ایک لمبا عرصہ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ اور پھر سیکرٹری تجارت و تبلیغ بیرون ہند رہے۔

۱۹۲۴ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سفر لندن میں شرکت کا فخر حاصل ہوا۔

آپ رامپور کے نہایت ممتاز خاندان کے فرد اور مشہور سیاسی لیڈران
علی برادران کے بڑے بھائی تھے۔ ۲۶ر فروری ۱۹۵۶ء بروز جمعہ بوقت ۶½ بجے
شام لاہور میں انتقال فرمایا۔ اس وقت آپکی عمر ۸۵ سال تھی۔

۴۔ حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحبؓ آف جدہ۔ قادیان حال لاہور۔
آپ کا ذکر گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

۵۔ الحاج حضرت مولوی عبدالرحیم صاحبؓ نیر مبلغ افریقہ۔ آپ نے طویل علالت کے بعد ۱۷ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو
۷½ بجے صبح گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ آپ قادیان میں ایک عرصہ تک تعلیم الاسلام
ہائی سکول میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۲۰ء میں تبلیغ کے سلسلہ میں انگلستان بھیجے گئے ایک
سال کے بعد آپکو افریقہ بھیجا گیا جہاں آپکی تبلیغ سے ہزارہا افریقن مسلمان ہوئے۔
آپ افریقہ کے پہلے مشنری ہیں جنہوں نے وہاں مشن قائم کیا۔ اس جگہ چند
سال کام کرنے کے بعد صحت کی خرابی کی بناء پر ۱۹۲۴ء میں واپس بلالئے گئے۔ کچھ
عرصہ آپ نظارت دعوت و تبلیغ کے کام پر مقرر ہوئے۔ بعد میں آپکو بھوپال اور حیدرآباد
تبلیغ کے لئے بھیجا گیا۔ لینن گراڈ کے ذریعہ سب سے پہلے آپنے اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچایا۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر خیر جب بھی فرماتے آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجاتیں
اور سننے والوں پر بھی رقت کا عالم طاری ہوجاتا۔ سلسلہ کے نہایت شیدائی بزرگ تھے۔

۶۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحبؓ درد ایم اے سابق ناظر امور خارجہ قادیان۔ حال ربوہ۔ آپ ۱۹ر جون ۱۸۹۴ء بمقام لدھیانہ
پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ مسجد احمدیہ لندن کے دو دفعہ امام مقرر ہوئے۔

دس سال تک آپکو بیرونی ممالک میں تبلیغ کا شرف حاصل ہوا۔ ایک لمبے عرصہ تک
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ ناظر تعلیم و تربیت
ناظر امور عامہ و خارجہ کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی)
عرصہ تک ایڈیٹ کیا۔ متعدد انگریزی و اردو کتب کے مصنف تھے۔ جن میں لائف
آف احمدؑ، مسلمان کی بلند شان، اسلامی خلافت شامل ہیں۔
۷ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو دفتر میں کام کرتے ہوئے ضعف قلب کا دورہ ہوا۔
اور اسی دن سوا دو بجے دن قریباً ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور ۸ر دسمبر کو
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۷۔ حضرت نواب محمد دین صاحبؓ باجوہ۔ ۲۷ر اکتوبر ۱۸۶۹ء کو بمقام
تلونڈی عنایت خان ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام چوہدری
صوبے خان صاحب تھا جو ۴۸ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ حضرت نواب صاحب
اور آپکے بہن بھائیوں کی پرورش آپکی والدہ حضرت بہشت بی بی صاحبہؓ نے کی جو
صحابیہ ہونے کے علاوہ نہایت ہی بزرگ اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ انہی کی
اولوالعزمی، سلیقہ شعاری اور حسن تربیت کی وجہ سے آپ سب بہن بھائیوں کو
"بہشت بی بی کی اولاد" کہا جاتا ہے۔ ۱۶ر دسمبر ۱۹۱۶ء کو وفات پائی اور مقبرہ
بہشتی قادیان میں دفن ہوئیں۔
حضرت نواب صاحبؓ نے نائب تحصیلدار کی حیثیت سے ملازمت شروع
کی، اور ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد مختلف ریاستوں میں وزیر
رہے اور کونسل آف سٹیٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں خان بہادر

کا خطاب ملا۔

آپ نہایت مخیّر، باکمال اور صاحبِ کشف و رؤیاء بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ شروع سے ہی حُسنِ ظن تھا، اور اپنے بیٹوں کو بیعت کی اجازت دے دی تھی لیکن خود ۱۹۲۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

حضرت نواب صاحبؓ کے احمدی ہونے میں آپکے چھوٹے بھائیوں حضرت چوہدری محمد حسین صاحبؓ وغیرہ کے تقویٰ و طہارت کا بہت دخل تھا۔ آپ کا انتقال ۵؍ جولائی ۱۹۶۹ء کو ہوا۔

۸؍ حضرت مفتی محمدؐ صادق صاحبؓ ربوہ۔

آپ ۱۳؍ فروری ۱۸۷۲ء کو بھیرہ ضلع سرگودہا میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۰ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ قادیان میں ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۴ء تک اخبار بدر کو ایڈیٹ کرتے رہے۔ ۱۹۱۷ء میں تبلیغ کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے امریکہ میں نیا مشن قائم کیا۔ صدر انجمن احمدیہ کے پہلے ناظر امور خارجہ تھے بعد میں نظارتِ امورِ عامہ میں بھی کام کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی غیر حاضری میں امام الصلوٰۃ اور خطیب مقرر ہوتے رہے۔ غیر مسلم لوگوں میں تبلیغ کا نہایت شوق تھا۔

آپکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت تھی۔ حضورؑ نے اپنی زندگی میں آپکو 'محبِ صادق'، 'مخلص دوست'، 'لائق و صالح ایڈیٹر' اور سلسلہ کا برگزیدہ رکن کے جلیل القدر خطابات سے نوازا۔

آپ انگریزی، فارسی، عربی اور عبرانی کے عالم تھے۔ آپنے ۸۵ سال کی عمر میں ۱۳؍ جنوری ۱۹۵۷ء کو بروز اتوار صبح کے وقت وفات پائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مسجد مبارک سے بہشتی مقبرہ تک نعش کو کندھا دیا۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنّف اور صاحبِ کشف و رؤیا بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکرِ خیر آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔[1]

۹۔ حضرت ڈاکٹر سیّد غلام غوث صاحبؓ ربوہ

آپنے لاہور میں ۱۹؍ فروری ۱۹۵۷ء کو بعمر ۸۸ سال وفات پائی۔ معالجِ حیوانات کے طور پر شرقی افریقہ اور پھر ہندوستان میں سرکاری ملازمت کی۔ ۱۹۲۸ء میں ریٹائر ہو کر قادیان آگئے اور ہجرت کے بعد ربوہ تشریف لائے۔

آپنے ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی۔ آپ نہایت دعاگو بزرگ تھے۔ ۲۰؍ فروری کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قطعہ خاص میں دفن ہوئے۔

۱۰۔ حضرت بھائی چوہدری عبدالرحیم صاحبؓ قادیانی،

۱۸۹۴ء میں ۲۱ سال کی عمر میں سکھ مذہب سے اسلام قبول کیا۔ ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ صاحبِ کشف و رؤیاء بزرگ تھے۔ آپ ۳۱۳ میں سے تھے۔ ہائی سکول قادیان میں عرصہ تک بطور مدرس کام کیا۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۲ء تک آپ نے قادیان میں درویشی کی زندگی بسر کی۔ ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کی رخصت کے دنوں میں بالعموم آپ قائم مقام ناظر اعلیٰ کے

---

[1] مکرم مولوی مبشر احمد صاحب راہیکی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مفتی صاحبؓ نے ایک دفعہ فرمایا۔ "مجھے الہاماً بتایا گیا ہے کہ ربوہ بلدۃ الامین ہے۔"

حضرت چوہدری غلام حسن صاحب رض سفید پوش

فرائض سرانجام دیتے۔

۱۰ر جولائی ۱۹۵۷ء کو بروز عید بوقت ۹½ صبح بعمر ۸۴ سال وفات پائی۔
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ نے اَلذِّکر نامی کتاب اسمائے الٰہی پر لکھی تھی جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ صفاتِ الٰہیہ پر تدبّر اور ذکر الٰہی کا مشغلہ آپکی روح کی غذا تھی۔

۱۱۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب رض سیال ایم۔اے۔ سابق ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ
آپ ۱۸۸۷ء میں جوڑہ کلاں (لاہور) میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۹ء میں قادیان
آکر بیعت کی۔ دسویں جماعت تک تعلیم قادیان میں حاصل کی اور گورنمنٹ کالج لاہور سے
بی۔اے اور علیگڑھ یونیورسٹی سے ایم۔اے پاس کیا۔

آپ نے ۱۹۰۷ء میں خدمتِ دین کے لیے زندگی وقف کی۔ ۱۹۱۳ء میں انگلستان
میں تبلیغی مشن قائم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
سفرِ انگلستان کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں آپ ناظر اصلاح و ارشاد مقرر ہوئے اور
وفات تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔ ملکانہ تحریک کے دوران اس علاقہ میں تبلیغی مہم کی قیادت
آپکے سپرد تھی۔

۲۸ر فروری ۱۹۶۰ء کو ۹½ بجے صبح ربوہ میں وفات پائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد
صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۲۔ حضرت چوہدری غلام حسن صاحب رض سفید پوش، چک ۱۰۵ ج۔ب علی آباد ضلع لائلپور
آپ نصف آمد سے زیادہ چندہ ادا کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی جائداد کی وصیت بھی ادا کردی ہوئی
تھی۔ آپ حضرت نواب محمد دین صاحب باجوہ رض کے چھوٹے بھائی تھے۔ ۱۸۷۸ء میں
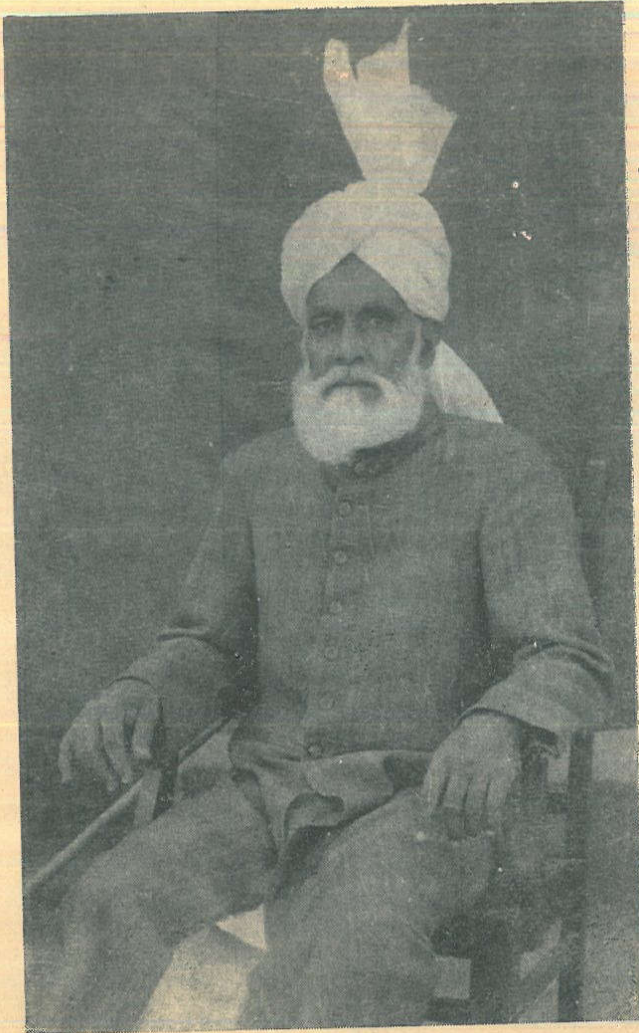
پیدا ہوئے۔ بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۸ء میں داخلِ سلسلہ ہوئے۔ ذریعۂ معاش زمینداره تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔ نہایت یکرنگ، بیحد نیاز مند اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ خلافت کے ساتھ آپکی وابستگی عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ آپکی وفات ۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو ہوئی اور ربوہ میں دفن ہوئے۔ غرباء کی امداد آپکا محبوب مشغلہ تھا۔

۱۳۔ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ موجد قاعدہ یسرنا القرآن قادیان حال ربوہ

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کے دوسرے صاحبزادے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے برادر نسبتی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضورؑ کی اکثر کتب کے پہلے ایڈیشن آپکے ہی ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچوں کے اتالیق بھی رہے۔ قاعدہ یسرنا القرآن کے موجد تھے۔ نہایت زندہ دل تھے۔ اور مزاج میں تصوف بہت غالب تھا۔ حضورؑ نے اپنی مشہور نظم "آمین" میں آپکے لئے خاص طور پر دعا کی ہے۔

۲۱ جون ۱۹۵۰ء کو ۸۴ سال کی عمر میں چنیوٹ میں وفات پائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

۱۴۔ حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ قادیان۔ حال ربوہ

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک کی خدمت بجالانے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ حضورؑ نے اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں آپکے متعلق تحریر فرمایا ہے:-

"وہ مادہ انمیں پایا جاتا ہے۔ جو ترقی کرتا کرتا فانیوں کی جماعت میں انسان کو داخل کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ روحانی غذاؤں سے انکو حصۂ وافر

حضرت چوہدری غلام سرور صاحب رضؓ باجوہ

بخشے اور اپنے عاشقانہ ذوق و شوق سے سرمست کرے۔ آمین ثم آمین"

آپ نے ۸۶ سال کی عمر میں ۷ رجنوری ۱۹۵۱ء کو انتقال فرمایا۔ "انعامات خداوند کریم" آپ کی نہایت روح پرور تصنیف ہے۔

۱۵۔ پروفیسر حضرت مولوی علی احمد صاحب رضؓ بھاگلپوری، ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے داماد میاں عبدالرحیم احمد صاحب کے والد تھے۔ اور انہی کے پاس ربوہ میں مقیم تھے کہ ۲۲ رجون ۱۹۵۷ء کو بروز ہفتہ ۸۰ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ ۲۳ رجون کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ نے بچپن میں ہی احمدیت قبول کی، اس کی وجہ سے بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ ثابت قدم رہے۔ وفات سے قبل کچھ سال تک جامعۃ المبشرین کے پروفیسر بھی رہے۔ آپ نہایت باصفا اور متقی بزرگ تھے۔

۱۶۔ حضرت چوہدری غلام سرور صاحب رضؓ باجوہ۔

آپ حضرت نواب محمد دین صاحب باجوہ رضؓ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ آپکی ولادت ۱۸۸۶ء میں ہوئی۔ ۱۸۹۷ء میں بذریعہ خط بیعت کی اور ۱۹۰۲ء میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت سے مشرف ہوئے۔ نہایت باغ و بہار طبیعت کے آدمی تھے۔ دعاؤں میں بہت شغف تھا اور دینی مسائل پر خوب عبور حاصل تھا۔ اور حضور رضؓ کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور خلافت کے ساتھ وابستگی آپکے کردار کا طرۂ امتیاز تھا۔ غرباء و یتامیٰ اور بیوگان کی مستقل طور پر مدد کرنا عمر بھر آپکا شعار رہا۔ آپکی وفات ۱۷ رجون ۱۹۶۲ء کو ہوئی۔

قطعہ خاص میں مدفون

۱۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی
۲۔ سید محمد اشرف صاحب
۳۔ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ لاہور۔
۴۔ حافظ احمد دین صاحب ڈنگہ ضلع گجرات
۵۔ ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی حال راولپنڈی۔
۶۔ مولوی سکندر علی صاحب بھینی بانگر حال چک نمبر ۲۱ ج ب
۷۔ چوہدری باغ دین صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ و نمبردار سفید پوش چک نمبر ۱۱۷
۸۔ مولوی غلام رسول صاحب بد ملہی
۹۔ حضرت حکیم مولوی قطب الدین صاحب قادیان۔ حال راولپنڈی
۱۰۔ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری، قادیان
۱۱۔ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور،
۱۲۔ قاضی محبوب عالم صاحب لاہور
۱۳۔ چوہدری غلام حسن صاحب اراضی یعقوب سیالکوٹ۔
۱۴۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجرات
۱۵۔ ماسٹر خیر الدین صاحب قادیان حال سیالکوٹ
۱۶۔ مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی، لاہور
۱۷۔ میاں احمد دین صاحب ڈنگوی۔ ربوہ
۱۸۔ چوہدری اللہ بخش صاحب سٹیم پریس والے قادیان۔ حال لاہور
۱۹۔ چوہدری غلام حسین صاحب نمبردار سیالکوٹ
۲۰۔ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) قادیان حال بھلوال
۲۱۔ بابا محمد حسن صاحب قادیان حال چنیوٹ

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب رض بوتالوی

ماسٹر آسان صاحب رض دہلوی

٢٢ - سید حافظ محمود اللہ شاہ صاحب ربوہ

٢٣ - میجر ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب قادیان حال سیالکوٹ

٢٤ - قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان حال ربوہ

٢٥ - میاں احمد دین صاحب زرگر (قادیان) ربوہ

٢٦ - مولوی عبداللہ صاحب رضوان افریقہ

٢٧ - ملک مولا بخش صاحب ناظم جائداد قادیان

٢٨ - چوہدری عبداللہ خانصاحب بہلول پور چک ١٢٧، لائلپور

٢٩ - الحاج حکیم فضل الرحمن صاحب فیض اللہ چک حال ربوہ

٣٠ - ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر قادیان

٣١ - صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگالی ایم اے (قادیان) ربوہ

٣٢ - مرزا مہتاب بیگ صاحب ربوہ

٣٣ - ملک محمد صادق صاحب جہلمی ربوہ

٣٤ - حافظ عنایت اللہ صاحب ربوہ

٣٥ - مولوی رحمت علی صاحب مبلغ انڈونیشیا ربوہ۔

٣٦ - قریشی محمد شفیع صاحب بھیرہ ثم میانوالی

٣٧ - حکیم سید عبدالغنی صاحب منٹگمری

٣٨ - بابو تقیر علی صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر احمد نگر

٣٩ - مفتی فضل احمد صاحب بھیروی

٤٠ - چوہدری غلام محمد صاحب پوہلا مہاراں ضلع سیالکوٹ

٤١ - ڈاکٹر بدرالدین صاحب ربوہ

٤٢ - چوہدری ددھاوے خانصاحب جھنگ

٤٣ - منشی نور محمد صاحب ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ کوئٹہ۔

٤٤ - چوہدری فیض علی صاحب نوشہرہ درکاں

٤٥ - شیخ رحمت اللہ صاحب سیالکوٹ

٤٦ - شیخ محمد نصیب صاحب خانقاہ ڈوگراں

٤٧ - مولوی غلام رسول صاحب افغان ننکانہ صاحب

٤٨ - عبدالغفار صاحب جراح - لاہور

٤٩ - سید محمد اسمٰعیل صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ - ربوہ
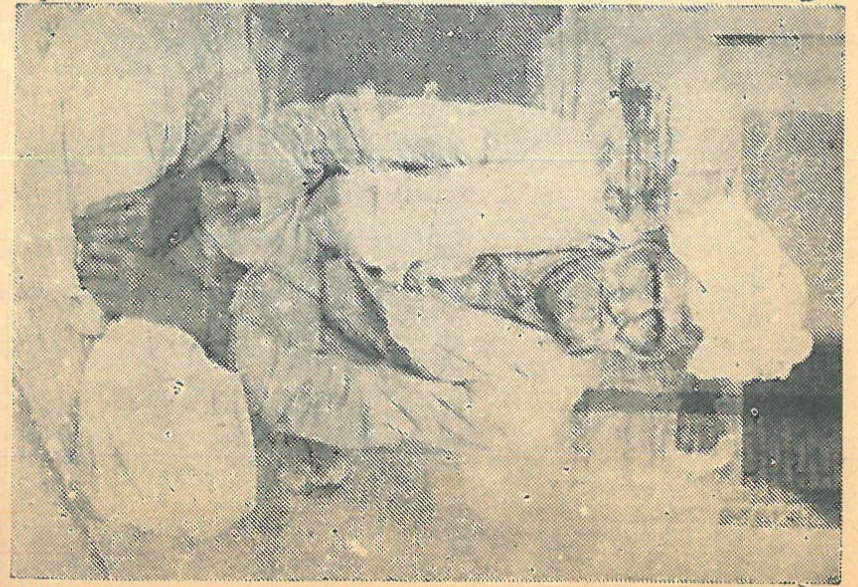
۵۰- حافظ سید عبد الرحمٰن صاحب بٹالوی، لاہور

۵۱- خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال - ربوہ

۵۲- چوہدری عبد اللہ خانصاحب امیر جماعت کراچی

۵۳- میاں عظیم اللہ صاحب آف فیض اللہ چک - منٹگمری

۵۴- چوہدری برکت علی خانصاحب وکیل المال تحریک جدید، ربوہ

۵۵- ماسٹر محمد علی خانصاحب اشرف چنیوٹ

۵۶- میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی، ربوہ

۵۷- سردار کرم داد خانصاحب، ربوہ

۵۸- میاں چراغ دین صاحب ربوہ

۵۹- حافظ عبد العزیز صاحب جلالپور سرگودھا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ ذرہ نوازی حسب ذیل بزرگوں کو دین کی مخلصانہ خدمات کی بناء پر باوجود صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں سے نہ ہونے کے قطعہ خاص میں دفن کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۱- ملک عبد الرحمٰن صاحب رضؓ خادم گجرات

۲- مولوی عبید اللہ صاحب رضوان آف افریقہ متعلم جامعہ احمدیہ

۳- حضرت نواب محمد دین صاحب رضؓ

۴- حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب رضؓ

شیخ کرم بخش صاحب کوئٹہ

حضرت چوہدری برکت علی خانصاحب ←

ضمیمہ

فہرست نصب شدہ ٹیلیفون

ربوہ ایکسچینج

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ۵۱

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے ۶۸

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بی اے ۴۴

صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایم بی بی ایس ۵۵

صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب ۵۳

نواب زادہ میاں محمد احمد خان صاحب ۵۴

میر داؤد احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی، شاہد ۷۴

میاں عبد الرحیم احمد صاحب (فضل عمر ٹرانسپورٹ کمپنی) ۷۸

صدر انجمن احمدیہ

صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ ۴۵ — افسر صاحب جلسہ سالانہ ۷۵

ناظر صاحب اعلیٰ ۵۰ — چیف میڈیکل افسر صاحب فضل عمر ہسپتال ۶۱

" امور عامہ ۵۹

" اصلاح وارشاد ۷۶ — پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ۵۷

" بیت المال ۴۱ — افسر صاحب امانت ۴۰

مینیجر صاحب روزنامہ الفضل ۴۹ — افسر صاحب ضیافت ۷۹

تحریک جدید

وکیل الاعلیٰ صاحب ۶۳۔ وکیل التجارت صاحب ۶۲۔ وکیل المال صاحب ۷۲

وکیل التبشیر صاحب ۷۳۔ وکیل الزراعت صاحب ۴۶۔ فضل عمر ریسرچ ۷۷

تعلیمی ادارہ جات

پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج ۶۵ — پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ ۷۱

دفتر " " ۶۵ اے — ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول ۶۴

پرنسپل صاحبہ جامعہ نصرت ۴۳ — فضل عمر ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج ۶۶

متفرق

انصار اللہ مرکزیہ ۶۰، خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۴۸، لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ۶۹

ایم این سنڈیکیٹ ۵۸، طارق ٹرانسپورٹ ۶۷، ٹیلیفون ایکسچینج ۷۰

ڈاک خانہ ۴۲، میونسپل کمیٹی ۴۷، الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ۸۱

ضمیمہ

فہرست دوکانداران و پیشہ وران

ڈاکٹر :-

ایلوپیتھی ،	کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ایم سی	گول بازار
	ظہور احمد صاحب - دار غفل میڈیکل	غلہ منڈی
	محمد احمد صاحب فاروقی فرید آبادی - تغذیہ میڈیکل ہال	"
	عبد الرحمٰن صاحب - دار الشفاء	"
	ڈاکٹر سردار علی صاحب	دار الرحمت شرقی
	عبد العزیز صاحب - قریشی کا انگریزی دواخانہ	" وسطی
	محمد شریف صاحب - دندان ساز	" شرقی
	ڈاکٹر پیرزادہ گل حسن صاحب	فیکٹری ایریا
ہومیوپیتھی ،	راجہ ہومیو اینڈ بکیمیکل	غلہ منڈی
	قاضی منصور احمد صاحب بھٹی	"
	مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب (کوارٹرز تحریک جدید)	
	عزیز احمد صاحب	غلہ منڈی
حیوانات ،	ڈاکٹر خیر الدین صاحب	گولبازار
	ڈاکٹر عبد الستار صاحب	فیکٹری ایریا

انگریزی دوا فروش :-

الکیمسٹ (قریشی محمد شفیع صاحب) گولبازار :- بٹ میڈیکل سٹور (گولبازار)

یونانی دواخانے :- فوٹوگرافر :- نظام فوٹوگرافر - اختر فوٹو سٹوڈیو (گولبازار)

خدمت خلق دواخانہ (گولبازار) - ناصر دواخانہ (گولبازار) رحمت دواخانہ (گولبازار) - المنار (گولبازار) - خورشید یونانی دواخانہ (گولبازار) دواخانہ حکیم رحمت اللہ صاحب (غلہ منڈی) - ایجنسی طبیہ عجائب گھر میسرز افضل برادرز (گولبازار) - ایجنسی دواخانہ رفیق حیات ناصر دواخانہ (گولبازار)

کتب فروش :- احمدیہ دواخانہ (دار الرحمت وسطی) - الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ (گولبازار) - آر پیکیو (گولبازار) مکتبۃ الفرقان (")

بوٹ فروش :- رشید بوٹ ہاؤس (") - احمدیہ ماڈرن سٹور (")

لوہے کے سامان کی دکان :- مجید آئرن سٹور (") علی حبیب سٹورز (غلہ منڈی) ٹھیکیدار عبد الحق

ایجنسی اخبارات :- رشید بوٹ ہاؤس (گولبازار) - "الفضل" ملک جی برادرز (گولبازار)

جنرل سٹورز :- نوید سٹور (گولبازار) - افضل برادرز (گولبازار) - احمدیہ ماڈرن سٹور (گولبازار) - ملک جی برادرز (گولبازار) - دار الخیر (غلہ منڈی) احمدیہ فیورٹ سٹور (گولبازار) - پبلک کارنر (گولبازار) - حمید جنرل سٹورز (غلہ منڈی) - بشیر جنرل سٹور (گولبازار) - کوثر جنرل سٹورز (گولبازار) مون لائٹ جنرل سٹورز (گولبازار) - قاضی برادرز (گولبازار) زنانہ سٹور لجنہ اماء اللہ (دار الصدر شرقی) سید جنرل سٹورز (دار الرحمت وسطی)

بزاز :- مرزا نذیر احمد صاحب (گولبازار) - قاضی محمد یوسف صاحب (گولبازار) حبیب کلاتھ ہاؤس (") - جدید کلاتھ ہاؤس (") باجوہ کلاتھ ہاؤس (") -

ضمیمہ

فہرست دکانداران و پیشہ وران

ڈاکٹر:-

ایلوپیتھی، کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ایم بی — گول بازار
ظہور احمد صاحب — دار الفضل میڈیکل ہال — غلہ منڈی
محمد احمد صاحب فاروقی فرید آبادی۔ تغاء میڈیکل ہال — ״
عبد الرحمٰن صاحب — دار الشفاء — ״
ڈاکٹر سردار علی صاحب — دار الرحمت شرقی
عبد العزیز صاحب — قریشی کا انگریزی دوا خانہ — ״ وسطی
محمد شریف صاحب — دندان ساز — ״ شرقی
ڈاکٹر پیرزادہ گل حسن صاحب — فیکٹری ایریا

(حاشیہ: ... طارق ... غلہ منڈی)

ہومیوپیتھی، راجہ ہومیو اینڈ یکیتی — غلہ منڈی
قاضی منصور احمد صاحب بھٹی — ״
مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب (کوارٹرز تحریک جدید)
عزیز احمد صاحب — غلہ منڈی

حیوانات، ڈاکٹر خیر الدین صاحب — گولبازار
ڈاکٹر عبد الستار صاحب — فیکٹری ایریا

انگریزی دوا فروش:-

الکیمسٹ (قریشی محمد شفیع صاحب) گولبازار: پٹ میڈیکل سٹور (گولبازار)

فوٹوگرافر:- نظام فوٹوگرافر - اختر فوٹو سٹوڈیو (گولبازار)

یونانی دواخانے:-

خدمتِ خلق دواخانہ (گولبازار) - ناصر دواخانہ (گولبازار) رحمت دواخانہ (گولبازار) - المنار (گولبازار) - خورشید یونانی دواخانہ (گولبازار) دواخانہ حکیم رحمت اللہ صاحب (غلہ منڈی) - ایجنسی طبیہ عجائب گھر میسرز افضل برادرز (گولبازار) - ایجنسی دواخانہ رفیق حیات ناصر دواخانہ (گولبازار)

کتب فروش:-

احمدیہ دواخانہ (دار الرحمت وسطی) - الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ (گولبازار) - آر سپکیو (گولبازار) مکتبۃ الفرقان (״)

بوٹ فروش:-

رشید بوٹ ہاؤس (״) - احمدیہ ماڈرن سٹور (״)

لوہے کے سامان کی دکان:-

مجید آئرن سٹور (״) بھٹی جیب سٹورز (غلہ منڈی) ٹھیکیدار عبد الحق (دار الصدر جنوبی)

ایجنسی اخبارات:-

رشید بوٹ ہاؤس (گولبازار) - "الفضل" ملک بھی برادرز (گولبازار)

جنرل سٹورز:-

نوید سٹور (گولبازار) - افضل برادرز (گولبازار) - احمدیہ ماڈرن سٹور (گولبازار) - ملک بھی برادرز (گولبازار) - دار الخیر (غلہ منڈی) احمدیہ فیورٹ سٹور (گولبازار) - پبلک کارنر (گولبازار) - حمید جنرل سٹورز (غلہ منڈی) - بشیر جنرل سٹور (گولبازار) - کوثر جنرل سٹورز (گولبازار) مون لائٹ جنرل سٹورز (گولبازار) - قاضی برادرز (گولبازار) زنانہ سٹور لجنہ اماء اللہ (دار الصدر شرقی) سید جنرل سٹورز (دار الرحمت وسطی)

بزاز:-

مرزا نذیر احمد صاحب (گولبازار) - قاضی محمد یوسف صاحب (گولبازار) حبیب کلاتھ ہاؤس (״) - جدید کلاتھ ہاؤس (״) باجوہ کلاتھ ہاؤس (״) -

آڑھتی :-

چوہدری محمد بوٹا غلام محمد صاحبان (غلہ منڈی)

غلام احمد ابن مولوی عبد الحمید صاحب درویش (")

شیخ شمس الحق صاحب (گولبازار)

چوہدری عنایت اللہ صاحب (گولبازار)

دکانات گوشت :-

بڑا گوشت ، یہ دکان غلہ منڈی میں ہے - دو لائسنس ہیں - ایک عثمان بیگ محمد خانصاحب کے نام اور دوسرا لائسنس تین احباب (سیف اسلام ، فضل محمد اور عزیز احمد صاحبان) کے نام ہے -

چھوٹا گوشت ، بشارت اللہ صاحب (گولبازار) - محمد اسلم (گولبازار)
محمد یحییٰ (غلہ منڈی) - محمد رمضان صاحب (غلہ منڈی)

سبزی فروش :-

خواجہ عبد الغفور صاحب (گولبازار) - خواجہ جمیل احمد صاحب (گولبازار)
عبد اللہ خانصاحب (غلہ منڈی) - خواجہ محمد شریف صاحب (غلہ منڈی)
عنایت اللہ خانصاحب (") - بشیر محمد صاحب (دار الیمن)

سامان بجلی :-

ربوہ الیکٹرک سٹور (گولبازار) - احمدیہ ماڈرن سٹور (گولبازار)

کریانہ :-

صوفی کریم بخش صاحب (گولبازار) - لاہور ہاؤس (غلہ منڈی)
فضل شاپ (") - جمیل احمد صاحب (")
قریشی فضل حق صاحب (") - حسن دین صاحب (")
چوہدری عنایت اللہ صاحب (") - سیالکوٹ ہاؤس (")
خواجہ عبد الحی صاحب (") - فتح محمد صاحب (")
چوہدری محمد حسین صاحب (") - راجہ محمد افضل صاحب (")
شیخ قدرت اللہ صاحب (") - ملک محمد صدیق صاحب (")

چوہدری عنایت اللہ شفیق (غلہ منڈی)

سلیم دی ہٹی (دار الرحمت وسطی)

ملک روشن دین صاحب (دار الیمن) - عبد الغفار صاحب (دار النصر)
بشیر احمد صاحب (") عبد الغفور صاحب - (فیکٹری ایریا)

کیک بسکٹ :- جمال بیکری (گولبازار)

ندگر :- ثناء اللہ صاحب (غلہ منڈی)

لوہار :- فضل الٰہی صاحب (دار الرحمت وسطی) - عبد اللہ صاحب (غلہ منڈی)
محمد ابراہیم صاحب (" ") - محمد یعقوب صاحب (دار الرحمت وسطی)

پینٹر :- محمد شفیع صاحب (گولبازار) - غلام قادر صاحب (فیکٹری ایریا)
نصر اللہ پنڈت صاحب (دار الرحمت وسطی)

بڑھئی :- مستری محمد دین صاحب (دار الرحمت وسطی) - مستری علم دین صاحب ٹھیکیدار
مستری عبد الغنی صاحب (" ") - (دار الرحمت غربی)
مستری محمد ابراہیم صاحب (" ") - مستری سلیم احمد صاحب (فیکٹری ایریا)
مستری عبد الرحیم صاحب (" ") - مستری محمد اسمٰعیل صاحب
درویش محمد احمد صاحب (" ") - (دار الصدر جنوبی)
مستری عبد العزیز صاحب (فیکٹری ایریا) - مستری حسن دین صاحب (دار الصدر ")
مستری نصیر احمد صاحب (غلہ منڈی)

سٹال لکڑی :- محمد یوسف صاحب (دار الصدر جنوبی) - چوہدری حاکم دین صاحب

مستری محمد دین صاحب (دار الصدر جنوبی) (نزد ریلوے لائن)
غلام محمد صاحب (" ") - امام دین صاحب (" ")
مستری محمد شریف صاحب (" ") - محمد حسین صاحب (" ")
مستری محمد ابراہیم صاحب (دار الیمن) - بشیر احمد صاحب (دار النصر)

نلکہ ساز :- قریشی محمد اشرف صاحب دار الصدر غربی - شریف احمد صاحب (")
محمد عبد اللہ صاحب (فیکٹری ایریا) - حسن علی صاحب (گولبازار)
عبد الکریم صاحب (دار الصدر جنوبی)

خیاط (درزی) :-

ماسٹر محمد دین صاحب (گولبازار) - ماسٹر بشیر احمد صاحب (گولبازار)

ماسٹر عبدالمنان صاحب (") - ماسٹر نذیر احمد صاحب (")

مرزا محمد شریف صاحب (") - نیو ٹیلرنگ ہاؤس (")

ماسٹر محمد عبداللہ صاحب (") - ماسٹر بشیر احمد صاحب (غلہ منڈی)

مرزا نذیر احمد صاحب (") - ماسٹر حیات محمد صاحب (گولبازار)

ماسٹر عبدالکریم صاحب (") - ماسٹر عبدالقادر صاحب (")

موچی :-

مہر دین صاحب (دارالرحمت وسطی) - بشیر احمد صاحب (گولبازار)

علم دین صاحب (گولبازار) - محمد دین صاحب (")

اللہ دتہ صاحب (") - نذیر احمد صاحب (")

پان فروش :-

خواجہ جمیل احمد عبدالرشید صاحبان (اڈہ بس)

عبدالسلام صاحب (غلہ منڈی) - سلطان علی صاحب (گولبازار)

غلام محمد صاحب (") - چوہدری عبدالکریم صاحب (")

قلعی گر :- محمد ابراہیم فائق (گولبازار) - محمد طفیل صاحب (غلہ منڈی)

حجام :- راجہ محمد عبداللہ صاحب (گولبازار) - رانا گلزار احمد صاحب سوڈے والے (گولبازار)

رانا عبدالحمید صاحب (") - راجہ محمد رفیع صاحب (")

رانا محمد دین صاحب (") راجہ محمد طفیل صاحب (")

محمد رمضان صاحب قادم ابجی (غلہ منڈی)

جلد ساز :- محمد عبداللہ صاحب (دارالصدر جنوبی) -

حافظ فیض اللہ صاحب (" ") -

ہدایت اللہ صاحب (" ") - عبدالرحمن صاحب (گولبازار)

آرہ مشین :- ٹھیکیدار بدر الدین صاحب (فیکٹری ایریا)

ٹھیکیدار عبدالحق صاحب (دارالصدر جنوبی) - محمد ابراہیم صاحب (دارالرحمت وسطی)

آٹا مشین :-

چوہدری فرزند علی صاحب (غلہ منڈی) - ممتاز فلور ملز (دارالرحمت شرقی)

ٹھیکیدار بدر الدین صاحب (فیکٹری ایریا)

" عبدالحق صاحب (دارالصدر جنوبی)

ہوٹل :- کیفے گرین (گولبازار) - احمد اکبر ہوٹل (غلہ منڈی)

کیفے فردوس (") - فیاض ٹی سٹال (")

خواجہ ریسٹورنٹ (") - خان میر صاحب (")

راجہ صوبے خان صاحب (") - نعمت اللہ خان صاحب (")

مہند ہوٹل (دارالرحمت وسطی)

خوشنویس :-

منشی عبدالحق صاحب (دارالصدر شرقی) - قریشی محمد اسمٰعیل صاحب (دارالیمن)

منشی محمد یعقوب صاحب (" غربی) - منشی سردار محمد صاحب (")

منشی احمد حسین صاحب (" ") - منشی عبداللطیف صاحب (")

حافظ محمد افضل صاحب (فیکٹری ایریا) منشی نورالدین صاحب (دارالرحمت)

منشی نذیر احمد صاحب [illegible]

ڈپو چینی :- احمد علی صاحب (گولبازار) - شیخ شمس الحق صاحب (گولبازار)

ایجنسی سگرٹ :-

سعادت علی صاحب (گولبازار)

ایجنسی سیمنٹ :-

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (گولبازار)

افسر صاحب تعمیر صدر انجمن احمدیہ (دارالصدر جنوبی)

قاضی منصور احمد صاحب بھٹی (غلہ منڈی)

ضمیمہ

فہرست عہدیداران صدر انجمن احمدیہ

نام عہدہ	عہدیدار موجودہ	دیگر حضرات جو تقسیم ملک کے بعد اس عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں
صدر صدر انجمن احمدیہ	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن)	
ناظر اعلیٰ	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے۔	حضرت نواب محمد عبداللہ خانصاحب رضی۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ محترم حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ایم اے۔ میاں غلام محمد صاحب اختر
ایڈیشنل ناظر اعلیٰ	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔	
ناظر دیوان	مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر پنشنر	
ناظر بیت المال	مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ پنشنر	چوہدری عبدالباری صاحب رایہ علی محمد صاحب۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب رض
ناظر امور عامہ	مکرم میجر عارف زمان خانصاحب پنشنر	سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے خاکسار کیپٹن ملک خادم حسین۔
ناظر امور خارجہ	مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب	حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد حضرت مولوی عبدالمغنی خانصاحب رض
ناظر اصلاح و ارشاد	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس۔	سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب، چوہدری فتح محمد صاحب رض سیال۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رض

چوہدری [illegible] احمد صاحب باجوہ۔

ٹھیکیداران عمارت:- ٹھیکیدار محمد دین صاحب (دار الصدر غربی)
ٹھیکیدار عبدالعزیز صاحب (دار البرکات)۔ ٹھیکیدار عبدالرحمن صاحب
" عبدالحق صاحب (")۔ (دار الرحمت شرقی)
" ولی محمد صاحب (دار الرحمت شرقی)۔ ٹھیکیدار شمس دین صاحب (دار الرحمت وسطی)
" محمد رمضان صاحب (فیکٹری ایریا)۔ " نواب دین صاحب (" ")
قریشی احسان اللہ صاحب (")

سائیکل شاپ:- بھٹی جیب سٹورز (غلہ منڈی)
عبدالعزیز صاحب (گولبازار)۔ محمد علی صاحب (گولبازار)
عبداللہ صاحب (غلہ منڈی)۔ چراغدین صاحب (دار الرحمت وسطی)

کولہو:- چراغ دین صاحب (دار الرحمت وسطی)

دُھنیے:- چراغ دین صاحب (" ")۔ نبی بخش صاحب (دار الیمن)

ٹانگہ والے:- ملک محمد بوٹا صاحب (دار النصر)۔ مرزا محمد سعید صاحب (دار النصر)
غلام رسول صاحب (دار الصدر غربی)۔

گاڑیبان:-
چوہدری فضلدین صاحب (دار الصدر جنوبی)۔
فقیر یا عیسائی (دار الصدر جنوبی)۔ بشارت احمد صاحب (دار الصدر غربی)
غلام محمد صاحب (" غربی)۔ فیض دین صاحب (دار الرحمت شرقی)
محمد اسمٰعیل صاحب (فیکٹری ایریا)۔ محمد حسین صاحب (دار الیمن)
ٹھیکیدار شمس الدین صاحب (دار الرحمت وسطی)

بار برداری خر دار: ٹھیکیدار نظام دین صاحب (دار الیمن)۔ خیر دین صاحب (دار الیمن)
محمد اسمٰعیل صاحب (فیکٹری ایریا)۔ فیض محمد صاحب (")
محمد اسمٰعیل صاحب (دار النصر)۔

نام عہدہ	عہدیدار موجودہ	دیگر حضرات جو تقسیم ملک کے بعد اس عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں
ناظر صاحب تعلیم	مکرم مولوی محمد دین صاحب بی اے بی ٹی	چوہدری عبدالسلام صاحب اختر،
ناظر صاحب زراعت	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ بی ایس سی ایم آنرز لندن	میاں غلام محمد صاحب اختر۔
ناظر خدمت درویشاں	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ ایم اے	
ناظر تجارت	مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر پنشنر	خاکسار کیپٹن ملک خادم حسین
پرائیویٹ سیکرٹری	مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب انور فاضل	میاں محمد یوسف صاحب، مولوی عبدالرحمن صاحب انور
افسر صاحب ضیافت	محترم حضرت صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب	خاکسار ملک خادم حسین، شیخ مبارک احمد صاحب، میاں قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی۔ حکیم فضل الرحمن صاحب مرحوم۔ ملک سیف الرحمن صاحب مرزا اعظم بیگ صاحب۔
افسر صاحب امانت خزانہ	مکرم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر بی اے	مرزا عبدالغنی صاحب۔ چوہدری عزیز احمد صاحب
آڈیٹر	مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب	سید محمود عالم صاحب
افسر صاحب صیغہ جائداد و مشیر قانونی	مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ	مولوی فضل دین صاحب و چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب
مقامی اصلاح و ارشاد	مکرم مولوی احمد خان صاحب نسیم فاضل۔	چوہدری فتح محمد صاحب سیال مرحوم ایم اے
ناظم صاحب دارالقضاء	مکرم مولوی تاج الدین صاحب فاضل	مولوی محمد احمد صاحب جلیل
مفتی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ	مکرم ملک سیف الرحمن صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ	
محاسب	مکرم قاری محمد امین صاحب	چوہدری عزیز احمد صاحب، قاضی عبدالرحمن صاحب
صیغہ حفاظت	مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب	کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ، عبدالسلام صاحب شیرولی صاحب۔ صوبیدار عبدالغفور صاحب
صیغہ بہشتی مقبرہ	مکرم قاضی عبدالرحمن صاحب	بابو عبدالعزیز صاحب

ضمیمہ ۹

فہرست وکلاء و افسران تحریک جدید

انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

نمبر شمار	نام عہدہ	عہدیدار موجودہ سنہ ۱۹۶۳ء	دیگر حضرات جو تقسیم ملک کے بعد اس عہدہ پر پہلے فائز رہ چکے ہیں
۱	وکیل اعلیٰ	مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب فاضل بی اے	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی اے، ایل ایل بی۔ مکرم حافظ عبدالسلام صاحب۔
۲	وکیل الدیوان	" " "	مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب انور
۳	وکیل التبشیر	" " "	مکرم حافظ عبدالسلام صاحب۔ مکرم چوہدری نذیر محمد صاحب ڈی۔ ایس۔ پی۔ مکرم میر مسعود احمد صاحب ایم اے مولوی عبدالمغنی خان صاحب مرحوم۔ مکرم حکیم فضل الرحمن صاحب مرحوم جائنٹ وکیل التبشیر مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
۴	وکیل التعلیم والصنعت	مکرم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب بیرسٹر	مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب بی اے، مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
۵	وکیل القانون	" " "	
۶	وکیل الزراعت	مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب بی اے	مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بی اے مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
۷	وکیل المال اوّل	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے	مکرم چوہدری برکت علی خاں صاحب مرحوم "چوہدری احمد جان صاحب
۸	وکیل المال ثانی	مکرم خان صاحب حافظ عبدالسلام صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی فنانشل ایڈوائزر	مکرم قریشی عبدالرشید صاحب۔ مکرم خان صاحب قاضی محمد رشید صاحب مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے

نمبر شمار	عہدہ	عہدیدار موجودہ	دیگر حضرات جو تقسیم ملک کے بعد اس عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں
۹	سیکرٹری آبادی ربوہ	مکرم خانصاحب حافظ عبد السلام صاحب	مکرم قریشی عبد الرشید صاحب مکرم حسن محمد خان صاحب عارف
۱۰	افسر امانت	مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب	مکرم مبارک مصلح الدین صاحب ایم اے
۱۱	آڈیٹر	مکرم ملک ولایت خانصاحب بی اے	مکرم بابو محمد اسمٰعیل صاحب معتبر مکرم قریشی عبد الرشید صاحب مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب

ملک بشارت احمد صاحب

معاونین حضرات

مندرجہ ذیل دوستوں نے نہایت خلوص اور محبت سے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں خاکسار کی معاونت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسکی بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے اور دین و دنیا میں آپکا حافظ و ناصر رہے۔ آمین

خاکسار خادم حسین

۱۔ حضرت مرزا عبد الحق صاحب ایڈوکیٹ سرگودہا صوبائی امیر
۲۔ جناب چوہدری محمد شریف صاحب ایڈوکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع منٹگمری۔
۳۔ جناب ملک عمر علی صاحب بی اے۔ " " " ملتان
۴۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی اے ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان
۵۔ الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے وکیل المال تحریک جدید ربوہ
۶۔ جناب شیخ محمد حنیف صاحب ابن حضرت شیخ کریم بخش صاحب رضی اللہ عنہ امیر جماعت کوئٹہ
۷۔ جناب میجر شریف احمد صاحب باجوہ بی اے ایل ایل بی سیالکوٹ
۸۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب فاضل پیر کوٹی۔
۹۔ عزیزم سید طیب احمد صاحب ابن سید عبد اللہ شاہ صاحب بخاری
۱۰۔ عزیزم سید طاہر احمد صاحب ابن " "
۱۱۔ مکرم میاں عزیز احمد صاحب پروپرائٹر اینگ سٹوڈیو، ایبٹ روڈ، لاہور
۱۲۔ مکرم کرنل عطاء اللہ صاحب ابن حضرت چوہدری غلام سرور صاحب رضی اللہ عنہ باجوہ۔
۱۳ تا ۱۵۔ منیر احمد، نصیر احمد، کبیر احمد، رشید احمد صاحبان ابنائے بشیر احمد صاحب بھٹی احمد کمرشل کالج راولپنڈی
۱۶۔ مکرم مرزا مسیح احمد صاحب ابن مرزا مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ آف لاہور۔
۱۷۔ ایم فضل الدین صاحب محلہ دار الرحمت غربی ربوہ

کچھ اپنے متعلق

اِس کتاب کے آخر میں یہ حقیر خادم سلسلہ عالیہ کے بعض بزرگوں کی فرمائش پر اپنے بعض ذاتی حالات بھی نہایت اختصار سے تحریر کر رہا ہے تاکہ اس عاجز اور اس کے اہل و عیال کے لئے دعا کی تحریک ہو سکے۔

خاکسار موضع بلّو داخلی ہڈّہ ٹوانہ ڈاکخانہ چک ۵/۴۵ ایم بی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کا باشندہ ہے۔ میرے والد بزرگوار کا اسم گرامی ملک محمد رمضان صاحب رضہ ہے اور ہماری قوم جٹ گانجھڑی ہے۔

کافی عرصہ تک تلاشِ حق میں بھٹکتا رہا لیکن تسکینِ قلب کہیں نہ ملی۔ کئی مذاہب کا سرسری مطالعہ کیا۔ ایک پادری صاحب سے ۱۹۴۵ء میں بائبل پڑھی ۱۹۴۶ء میں آریہ سماج پشاور سے ستیارتھ پرکاش کا درس لیا۔ الغرض اس دوران میں ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو اسلام کے کئی فرقوں کے عمائدین کو حسب ذیل الفاظ میں ایک عریضہ لکھا:۔

"مکرمی مفتی صاحب دام فیوضکم۔ بعد از السلام علیکم آنکہ حسب ذیل معاملہ میں آپ سے شرعی حکم دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مناسب فتویٰ دے کر ممنون فرمائیں:۔

"سلمیٰ کی شادی والدین نے لین دین کے ناطہ کے سلسلہ میں زید سے کر دی۔ اور زید کی بہن سلمیٰ کے بھائی سے بیاہی گئی۔ زید کا توازنِ دماغ درست نہیں۔ سلمیٰ اور زید کی پہلے ہی ہفتہ میں ناچاقی ہو گئی۔ دونوں حنفی مذہب کے پیرو ہیں۔ سلمیٰ جان کے خطرے سے فرار ہو گئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ

اسنے (۱) مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ ا۔ ہندو مت اختیار کیا۔ یا ب۔ عیسائی ہو گئی یا ج۔ مرزائی ہو گئی یا د۔ شیعہ ہو گئی یا (۲) وہ کسی اڈے پر بیٹھ گئی؟

اِن پانچ صورتوں میں سے جو بھی صورت ہو، بعد کو وہ اگر حنفی مذہب اختیار کرے تو کیا زید کا نکاح بحال رہتا ہے؟۔

خاکسار خادم حسین"

باقی تو کسی فرقہ کے عالم کی طرف سے جواب نہ آیا، ہاں ایک شیعہ عالم کی طرف سے جواب آیا۔ مگر اس سے میرا اطمینان نہ ہو سکا۔ جماعت احمدیہ قادیان کا فتویٰ حسب ذیل ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

از دار الافتاء قادیان پنجاب فتویٰ ۷۵ / ۲۶/۱۲/۴۶

مکرمی جمعدار خادم حسین صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

بجواب آپکی چٹھی مورخہ ۱۵ ؍ ۱۲ ؍ ۴۶ تحریر خدمت ہے کہ اسلام نے عورت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو نکاح کرے یا اگر چاہے تو نہ کرے۔ مگر نکاح ہو جانے کے بعد یہ اختیار شریعت نے ہرگز نہیں دیا کہ وہ خاوند سے الگ ہو جاوے۔ قرآن کریم نے خود بیان فرما دیا ہے کہ محصنین۔ حصن یعنی قلعہ میں لاتے ہوئے جس کو عورت توڑنے کی مجاز نہیں ہے۔ ہاں یہ جدا بات ہے کہ میاں بیوی باہمی رضامندی سے الگ ہو جاویں مگر بیوی خود بخود الگ ہونے کی مجاز نہیں ہے۔ اور اگر عورت نکاح توڑنے کی خاطر مرتد ہوتی ہے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ پس دو صورتوں میں نکاح ٹوٹنے کی تو کوئی وجہ نہیں۔ ہاں

خادم اپنے آقا کے ساتھ

اگر ایک کنواری عورت جو عیسائی ہو جاتی ہے تو اس کا نکاح ردّ ہو جائیگا۔ اور اگر نکاح میں آنے کے بعد مرتد ہو جاتی ہے تو اس کا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایکٹ انفساخ شرعی کی دفعہ ۸ ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۴ میں ہے:۔

"تبدیلی مذہب کا اثر"

"دفعہ ۴۔ کسی منکوحہ عورت کے محض دین اسلام کو ترک کر دینے یا کسی دیگر مذہب کے اختیار کر لینے سے اس کا نکاح فسخ نہیں ہو گا۔"

پس جب قانون یوں ہو چکا ہے تو اب یہ سوال ہی فضول ہے کہ منکوحہ عورت کے ارتداد سے اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے زید کا نکاح قائم ہے۔ والسلام (دستخط) مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب"

مہر مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ قادیان"

بہرحال حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کی طرف سے جو جواب آیا، اس کے اندر خاکسار کو مذہب کی حقیقی روح محسوس ہوئی اور میں نے آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اسکے کچھ عرصہ بعد حضرت مولوی صاحب موصوف نے مجھے جلسہ سالانہ پر قادیان آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو میں قادیان پہنچ گیا۔ اور قیام قادیان کی پہلی رات بعد نماز تہجد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شاہی محل ہے جس میں گھٹنے ٹیک کر میں ایک بزرگ کی بیعت کر رہا ہوں۔ صبح کو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رات کو جن کی میں نے بیعت کی تھی وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تو یہی ہیں۔ یہی خواب بعد میں بھی دو تین متواتر آتی رہی اور ۲۸ دسمبر ۱۹۴۶ء کو مجھے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

بیعت کرنے کے ایک ماہ بعد دوسری دفعہ لکھنؤ سے قادیان حاضر ہوا۔ ۲ فروری ۱۹۴۷ء } نصائح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کو ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ دوران ملاقات حضور کی خدمت میں نصائح کی درخواست کی تو حضور نے خاکسار کی نوٹ بک میں کمال شفقت سے حسب ذیل نصائح تحریر فرمائیں :-

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۲ ر ماہ تبلیغ ۱۳۲۶ھش بروز یکشنبہ

" تقویٰ اللہ کو اپنا شعار بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سب دکھوں، تکلیفوں اور جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔ آپ فوج میں ملازم ہیں اور آپ نے دنیوی اطاعت کا سبق سیکھا۔ اب مزید یہ سبق سیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور اسلام کی اطاعت سب اطاعتوں سے افضل ہے۔ والسلام

خاکسار (دستخط) مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

والد صاحب کے تأثرات، احمدیت قبول کرنے پر خاکسار نے اپنے والد صاحب کی خدمت میں جو اس وقت شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے ہر نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کو تکرار سے پڑھنے کی درخواست کی۔ اتفاق سے انہی دنوں میری وصیت سے متعلق کاغذات گھر کے پتہ پر قبلہ والد صاحب کو پہنچ گئے جو انہوں نے حسب ذیل خط کے ساتھ مجھے پشاور بھجوا دیئے :-

" ۱۰/۲/۴۷ عزیزم ملک غلام حسین طول عمرہٗ

سلام مسنون! واضح ہو لفافہ ملا۔ الٹی سمجھ ہے۔ ایسا زمانہ آنا تھا۔ نماز معراج ہے اس سے دریغ نہیں ہے۔ آج مقبرہ قادیان سے سیکرٹری احمدیہ "پلو" کا لفافہ آیا وہ ارسال ہے۔ آج احمدی مذہب اختیار کیا کل عیسائی طریقہ اختیار کر لو گے۔ مرحبا۔ مرحبا۔ ایسی اولاد چاہیئے مجھ کو خوش کیا۔ آخیر عمر میں اس لئے تعلیم دلوائی تھی۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کا روزی

قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی

ملک محمد رمضان صاحب

رسان ہے۔ دعاگو

(دستخط) محمد رمضان انّبلو"

اِس خط کے آنے پر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی سے (جو اُن دنوں پشاور میں مقیم تھے) مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ والدین کے فرمانبردار رہو، اور ان کے لئے تو اتر سے دعائیں کرو۔ جب عرض کیا کہ مَیں پہلے ہی ان کا فرمانبردار ہوں تو آپ نے فرمایا کہ پہلی اور اب کی فرمانبرداری میں نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔ نیز کوئی نہ کوئی کتاب سلسلہ کی انہیں دیتے رہو اور ان کے لئے دردِ دل سے دعائیں بھی کرتے رہو اس نصیحت پر خاکسار نے پورے التزام سے عمل کیا۔[1]

دینیات کلاس اور شوقِ کُتب بینی اپریل ۱۹۴۷ء میں ایک ماہ کی رخصت لے کر خاکسار نے قادیان کی دینیات کلاس میں شمولیت اختیار کی۔ مکرم مرزا محمد لطیف صاحب اکبر مربی اِس کلاس کے انچارج تھے۔

اِس ایک ماہ میں خاکسار کو بزرگانِ سلسلہ سے ملاقات کا خوب موقعہ میسّر آیا۔ اور ان بزرگوں کے نیک رویہ اور تقوٰی و طہارت سے یہ سبق ملا کہ سلسلہ عالیہ کی کتابیں خریدنا اور انہیں زیرِ مطالعہ رکھ کر فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ چنانچہ خاکسار نے حضرت کی کثیر سلسلہ کی اکثر کتب خرید لیں۔ اور اب بھی ہر نئی کتاب شائع ہوتے پر اسے خرید لیتا ہوں۔ دو ہزار کتابوں کے لگ بھگ ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے، میری اولاد اور آئندہ نسل کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

[1] والدہ مرحومہ کی خدمت میں جب خاکسار نے بیعت کے لئے عرض کیا تو انہوں نے بے ساختہ فرمایا کہ "مَیں بے علم ہوں اور مجھے مذہب کی باریکیوں کا کوئی علم نہیں۔ جن کو تم اپنا پیر سمجھتے ہو وہی میرے بھی پیر ہیں۔" اس واقعہ کے تیسرے روز آپ کا انتقال ہو گیا۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تصدیق کی وجہ سے ہی والدہ ماجدہ کی مغفرت فرمائے۔ واللہ خیر الراحمین۔

والد صاحب کی بیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے محترم والد صاحب پر خاموش تبلیغ کا اثر ہوا اور آپ نے گاؤں سے بھجا کہ ۱۶؍۱۱؍۵۵ء کو صبح کے وقت خاکسار سے پوچھا کہ کوئی ایسی صورت ہے کہ میں شیعہ بھی رہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بھی کر لوں؟ خاکسار نے اس پر انہیں اصحاب احمد جلد ۲ جس میں حضرت نواب محمد علیخان صاحب رضی اللہ عنہ کا اسی مضمون کا سوال اور حضور کا جواب باصواب ہے پیش کی۔ اس کے بعد مَیں دفتر امورِ عامہ میں کام کے لئے چلا آیا۔ دوپہر کو کسی دفتری کام کے لئے حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد رضی اللہ عنہ ایم اے بھی وہیں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں میرے لڑکے ملک اختر حسین نے آ کر کہا کہ دادا جان بیعت کا فارم منگوا رہے ہیں۔ مَیں نے جواب دیا کہ اچھا میں دفتر سے واپسی پر لیتا آؤں گا۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ حضرت درد صاحب نے نہایت ہی غصہ سے مجھے فوراً فارم بھجوانے کو فرمایا۔ میں نے اس طرح غصہ میں مکرم درد صاحب کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسی وقت فارم لے کر بچے کو دے دیا۔ اور واپس آ کر مکرم درد صاحب سے غصہ کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے نہایت محبت سے فرمایا:-

"ایسا موقعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میسّر آتا ہے۔ اس میں دیر ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ شیطان باریک در باریک راہوں سے پھسلانے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض اوقات ذرا سی غفلت سے دوسرا انسان ہدایتِ الٰہی سے محروم رہ جاتا ہے۔"

حقیقت میں ان کا یہ نکتہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جب بیعت فارم پُر ہو کر آ گیا تو حضرت درد صاحب نے وہ فارم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوا دیا۔ اور کسی دن یعنی ۱۶ر نومبر ۱۹۵۵ء کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے اطلاع ملی کہ میرے والد صاحب کی بیعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت منظور فرما لی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

---

[1] مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کا مَیں تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے حالاتِ اصحابِ احمد شائع کرنے کا قابلِ قدر کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر بخشے انہیں دین و دنیا میں سرفراز فرمائے اور اس خزانہ سے لاکھوں سعید روحیں مستفید ہوں، تا کہ یہ ثواب جاریہ ملک صاحب موصوف کے لئے نجاتِ اخروی کا موجب ہو۔ آمین ثم آمین۔

کیپٹن ملک خادم حسین

جب حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ بار بار مسرت کا اظہار فرماتے رہے اور کہنے لگے کہ :-

"آج مجھے اپنے والد ماجد (حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضؓ) کی بیعت کا واقعہ یاد آرہا ہے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔"

وفات والد صاحب بیعت کرنے کے چند روز بعد حضرت والد صاحب بیمار ہو کر فضل عمر ہسپتال میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایم بی بی ایس چیف میڈیکل آفیسر اور مکرم ڈاکٹر کیپٹن بشیر احمد صاحب ایم بی کے زیر علاج رہے۔ ہر دو بزرگوں نے علاج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن تقدیر الٰہی کے آگے کس کی پیش جاتی ہے۔ ۵ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو ربوہ میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن ؕ

میرے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ایک ہزار کے مجمع سمیت مسجد مبارک کے عقب میں انکی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسکے بعد پیار بھرے الفاظ میں خاکسار کی دلجوئی فرمائی۔ والد صاحب غیر موصیوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حالیہ شادی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی تحریک پر خاکسار کی شادی مکرم قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی ابن حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب رضؓ بھٹی کی دختر نیک اختر امۃ الحفیظ صاحبہ سے ۱۹ر مارچ ۱۹۴۸ء کو ہوئی۔ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رضؓ بھٹی جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا :-

"اِس شخص کو ہمارے ساتھ عشق ہے۔" ۱؎ میری اہلیہ کے پڑدادا تھے۔

خاکسار کی پہلی بیوی فتح خاتون سے جو فوت ہو چکی ہیں چار بچے ہیں ۲؎ جن کی تربیت کی اللہ تعالےٰ نے میری حالیہ بیوی کو توفیق بخشی اور انہوں نے نہایت محبت سے ان بچوں کی شادیاں کیں، نیز میرے والدین کی پُر خلوص خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسکا اجر بخشے اور بچوں کو بھی توفیق دے کہ وہ بھی تا عمر اپنی امی جان کی صحیح معنوں میں فرمانبردار رہیں اور ہم دونوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور سلسلہ کے خادم بنیں اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

۱؎ اصحاب احمد جلد ششم ص۹ ۲؎ صفحہ ۲۵۵ پر دیکھیں۔
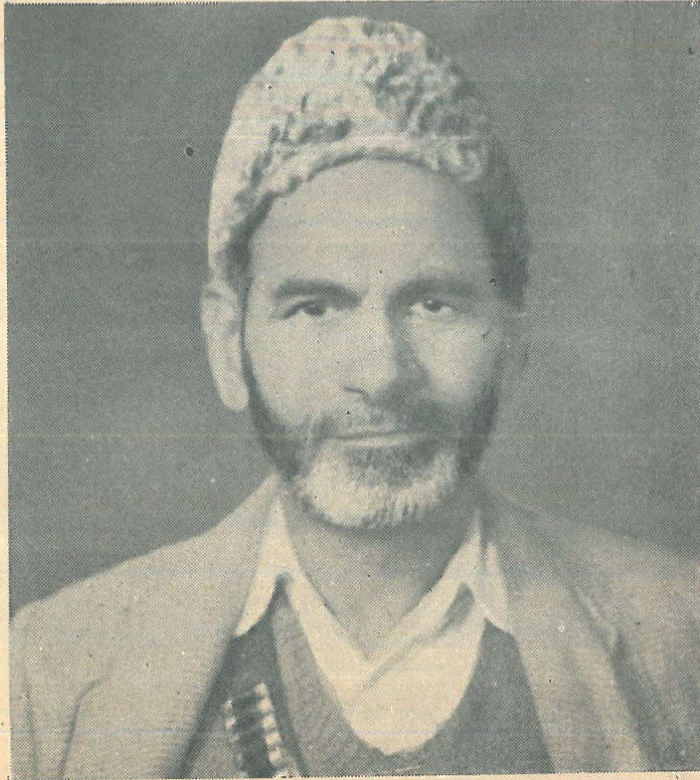
حاشیہ ۵[2] متعلقہ صفحہ ۳۵۴ :-

ملک محمد رمضان خان صاحب (بیعت 11/55 ۱٦)

(بلوچ خاتون بنت ملک دریام خان قوم جوئیہ، رنگپور سیدال)

ا۵ انہوں نے معہ سب کنبہ کے بوساطت حکیم حافظ ابو ذر صاحب دیہاتی مبلغ روڈہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا بیعت کی۔ فالحمد للہ علی ذلک ۔

۲۵ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں انکی خدمات کا ان شاندار الفاظ میں ذکر فرمایا :-

"وہ صرف مڈل پاس تھے مگر بہت ذہین اور ہوشیار تھے۔ مجھے انکی لکھی ہوئی تقریروں میں بہت کم اصلاح کرنی پڑتی تھی۔ وہ میرے اچھے زود نویس تھے۔ ایڈیٹر میں خود ہوا کرتا تھا اور اسسٹنٹ ایڈیٹر وہ تھے۔ پھر بعد میں وہ ایڈیٹر ہوئے اور ایسے زبردست ایڈیٹر ثابت ہوئے ... یہ انکا جماعت پر ایک بہت بڑا احسان ہے اس لئے جماعت انکے لئے دعائیں کرے"

ریاض حسین　مظہر حسین　اختر حسین　غلام احمد

امجد حسین　راحت　عصمت　افضل حسین

نصیحت حضرت اُمِّ داؤد٬ جولائی ۱۹۴۸ء میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیرِ انتظام رتن باغ لاہور میں پاکستان قائم ہونیکے بعد پہلی تربیتی کلاس منعقد ہوئی جس میں راولپنڈی سے خاکسار کی اہلیہ امۃ الحفیظ نے بھی شرکت کی۔ وہاں انہوں نے حضرت اُمِّ داؤد بیگم حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی خدمت میں نصیحت فرمانے کو عرض کیا تو آپ نے ازراہِ شفقت جو کچھ تحریر فرمایا اسکا عکس حسبِ ذیل ہے:- بسم سبحانہ نحمدہ و نصلی

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات

انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا۔ ہر وقت
کسی نہ کسی کام میں لگا رہتا ہے۔ اگر کوئی کام نہ ہو
تو دماغ ہی خیالات میں مصروف رہتا ہے
اسلئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب یہ حالت
ہے تو کیوں نہ نیکیوں کو اختیار کرو اور
کیوں نہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت
لے جاؤ۔
ام داؤد ۱۳/۵

حصولِ پنشن٬ دورانِ ملازمت کمیشن ملنے پر خاکسار آرمڈ کور کے ٹریننگ سنٹر میں تین سال ایڈجوٹنٹ (انتظامیہ) رہا۔ ایک سال کیلئے جہلم اور گجرات کے اضلاع کا اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر رہا۔ ۱۹۵۳ء میں بطور سٹیشن سٹاف آفیسر رسالپور میں متعین تھا کہ ۲۲ سالہ ملازمت ہونے پر فوج سے ریٹائر ہوا اور ۵۴/۲ کو ربوہ آگیا۔ ۱۲/۶/۵۴ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی ناچیز خدمات پیش کیں حضور نے ازراہ ذرہ نوازی ۲۵/۶/۵۴ کو بطور نائب ناظر امور عامہ مقرر فرمایا۔

خدمتِ دین٬ ان دنوں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے ناظر امور عامہ و خارجہ چونکہ بیرونی کاموں کیوجہ سے باہر رہتے تھے اس لئے ۸/۵۵ سے خاکسار کو بطور قائمقام

ناظر امور عامہ خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ اسکے بعد فروری ۱۹۵۷ء سے حضور کا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوا۔ صحت کی خرابی کے باعث یکم مئی ۱۹۵۸ء سے رخصت بلا تنخواہ پر رہا اور جب کچھ کام کرنے کے قابل ہوا تو ۵۹/۲ تا ۶۰/۱ بطور معاون ناظر امور عامہ خدمت انجام دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ ایسے کمزور انسان کو پنشنر ہونیکے بعد بھی سات سال سلسلہ عالیہ کی خدمت کی توفیق ملتی رہی الحمد للہ ثم الحمد للہ!

اللہ تعالےٰ کے حضور میں نے اواخر ۱۹۵۳ء میں نہایت رقت سے دعا کی کہ اے قادر و توانا! اپنی رحمت سے میری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے صحیح مقام کیطرف مزید رہنمائی فرما۔ چنانچہ اُسی رات مجھے یہ نظارہ دکھایا گیا کہ ربوہ ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام چند خدام سے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں خاکسار بھی شامل ہے اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں اور وہی سلسلہ گفتگو جاری ہے۔ گویا خواب ہی میں مجھے سمجھایا گیا کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں اصل مقام پر فائز ہیں۔ (بشارات رحمانیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

دیوانِ خادم٬ ۱۴ اپریل ۱۹۵۶ء کو دیوانِ خادم کا دوسرا ایڈیشن ربوہ سے شائع کیا گیا جو منظومات، غزلیات، متفرقات اور ایک پنجابی سی حرفی پر مشتمل ہے۔

تعمیرِ مکان٬ خاکسار نے محلہ دارالصدر غربی میں دو کنال کے رقبہ میں ایک کوٹھی دسمبر ۱۹۵۳ء کو تیار کرائی تھی جو بعد میں فروخت کر دی۔ اسکے معاً بعد ۱۵ مرلہ اراضی پر ایک مکان متصل مسجد فیکٹری ایریا قطعہ ۴۹ میں تعمیر کرایا۔ اسمیں ایک کھڑکی تبرکاً لگائی گئی ہے جو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے اس ذاتی کچے کمرے کی تھی جس میں آپنے وفات پائی۔

چند دعائیہ کلمات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے بعض بزرگوں نے جو ازراہ خادم نوازی تحریر فرمائے وہ پتھر پر کندہ کرا کر مکان میں لگائے ہیں، جو درج ذیل ہیں:-

"اللہ تعالےٰ اس مکان کو آپکے لئے بابرکت کرے اور اسکی نحوستیں دور کرے۔
مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)"

"اللہ تعالیٰ اس مکان کو آپکے لئے ہر جہت سے مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔
خاکسار مرزا بشیر احمد"

"خدا تعالیٰ اس مکان کو آپ کے لئے بابرکت بنائے ۔ مرزا شریف احمد"
"اللہ تعالیٰ یہ مکان آپکو مبارک کرے ۔ مرزا عزیز احمد"
(ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی)

اللہ تعالیٰ اس مکان کو آپ کے لئے
بابرکت کرے اور اس کی خوشیاں دکھاوے
مرزا محمود احمد
(خلیفۃ المسیح الثانی)

اللہ تعالیٰ اس مکان کو آپ کے لئے ہر جہت سے مبارک
اور مثمر ثمرات حسنہ کرے ۔ مرزا بشیر احمد

خدا تعالیٰ اس مکان کو آپکے لئے بابرکت بنائے
مرزا شریف احمد

اللہ تعالیٰ یہ مکان آپ کو مبارک کرے آمین
مرزا عزیز احمد

طالب دعا کیپٹن ملک خادم حسین ۲۶/۴/۱۹۵۸

معذرت باوجود اسکے کہ میری عمر کا معتدبہ حصہ فوجی ملازمت میں گزرا ہے اور مجھے تالیف و تصنیف کے کام کا تجربہ نہیں میں نے ربوہ کے حالات مدون کئے ہیں لہذا اگر انمیں ترتیب یا تالیف کے اعتبار سے کوئی سقم رہ گیا ہو تو قارئین حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

درخواست دعا ۔ جملہ مقدسین خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، صحابہ کرام، درویشان قادیان اور دیگر احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل ورحم سے خاکسار کو مع اہل و عیال نیز اولاد در اولاد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خلافت سے وابستہ اور اسکی برکات سے مستفید ہونیکی توفیق بخشے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی طاقت عطا فرمائے ۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۰

محتاجِ دعا خاکسار خادم حسین

اسمائے گرامی بزرگان و احباب سلسلہ

بر موقعہ دعوت استقبالیہ جامعہ احمدیہ اگست ۱۹۵۳ء

دائیں سے بائیں کرسیوں پر:-

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال ۔ مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ۔ مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ بورنیو ۔ حضرت عرفانی صاحب ایڈیٹر الحکم ۔ ڈاکٹر بدرالدین صاحب آف بورنیو ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ۔ سردار مصباح الدین صاحب ۔ خانصاحب قاضی محمد رشید صاحب ۔ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر تبلیغ قادیان ۔ چوہدری برکت علی خانصاحب وکیل المال ۔ مولوی غلام نبی صاحب مصری ۔ ملک خادم حسین صاحب ناظر امور عامہ ۔ حضرت عرفانی صاحب کے پیچھے مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اور حضرت مفتی صاحب کے پیچھے مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کھڑے ہیں ۔ اور مولوی ابوالعطاء صاحب کے بائیں مولوی خورشید احمد صاحب شاد پروفیسر جامعہ احمدیہ ہیں۔

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

کتاب ربوہ کے متعلق
بعض مقتدر ہستیوں اور دیگر اہل الرائے اصحاب کی آراء

کتاب ربوہ کے ایڈیشن اول کے متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بہت سے اہل الرائے اصحاب نے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ جن میں سے بعض آراء درج ذیل ہیں :-

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی

"آپ کی طرف سے ایک نسخہ کتاب ربوہ موصول ہوا۔ میں پوری طرح تو نہیں دیکھ سکا مگر بعض حصے کہیں کہیں سے دیکھے ہیں یہ کتاب مفید اور دلچسپ معلومات پر مشتمل ہے۔ ایسی کتاب کی قدر آئندہ زمانوں میں بڑھتی چلی جائیگی جب کہ جماعت کی تاریخ کے مدون کرنے کا وقت آئیگا۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے"

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) صدر صدر انجمن احمدیہ

"مکرم ملک خادم حسین صاحب کی تالیف ربوہ کے بعض حصے میں

نے دیکھے ہیں۔ کتاب تاریخی معلومات سے پُر ہے۔ جنہیں بے حد محنت سے
یکجا کیا گیا ہے احباب جماعت کو نہ صرف خود اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے
بلکہ اپنے غیراز جماعت دوستوں کو بھی یہ کتاب مطالعہ کیلئے دینی چاہیئے۔"

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ ایم اے۔ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ :- "قادیان سے جماعت کے
بیشتر حصّہ کا ہجرت کرنا خدا تعالے کے منشاء اور حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق تھا۔ جہاں لاکھوں مہاجرین عرصہ
تک بے گھر اور بے در رہے وہاں احمدیوں کا بہت جلد ایک جگہ پر جمع ہو
جانا سلسلہ کی صداقت اور حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالے کی
اولو العزمی کا زبردست ثبوت ہے ان تمام حالات پر مشتمل "ربوہ"
کتاب مکرمی ملک خادم حسین صاحب نے لکھی ہے جو احمدیہ لٹریچر میں
ایک بیش قیمت اضافہ ہے یہ کتاب جہاں احمدیوں کے لئے ایک گائڈ
کا کام دے گی۔ وہاں ان غیر احمدیوں کے لئے جو تلاش حق کے لئے
مرکز سلسلہ میں آتے ہیں بہت مفید ثابت ہوگی اور انشاء اللہ تعالے
تاریخ سلسلہ کے آئندہ مورخین کے لئے یہ کتاب ایک قیمتی ماخذ کا کام
دے گی۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لیں"

حضرت مولوی محمد دین صاحب بی۔اے۔ ناظر تعلیم سابق مبلغ امریکہ :-

"میرے خیال میں یہ کتاب "ربوہ" سے متعلق معلومات کا بہترین
ریکارڈ ہے جو اپنوں کے لئے ایک ایمان افروز مجموعہ اور بیگانوں کے
لئے احمدیت کے تعارف کا بہترین ذریعہ ہے اور اس قابل ہے کہ نہ
صرف جماعت میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔
بلکہ غیروں میں بھی کثرت کے ساتھ تقسیم کی جائے۔ تا خدا تعالے
کا یہ زندہ نشان بہتوں کے ایمان کی زیادتی کا موجب ہو۔ میری
دعا ہے کہ اللہ تعالے اس کتاب کو بابرکت بنائے اور مؤلف کو
جزائے خیر عطا کرے۔ آمین!

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ :-

"میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب ایک بیش بہا ذخیرۂ
حقائق ہے جو بڑی محنت چاہتا ہے اور ملک خادم حسین صاحب نے
اس مجموعہ کو اکٹھا کرنے میں محنت کی ہے اور یہ ایک قابل قدر
ذخیرہ ہے وہ اس کے لئے نہ صرف مبارکبادی کے مستحق ہیں بلکہ
شکر گذاری کے لائق بھی ہیں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالے نے انہیں

اس کے لئے القاء فرمایا اور توفیق دی ہے اس کے ساتھ میری یہ
دعا بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ اس کی کما حقہ قدر
کریں اور جمع کردہ جواہرات سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں"۔

محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح وارشاد سابق امام مسجد لنڈن:۔ کیپٹن ملک خادم حسین صاحب نے
ربوہ کے کوائف کتابی صورت میں شائع کئے ہیں۔ میں نے اس کے
بعض حصوں کا مطالعہ کیا ہے یہ کتاب ربوہ کے متعلق نہایت دلچسپ
معلومات کا ایک قابل قدر تاریخی مجموعہ ہے۔ ملک صاحب نے جس
عرقریزی اور محنت سے ربوہ سے متعلقہ معلومات مختلف مصادر سے
جمع کی ہیں اس کا کم از کم صلہ یہ ہونا چاہیئے کہ احباب جماعت اس کو
خرید کر خود بھی پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو ربوہ سے متعلق
صحیح معلومات پہنچانے کے لئے بطور تحفہ دیں۔ اللہ تعالےٰ اس
کتاب کو بہت سی روحوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین!"

جناب میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان:۔

"میں نے مکرم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب کی تازہ تصنیف

جو ہمارے مقدس مرکز ربوہ کا نہایت خوبصورت اور ایمان افزا گائیڈ
ہے اور جس میں یہاں کے تمام مذہبی اور تنظیمی اداروں کے حالات بڑی
محنت اور عرقریزی سے جمع کئے گئے ہیں غور سے پڑھی ہے۔ جہاں تک
اس ضمن میں مواد جمع کرنے کا سوال ہے وہ ہر جہت سے ربوہ کو متعارف
کرانے کے لئے ایسی مکمل صورت میں پیش کیا گیا ہے کہ بلاشک و
شبہ ہم ربوہ کے باسیوں کو بھی اس کے پڑھنے میں جو حظ محسوس ہوتا
ہے اس سے کئی گنا زیادہ دوسروں کو محسوس ہوگا اور آئندہ نسلوں
کے لئے بھی گہری دلچسپی اور راہنمائی کا موجب ہوگا"۔

مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی اے ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان:۔ جناب کیپٹن ملک خادم حسین صاحب
مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے نہایت اخلاص سے ربوہ کے
کوائف وحالات کتابی صورت میں یکجا کر دئے ہیں وہ احباب جو ربوہ
سے دور رہتے ہیں بالخصوص درویشان قادیان اور ہندوستان اور
دیگر بیرونی ممالک کے احمدی جن کو بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے بار
بار دارالہجرت میں آنے کا موقعہ نہیں ملتا ان کے لئے یہ کتاب ایک
نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس کتاب میں محترم ملک صاحب نے بہت سے

ضروری اور دلکش فوٹو شامل کر کے اس کے حسن اور افادیت کو دوبالا کر دیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء"

مکرم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے وکیل المال اوّل تحریک جدید:

"مکرم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب کی تصنیف بعنوان "ربوہ" میں نے مطالعہ کی ہے سلسلہ کے لٹریچر میں یہ ایک قیمتی اضافہ ہے۔ مکرم ملک نے جس محنت اور اخلاص سے ربوہ کی تاریخ کو محفوظ کرنے کی سعی فرمائی ہے وہ لائق صد ستائش اور قابل صد مبارکباد ہے۔ یہ نہ صرف ربوہ سے متعارف کرانے کے لئے ایک انمول ذریعہ ہے بلکہ تبلیغی اور تربیتی ہر دو پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ میرے نزدیک اس کی صحیح قدر دانی کی یہی صورت ہوگی کہ ہر گھر میں کم از کم ایک کتاب ضرور موجود ہو"

مکرم ملک سیف الرحمن صاحب فاضل مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ:

"ربوہ" دنیا کے شہروں میں اس لحاظ سے ایک منفرد مقام ہے کہ جماعت احمدیہ کا مرکز ثانی ہے اور دار الہجرت ہونے کی حیثیت سے دنیا کے ہر ملک میں یہ ایک جانا پہچانا شہر ہے۔ پس اس کے تعارف

اور اس کی گائیڈ بک کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی تاکہ اس شہر کی زیارت کے لئے آنے والے اور باہر رہ کر اس کا حال معلوم کرنے کا شوق رکھنے والے اس قسم کی کتاب سے راہنمائی حاصل کر سکیں۔ محترم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ربوہ کی تاریخ لکھ کر اس ضرورت کو باحسن وجوہ پورا کر دیا ہے۔ یہ کتاب بہت عمدہ۔ موزوں اور معلومات افزا ہے اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے۔ اس کتاب کے دوسری زبانوں میں بھی ترجمے ہونے چاہئیں تاکہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی اس کتاب سے استفادہ کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ ان نیک مساعی کی محترم ملک صاحب اور مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی کو جزائے خیر دے۔ اور ہر سال بہتر سے بہتر۔ مفید سے مفید اضافوں کے ساتھ نئے ایڈیشنز نکالنے کی انہیں توفیق دے"

مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب انور فاضل۔ پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ:

"مکرم محترم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب نے "ربوہ" کے نام سے تاریخی معلومات کا شاندار مجموعہ مرتب کیا ہے۔ جس کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ الحمد للہ کہ

اس کتاب سے یہ ضرورت بدرجہ اتم پوری ہو گئی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ جس محنت عرقریزی اور کوشش سے اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو جملہ قارئین کیلئے مفید تر بنائے۔ آمین!

مکرم مولانا عبد اللطیف صاحب فاضل بہاولپوری: بمحترم کیپٹن ملک خادم حسین

صاحب نے جو ربوہ نامی کتاب شائع کی ہے ....

.... اسے پڑھنے سے دل بہت مسرور ہوا۔ آپ نے اس کی تیاری میں بہت محنت فرمائی ہے اور آپ کی محنت قابل داد ہے۔ یہ کتاب بالخصوص ربوہ آنیوالوں کیلئے ایک عمدہ گائیڈ کا کام دیتی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

تاریخی معلومات کا نہایت قیمتی ذخیرہ ہے۔ غیر از جماعت لوگوں کے تعارف کیلئے یہ بہت اچھا ذریعہ تبلیغ کا ہے۔ اس سے وہ لوگ بھی بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں جو براہ راست سلسلہ کی کتابوں کا مطالعہ پسند نہیں کرتے۔ کئی ایک نادر فوٹو کتاب کی اہمیت اور زینت کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ میں احباب سلسلہ سے پُرزور سفارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کو لیکر غیر احمدیوں کو جو ربوہ کے نام سے واقف نہیں ضرور دکھائیں۔ انشاء اللہ اس کے ذریعہ وہ ضرور متاثر ہوں گے اور ربوہ دیکھنے کے مشتاق بنیں گے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سعید روحوں کو ہدایت بخشے اور مصنف کو انکی دینی خدمت کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!"

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
ٹائٹل پیج	۱
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد	۲
خدا تعالیٰ سے خطاب	۳
پیش لفظ	۴
اعتراف و تشکر	۵
حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۶
حضور کے بعض ارشادات	
(۱) عقائد	۷
(۲) شرائط بیعت	۸
(۳) تعلیم	۱۰
ایک پیشگوئی	۱۴
حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ	۱۵
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ	۱۶
"داغ ہجرت"	۱۷
حضور کا ایک ارشاد	۱۸
"داغ ہجرت"	۱۹
"اچھا جب اذن ہوگا"	۲۰
حضور کا ایک ارشاد	۲۲

مضمون	صفحہ
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قادیان سے ہجرت	۲۳
نیا مرکز	۲۵
جدید مرکز کیلئے جگہ کا انتخاب	۲۶
نئے مرکز کا نام - ربوہ کا نقشہ	
ربوہ کو آباد کرنے کے سلسلہ میں پہلا قدم	۲۸
ربوہ میں پہلی رات	۳۰
جماعت احمدیہ کے مرکز پاکستان کا افتتاح	۳۲
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ	۳۶ تا ۶۲
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کا سفر	۶۶
سنگِ بنیاد مسجد مبارک	۷۳
ربوہ کی آبادی	۷۹
حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد	۸۰

مضمون	صفحہ
ربوہ کا تاریخی پس منظر	81
سنگِ بنیاد ادارہ جات	٨٧
محلہ جات و دیگر کوائف	٩٠
محلہ جات	٩١
محلہ جات کی تنظیم	٩٢
ربوہ کی سڑکیں	٩٣
ریلوے اسٹیشن	٩٥
بس اسٹینڈ	٩٦
مساجد	٩٧ تا ١٠٠
کوارٹرز	١٠٠ تا ١٠١
پانی کی ابتدائی مشکلات	١٠٢
آب رسانی	١٠۴
ٹیوب ویل	١٠٦
بصہ جات	١٠٧
تعمیر ہر سہ بند	١٠٨
ڈاک خانہ و تار گھر	١٠٩
ٹیلیفون ایکسچینج	١١٠
بجلی	١١١
پولیس چوکی	،،
انتظام لوکل باڈی	١١٢
بازار	١١۴
جماعتی دفاتر	١١٥

مضمون	صفحہ
حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد	١١٦
دفتر پرائیویٹ سیکرٹری	١١٧
مہمان خانہ	،،
بہشتی مقبرہ	١١٨
نگران بورڈ	١١٩
صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ	١٢٠
صدر انجمن احمدیہ	،،
افتتاح دفاتر صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید	١٢٠
ربوہ میں آنے والا سب سے پہلا قافلہ	١٢١
صدر انجمن احمدیہ کی نظارتیں	١٢٣
تحریک جدید	١٢٩
،، کے مطالبات	،،
،، کی وکالتیں	١٣٠
،، کے عظیم الشان کام پر ایک نظر	١٣٠
تبلیغی مشن	١٣١
مبلغین	١٣٢
غیر ملکی طلباء	١٣٣
بیرونی ممالک میں تبلیغی ادارے	١٣۴

مضمون	صفحہ
بیرونی ممالک میں مساجد	١٣۴
تراجم قرآن مجید	١٣٥
بیرونی ممالک میں اخبارات و رسائل	١٣٦
انجمن وقف جدید	،،
فضل عمر ہسپتال	١٣٧
لنگر خانہ جلسہ سالانہ	١٣٨
دارالاقامۃ النصرۃ	،،
تعلیمی ادارے	١۴٠
حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد	١۴١
جامعہ احمدیہ	١۴٢
تعلیم الاسلام کالج	١۴٥
فضل عمر ہوسٹل	١٥٠
مجلس تعلیم اور دینیات کلاسیں	١٥٢
جامعہ نصرت (گرلز کالج)	١٥٣
ہوسٹل جامعہ نصرت	١٥٦
تعلیم الاسلام ہائی سکول	،،
بورڈنگ ،، ،، ،،	١٥٩
نصرت گرلز ہائر سیکنڈری سکول	١٥٩
نصرت گرلز سیکنڈری ،، ،،	١٦٠
نصرت زنانہ انڈسٹریل سکول	١٦١
فضل عمر جونیئر ماڈل سکول	١٦١

مضمون	صفحہ
فضل عمر ریسرچ	١٦٢
پرائمری سکولز	١٦٣
حافظ کلاس	١٦۴
متفرق کلاس	١٦٥
علم و عمل	١٦٦
حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد	١٦٧
تربیتی ادارے	
مجلس انصار اللہ مرکزیہ	١٦٨
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ	،،
لجنہ اماء اللہ ،،	١٦٩
تربیتی اداروں کے ممبران کے عہد نامے	١٧٠ و ١٧١
اشاعتی ادارہ جات	١٧٢
پریس	،،
اشاعتی ادارے	١٧٣
الشرکۃ الاسلامیہ	،،
اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن	،،
ربوہ کی رسمی خدمات	١٧۴

مضمون	صفحہ
ربوہ کی علمی ترقی	۱۷۷
اخبارات و رسائل	۱۷۸
روزنامہ الفضل	″
ریویو آف ریلیجنز	۱۸۱
الفرقان	″
خالد	۱۸۲
مصباح	۱۸۳
تشحیذ الاذہان	″
البشریٰ	۱۸۴
المنار	″
انصار اللہ	″
لائبریریاں	
خلافت لائبریری	۱۸۵
جامعہ احمدیہ ″	″
تعلیم الاسلام کالج لائبریری	″
جامعہ نصرت لائبریری	۱۸۶
نصرت گرلز (ہائر سیکنڈری) سکول لائبریری	″
امۃ الحی لائبریری	۱۸۶

مضمون	صفحہ
مشیر قانونی لائبریری	۱۸۶
لائبریری وکیل القانون تحریک جدید	۱۸۷
دار القضاء لائبریری	″
دار الافتاء لائبریری	۱۸۷
تعلیم الاسلام ہائی سکول لائبریری	۱۸۷
فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائبریری	۱۸۷
اجتماعات	۱۸۹
جلسہ سالانہ	۱۹۱
سالانہ اجتماع انصار اللہ	۱۹۳
سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ	۱۹۳
سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ	۱۹۴
سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ	″
سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ	۱۹۴
مجلس مشاورت	″
یوم سیرۃ النبی ؐ	۱۹۶

مضمون	صفحہ
یوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۹۶
جلسہ یوم خلافت	۱۹۷
یوم مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ	۱۹۷
لوائے احمدیت	۱۹۸
چند اہم واقعات	۲۰۰
عنوانات اہم واقعات	۲۰۱
تبادلہ اسیران مابین پاکستان و ہندوستان	۲۰۲
حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کا وصال اور ربوہ کی فضیلت	۲۰۳
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کی تفصیلات	۲۰۶
حملہ کے معاً بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام	۲۰۷
بعض قابلِ ذکر باتیں	۲۱۲
حضور کا پیغام ۱۱ مارچ ۱۹۵۵ء	۲۱۴
حضور کا پیغام احباب جماعت کے نام	۲۱۶
حضور کا پیغام اولاد کے نام	۲۲۰

مضمون	صفحہ
چند نمایاں شخصیتیں	۲۲۳
حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد	۲۲۴
خاندان حضرت اقدس ؑ کا تذکرہ	۲۲۵
دیگر بزرگ ہستیاں	۲۲۸
حجاج کرام	۲۳۶
مبلغین جو بیرون از پاکستان خدمات انجام دے رہے ہیں	۲۳۷
مبلغین کرام جو اعلائے کلمۃ اللہ کے بعد بیرونی ممالک سے ربوہ تشریف لائے ہوئے ہیں	۲۳۹
مربیان سلسلہ عالیہ	۲۴۰
شعرائے ربوہ	۲۴۱
ربوہ سے باہر کے طلباء جو علم حاصل کر رہے تھے اور ربوہ میں فوت ہوگئے	۲۴۲
غیر ملکی طلباء جو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر چکے یا کر رہے ہیں	۲۴۲
ربوہ کا روحانی مقام	۲۴۳
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد	۲۴۵

مضمون	صفحہ
تقدیسِ ربوہ	۲۴۶
اہالیانِ ربوہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب	۲۴۸
اہالیانِ مرکز کی ذمہ واریاں	"
" ربوہ کے لئے شرائطِ رہائش	۲۵۰
منظومات	۲۵۲ تا ۲۷۱
کہتی ہے ہم کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟	۲۷۳
حضور علیہ السلام کا ایک ارشاد	۲۷۴
ربوہ ایک سبق ہے	۲۷۵
احمدیوں کا اجتماع	"
ربوہ میں دو گھنٹے	۲۷۷
تعلیم الاسلام کالج	۲۸۱
کافروں کی بستی ندی کنارے۔	۲۸۲
سیلاب ۱۹۵۵ء	۲۸۴
اعترافِ حقیقت	۲۸۹
اشاعتِ اسلام کا اعتراف	۲۸۹
ربوہ میں چند یوم	۲۹۲
احمدی جماعت کے مرکز ربوہ میں چند گھنٹے	۲۹۶
احمدی جماعت	۳۰۱
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیامت تک غلبہ کی پیشگوئی	۳۰۸
ضمیمہ جات	۳۱۰
ا۔ صحابہ کرام جو ربوہ میں موجود ہیں	۳۱۱
ب۔ " مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ	۳۱۳
(i) چاردیواری کے اندر	"
(ii) قطعہ خاص نمبر ۱	۳۲۲
(iii) " " نمبر ۲	۳۳۱
ج۔ فہرست نصب شدہ ٹیلیفون ہائے ربوہ	۳۳۴
د۔ فہرست دکانداران و پیشہ ورانِ ربوہ	۳۳۶
ہ۔ فہرست ناظران صدر انجمن احمدیہ	۳۴۳
و۔ " وکلاء تحریک جدید	۳۴۵
معاونین حضرات	۳۴۷
کچھ اپنے متعلق	۳۴۸
کتاب ہذا کے متعلق چند آراء	۳۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں گھر بناتا ہے

عظیم الشّان بشارت

جس کے مستحق آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ارشاد فرمودہ تعمیر مساجد ممالکِ بیرون کے لائحہ عمل پر کاربند ہو کر باآسانی بن سکتے ہیں

(۱) **بڑے تاجر** مثلاً منڈیوں کے آڑہتی کارخانوں کے مالک ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کے پہلے سودے کا پورا منافع خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے دیں خواہ ایک پیسہ ہو یا ہزار روپیہ۔

(۲) **چھوٹے تاجر** ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع بیت اللہ کی تعمیر کے لئے دیں۔

(۳) **ملازمین** کو ہر سال جو سالانہ ترقی ملے اس میں سے پہلی ترقی مساجد کی تعمیر کیلئے دیا کریں۔

ب۔ اسی طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو تو وہ پہلی تنخواہ کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دیں۔

ج۔ عارضی ملازمین جن کو ترقی نہیں ملتی ایک ماہ کی تنخواہ کا ½ دیں۔

(۴) **وکلاء، ڈاکٹر** اور پیشہ ور صاحبان گزشتہ سال کی آمد مقرر کر لیں اور پھر اس تعین کے بعد اگلے سال انکی آمد میں جو زیادتی ہو اسکا دسواں حصہ نیز ماہ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی۔ (۵) **کنٹریکٹر** صاحبان ہر سال کے ٹھیکوں میں جو مجموعی منافع ہو اسمیں سے ایک فیصدی۔ (۶) **صنّاع** مستری لوہار درزی بڑھئی اور مزدوری پیشہ احباب ہر ماہ کی پہلی تاریخ یا مہینہ کا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی جو مزدوری ہو اس کا دسواں حصہ۔

(۷) **زمیندار احباب** جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ فی ایکڑ اور اس سے زائد زمین والے ۲ آنہ فی ایکڑ کے حساب سے دیا کریں۔

(۸) **مزارع احباب** جن کی مزارعت دس ایکڑ سے کم ہو وہ دو پیسہ فی ایکڑ اور زائد مزارعت والے ۱ آنہ فی ایکڑ کی شرح سے مسجد فنڈ دیا کریں۔ **مختلف خوشی کی تقاریب** پر مثلاً نکاح پر، شادی پر، بیٹے بیٹی کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر یا امتحان میں پاس ہونے پر خانہ خدا کی تعمیر کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور دیدیا کریں۔

وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عجب نوریست در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہؐ کہ ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

بسے سہل است از دنیا بریدن — بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ

من آں خوش مُرغ از مرغانِ قدسم — کہ دارد جا بہ بُستانِ محمدؐ

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ — بترس از تیغِ بُرانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ